

تاول

انارکلی

ایک ناپیچی فسانہ
میں

شہنشاہ جہانگیر
کی نازکلی اور شہزادہ سلیم یعنی شہنشاہ جہانگیر
کا حال ایک دلکش پیرائی میں مندرج ہے

مصنف
خاکسار محمد الدین توتی

مصنف

کام خانہ بہ بادی - تاحق مشفق - غریب الدیار - غنیمت سٹوڈنٹس

رام کہانی - حروف مطلب وغیرہ وغیرہ

حبس کو

جکھم رام کشن مالک کتب خانہ تجارتی و کارخانہ چڑی

بوٹی لوہاری دروازہ کٹرہ تارکشان لاہور نے

۱۹۱۴ء میں

صرف پانچ روپے نیشنل سٹیم پریس لاہور میں طبع کرایا

نایاب کتب

چٹیان۔ اور دیکھتے اور چاہیں بنائے
کی نہایت نفیس خوش ذائقہ ترکیبیں
درج کی گئی ہیں۔ قیمت (۸۰) روپے
رہبر سیمپٹیک۔ اس کتاب میں
ہر ایک طرح کی رہبر کی مہر بنانیکا طریقہ
تشریح و بنانے کے تمام قاعدہ و طریقہ
درج ہیں۔ قیمت (۵۰) روپے
آئینہ حکمت معروضہ لکھنؤ
یہ رسالہ بڑی سیٹا ہے مشہور و معروف
فاضل کی علی تصنیف ہے۔ اردو خط
پبلک اس زیر دست مصنف کی فیض
تصنیف حیات النان نے بالکل بے
پہرہ حق جتنے تہایت کوشش کے
ساتھ اس کا ترجمہ اردو میں زبان
میں شائع کیا ہے جس سے ایک معمولی
آدمی بھی نفس کے معاملات اور ضرورتوں
سے واقف ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ
دو رسالہ اور بھی ہیں۔ ایک میں علمہ و تجربہ
نیمہ۔ دوسرے میں ہر ایک کا تجربہ علاج
لکھا گیا ہے۔ قیمت باوجود ان تمام
فروہوں کے صرف (۲۰) روپے

طیب متعلقہ علمہ و تجربہ۔ یہ رسالہ
اہل پیشہ طب اور ڈاکٹروں کو جو جان بچ
مگر پولیس اور کیموں اور عالم وقت کا بوجھ
کا رہا ہے۔ اس میں نہایت عمدہ اور قابل
قدر مضمون درج ہیں۔ چند مضمون کی
ناظرین کے پیش نظر ہے۔ ڈاکٹروں کے لیے
گوگو ایسی طرح دینی چاہیے۔ شناخت عمر
بہات حیات و بعد مرگ۔ شناخت حیثیت
و پیشہ بعد مرگ۔ خضاب شدہ بالوں کی
شناخت۔ بکلی اور ہندو کی روشنی میں
آدی کی شناخت۔ صفت و اتسام۔ دین
و تشریح و شناخت خود کشی۔ سب سے
کی پہچان۔ شناخت موت۔ یہ علامات
شناخت موت لاحق۔ شناخت پھانسی
دے کی۔ پانی میں لاش کا رہنا۔ اور فرق
شدہ کی شناخت۔ باہ کا بیان۔ دوا کی
شناخت۔ غریب کلاس میں مدد کر کیس
درج ہیں۔ یہ ایک بڑا بھاری مجموعہ
ہے۔ قیمت صرف (۱۰) روپے
مجموعہ لوازمات۔ اس قابل قدر
کتاب میں مرے۔ علمے۔ آچار۔

حکیم سہم کشن لکھنؤ۔ نجاتی لوہاری زہرہ کشن لکھنؤ

دیباچہ طبع ششم

تندہ خون نے جو بننا ہے آہن و قہر
 ذوق اپنی فکر گزارسی کے لئے حاضر ہے
 اس کس پرہیزی کے زمانہ میں جبکہ اکثر ہلکے تصنیف و تالیف کو پبلک
 اور دہلی کا رونامہ پیش ہے یہ بات پبلک کے عوام نیازمند ذوق کے
 پھر کم ماعت فخر نہیں ہے کہ اس کی ناچیز کتاب مالدار کی اب چھٹی
 یہ دیباچہ ہے اور اس سے ہو کر قدر دان پبلک کے تندہ و فخر امتوں تک
 آج اس ٹرین میں یہ نسبت پہلے دوسرے اور چوتھے
 ن کے کئی خطاب پر حوصلے گئے ہیں

بن شدہ

خاک پائے اہل ذوق

محمد علی بن ذوق مالک اخبار کشمیر

محبت نامہ

.....

خان آباد

یونس

6

تونی

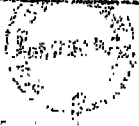
15

CH

14

[Handwritten signature]

باب	عنوان	صفحہ	باب	عنوان	صفحہ
۱	سیرستان دھواؤں والے	۳	۱۱	تاجع مشتق	۹۹
۲	سیر و شکار	۱۳	۱۲	مجموع محبت کی روکاری	۱۱۱
۳	گڑھی بگھی	۱۹	۱۳	مل کی مانتا	۱۴۱
۴	حق مل والا رسید	۳۸	۱۴	اضطراب	۱۴۴
۵	آفتابیں لڑکیں	۴۱	۱۵	زندان خم	۱۴۸
۶	یار مل کی چیم بگیاں	۴۵	۱۶	خدا کی نیلہ	۱۴۹
۷	بقیرار و آفتابری	۵۶	۱۷	انار کی تربت	۱۵۰
۸	بی زعفران	۶۶			
۹	قید تہائی	۷۱			
۱۰	...	۸۶			



ناول انارکلی

U Section
46
19

- 7 DEC 1972

URDU STACKS

پہلا باب

سیر یو ستال، سو حادوثہ چالستان

چلا ہے میر گلستان کو فوق نغمہ سز کجائے

جیسے نہ ہوں دام وادار کہیں

الہ اکبر - میرا عظیم الصبح فرخندہ

قدم انشب تمام تاریخی مسافت کی تین سو

ہریس کی راہ سرعت سے طے کر کے اکبری

دقات کی اسی پُر خضر منزل پر چہاں شتلمہا

میں مہاسے کا دل کا یہ وعدہ ایک قیامت خیز

تاریخی واقعہ قریح میں آیا تھا ایسے وقت

میں پہنچا کہ ابھی تک تمازت شمس کے چرخ

صبح کا دلی پسند وقت ہے شام کی نادر مژدگان

مغلق پیشی ہر زمان خوش الحان خوش نغمہ

میں ضائع مطلق کی قبیح و تمہیل میں مغلزل

ہیں - اور اپنی اپنی دلدادہ سے

چوٹ کھا کے ہوئے ہلال میں انگلیں اور

دلوں سے پیہر اُڑدیتے ہیں - ایسے ہی پڑا ہر جہان

آتش شہدات جو لطف لیا ہ بارہوی

پہنچا صبح یہ عید آتش کا ہوئی -

پیشہ میں کہ غلبہ جیتی شدت کا تماشا دیکھ

کر غنیمت مسکرا رہے ہیں جس سے کہ کسی طرح

کی طرح انھیں بڑا امی ہے بنیل جو کہ

تلف پر خم کی طرح بل کی کے را ہے -

قرض کہ شکفتی و سر سبز گی نئے نئے ننگ کی

کر شہد مانیوں سے اہل نظر کو محبت کے

عظم میں اپنی اپنی طرف پھٹے پھٹے ہیں جہاں

قدم اٹھانا و شوار ہے

کر شہد دامن دل سیکند کہ جانحات صبح

کا دلفریب وقت ہے مشائے پہاڑ اپنی

تاریخی واقعہ قریح میں آیا تھا ایسے وقت

میں پہنچا کہ ابھی تک تمازت شمس کے چرخ

صبح کا دلی پسند وقت ہے شام کی نادر مژدگان

مغلق پیشی ہر زمان خوش الحان خوش نغمہ

میں ضائع مطلق کی قبیح و تمہیل میں مغلزل

ہیں - اور اپنی اپنی دلدادہ سے

چوٹ کھا کے ہوئے ہلال میں انگلیں اور

دلوں سے پیہر اُڑدیتے ہیں - ایسے ہی پڑا ہر جہان

صبح کا دلچسپ حال ہے۔ نثر کی پلانال
 کے لئے رخت نیم سجدی آبیاری سے غلی
 ہیں تر و تازہ و غبار کا زبردست محو
 ہر شے کی نیروشی سے نظر قریب و دُکھا
 بنارہا ہے۔ اعلیٰ حضرت کا عجاظہ کہ کو
 پور لگی ایک ایک پتھری سحری رشک گل کے
 کاواں کاغذ آراہ و زبر و خور و۔۔۔ ہنر و نیک
 ہر شے کی بزمہ لو کا دانی دوپٹہ پورا ہے۔
 سچ کا دلکش بونٹ ہے ایک پھل، وہ جہن
 میری جالی دو تیز و لڑکی چکا کر با و زاید
 درجین جو ایک خاص ایثار رکھتا ہے۔

[illegible]

<p>خاتمہ تختہ بلور سیدان دور غریب ہلینہ بگھڑتے سینہ منورہ کلن من شہت سے پہر کی نگاہ</p> <p>پڑ جاتی ہے پھر یہ کہ اعتنا جو۔ ماسخ دوانی ہے بجلی گاہ جانان رتیلن</p> <p>ان دونوں سینہ ہمارا طور سینہ ہو گیا اسکے شکر کو باعتبار سہانی اور دلیائی کے</p> <p>چشمہ موج چشمہ جیوان۔ موج سمندر صلیح قرطاس تختہ آئینہ تختہ قائم۔ تختہ بلور تختہ</p> <p>یلاس تختہ کانٹن خیل ہنشن صحت قیامت سے بھی کاف کو با اعتبار کچھ پچھو کی ماسے مون</p> <p>ورطہ ورطہ بجز حق گرداب بیمار ورن بلخ حلد چاہہ دزم چیمہ دزم کلید ارجم</p> <p>اس کی کمر کو با اعتبار اس کی نواست صلیح میت سے بگڑ گڑگ جہان کلا</p> <p>تار نظرو تار ہوئے جینی۔ عقاب ہما عزم خطہ موج سے ماسخ</p> <p>اس قدر تپتی کمر ہے اس پر یار شمار کی کیتے میں بچتی سب پر میرے جسم از کی</p> <p>اس کے آگے کا حال معلوم نہیں۔ جہاں آرا سے دست ہیا گردن ڈھکیر ہلی</p> <p>کہ کیا نکھڑا جیتے پیر۔ کچھ شہت کے یہاں کہ خاک کہ کھنچا جیائے آخر جس ہو کر</p> <p>بہشت فشتی فشتی پو شیدہ ہالی حقیقہ کچھ شامید زنا ویدہ جھنڈ سے انکی دروں</p>	<p>تختہ طور سے انکی لٹاق پاکو باعتبار اس کی تختہ افزائی کے قیامت خیزی ات</p> <p>ایک ہا جھڑ خدی تختہ افزائی سے اس کی نف پاکو باعتبار اس کی صفا کی نگاہ</p> <p>کے میدان اختر من ارجم با کینہ جم سے بعض یہ کہ اسکی آفت افزائی اور جیونی</p> <p>کے سرو شمشاد۔ حذر۔ طویل سکون کبدہ بہال طور پادہ ورن طویل ماصح بڑ</p> <p>انفجور ورنو شیخ طور شلیخ۔ نقل مارم شع کا فوری انکشت شہار سے بشتینہ</p> <p>ویئے ہیں۔ پیار سے ناظر من۔ ارد۔ آپ ہمار</p> <p>ذوق الذکر استعارات تشبیہات کو ایش کی شاعر کی کمال تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ</p> <p>یہ زہر جہاں شہری خصال خالق بد جہاں ایسی ہی تھی۔ اگر میرا کھانا اور تہ ہو</p> <p>تو اس وقت اس با شیبہ کے گل خوں ہی کی کہ قدرت منظور فرما جائیے۔ اگر اب بھی</p> <p>آپ نہ مائیں تو آپ کو اختیار سے ذوق سے</p> <p>نہیں۔ میں غموں کے داکیا جاتے ہیں نہاں کہ کو دیکھ کر صلی علی کیتے کہ میں</p> <p>کیا ہوں۔ حذرت آپ کی کہتا ہی پڑا کجیت تا خدا با حسن رجھال عزت ماہ کمال</p>
--	---

خاتون: نادہ کیا کرو گی ہو گی جی بھائی
یا حق رہی مادی ماری پھرتی ہو۔

نادہ: (دو تیز و تکی کا نام) جیسے باغ
میں آئی تھی۔ ماں جان بد وقت
ایک گلدستہ بنی میں انکریں اندھی اندھ
بھیجا جاتا ہے۔ تاج تو بہت کسی طرح
سہتا ہی نہیں۔ بلکہ جو بخور دہا کرے گی
محبت ہے۔

خاتون: یہ اس ناؤ میں کی اولاد دیکھا ہے
سچ ہے مٹی کی تاج تیر ہی جلیبت تلوڑی
اسی آپا کر ہی گری سی منہم ہوتی ہے
اور کچھ میٹھا چھانسا در دول ہی ملو
ہوتا ہے کہ میں سے کلیجہ تمام تھا کر رہ

جاتی ہوں خدای خیر کہ سب آج صبح تکی باٹھا
شنگ کا ہے و بائیل انکھ توت و بزرگ
رہی ہے کچھ ایسی ایسی بد شکوئیاں ہری
میں کہ دل کا تپ کر رہ جاتا ہے۔ لہو جگڑو کر
آجیتا ہے۔ تم تو در صوفی آئیں اور حوکر
ایک ہیں باہر جانو اسے فتنے میں ہوں نے کیا

نالی گھر میں موجود ہونے با دار سے بددہی کر چکے ہیں تو یہ پہلا دن ہے جو مہنگا داکو
شکوہا نامنا سب اور فضل خرچی محرم
ہوئی۔ اسے تو ایسی ہی جی ہو رہا ہے کہ وہ
شیشہ دکانوں میں لٹکتا ہے۔ یہ سب کچھ کہہ کر وہ
میاں بیٹھ کر رہی ہے۔

نظر ہزار پچاسی جیادہ فتنے کے تو ایسے پھیلے
کہہ بھی ڈر ہو گیا اور ایک نظر دودھ ہی رتن

میں رہا۔ وہ تو فرستی کا رتن تھا وہ چکنا چور
ہو گیا تھا اپنا سوا ہو رہی کے چارہ ہی کیا تھا
تھارے تھا کو چاؤ کی ایسی عادت پڑ گئی
ہے کہ ان سے بددہن اچھا ہے پے چھا
ہی نہیں جاتا۔ جیو یا تیرے ہیں وہ نہیں
بارہ نہیں۔ سو نہیں جیو رہی نہیں آتا۔

یہاں تک کہ سب خوار کے ہونے سے۔ تو
پانچ نہ رہ رہا۔ یہ ہی اگر شیب کے
کھانچے بددہن سے لائیت ہی نہیں آتی۔
یہ ہی تکی ایک تری ہی عادت ہے کہ سب
جہاں اس جہاں سے نیند ڈالے اور

چاہت ہو جہاں سے وہ نہیں نہ پینے سے
نیز نہ اسے سچ ہے عادت انسان کی اور ہی
علیہ مرد چلتی ہے پھر پھر ہر گز وہ کیلئے
فیض و دار پیرا لیا و چلا با در میں آتا ہے
دو دھکیاں سے آجیتا تھا دل سے ہی
نالی پھر ایسی ہی نیند دہی کے پناہ میں رہی اور

نالی گھر میں موجود ہونے با دار سے بددہی کر چکے ہیں تو یہ پہلا دن ہے جو مہنگا داکو
شکوہا نامنا سب اور فضل خرچی محرم
ہوئی۔ اسے تو ایسی ہی جی ہو رہا ہے کہ وہ
شیشہ دکانوں میں لٹکتا ہے۔ یہ سب کچھ کہہ کر وہ
میاں بیٹھ کر رہی ہے۔

<p>مردودہ ہوں خدا چاہے اچھی سی خبر ہوگی۔ والدہ۔ دیکھا چاہیے تمہارے آبا کے میں خدیجہ کے مرزا اچھی سی خبر سنائیں۔ نادرہ۔ یا اللہ میری جان کی خبر سنائیں تیرا کھڑا چڑھاؤنگی اور خلی نقاری کرونگی حلق بھی بھر دے والدہ۔ پوٹی تیرے منہ میں گئی شکر خدا ایسا ہی</p>	<p>گنہگار پس نہ آئے دن تو بہت چڑھ گیا ہے دیکھا چاہیے کتنی دیر میں مد پس آتا ہے نادرہ۔ میری اچھا مال۔ یہ آج صبح ہی مہاجان کہاں گئے ہیں وہ تو اتنا سویرے منہ اندھیرے کیس نہیں جاتے ہیں۔ آج ایسی کیا مجبور رہی تھی۔</p>
<p>والدہ۔ پوٹی کچھ ایسی ہی ضرورت ہے جو آج تمہارے ابا مرزا حیدر علی سے ملنے کو اتنا سویرے گئے ہیں۔ نادرہ۔ وہ ایسی کوئی ضرورت بھی جس سے</p>	<p>والدہ۔ پوٹی کچھ ایسی ہی ضرورت ہے جو آج تمہارے ابا مرزا حیدر علی سے ملنے کو اتنا سویرے گئے ہیں۔ نادرہ۔ وہ ایسی کوئی ضرورت بھی جس سے</p>
<p>استدرا بے چینی تھی۔ کیا چچا جان کی خیریت دریافت کرنے نہیں گئے۔ والدہ۔ کل دو چار دن پہلے یہ متنوش ہوئے نظر آ رہے ہیں کہ دل بے قابو ہو گیا ہے۔ آخر گھبرا کر رہا ہے چچا کی خیریت دریافت کرنے گئے ہیں۔ یہ کہہ کر تمہارے چچا کی جلعیت زعیمیت و دشمنان کچھ ناساز ہوئی۔</p>	<p>استدرا بے چینی تھی۔ کیا چچا جان کی خیریت دریافت کرنے نہیں گئے۔ والدہ۔ کل دو چار دن پہلے یہ متنوش ہوئے نظر آ رہے ہیں کہ دل بے قابو ہو گیا ہے۔ آخر گھبرا کر رہا ہے چچا کی خیریت دریافت کرنے گئے ہیں۔ یہ کہہ کر تمہارے چچا کی جلعیت زعیمیت و دشمنان کچھ ناساز ہوئی۔</p>
<p>نادرہ۔ یا اللہ میرے چچا جان اچھے بھلا اور میرزا باہریت کی جڑ لائیں۔</p>	<p>نادرہ۔ یا اللہ میرے چچا جان اچھے بھلا اور میرزا باہریت کی جڑ لائیں۔</p>
<p>والدہ۔ پوٹی خدا اگر ہے۔ آج صبح ہی سے میرزا ایقن آنکھ بے طرح میڑک رہی ہے اس کو ڈی کا پھر کٹکے کچھ ہی اس نہیں آتا۔</p>	<p>والدہ۔ پوٹی خدا اگر ہے۔ آج صبح ہی سے میرزا ایقن آنکھ بے طرح میڑک رہی ہے اس کو ڈی کا پھر کٹکے کچھ ہی اس نہیں آتا۔</p>
<p>نادرہ۔ اہل جان یوں تو خدا کی پوچھی میں کسی کا چارہ ہی نہیں رہے مگر چھوٹا</p>	<p>نادرہ۔ اہل جان یوں تو خدا کی پوچھی میں کسی کا چارہ ہی نہیں رہے مگر چھوٹا</p>

سے دھت فرمایا۔ درندہ آجکل کے بھائی
 تو رسول علیہ السلام کے سے بھائیوں کو
 بھی گھریں میں جھگڑاتے ہیں ایسا ہی تمہارا
 بچا بھی مقدور کا دہنی ہے کہ جسے غیب سے
 ایسا خبر دیاں شفیق بنا بھائی ملا جو باپ کے بھی
 زیادہ پیارا اور شفقت و محبت کرتا ہے بھوچر
 خدا عزوجل نہیں شکستہ گزرتی اپنا منوس منہ
 کیونکر دکھا سکتی ہے

نادردہ۔ ماں بھر مرزا صاحب کے یہاں
 بایکوں خیریت پر چھنے لگے کیا چچا جان سے
 بذریعہ خط و کتابت یہ بات ناممکن یا
 محال تھی۔ مجھے تو تجھے کہ مرزا صاحب
 کو چچا صاحب کی خیریت معلوم ہو اور اباجان کو
 نہ معلوم ہو۔ یہ بالکل آن ہوئی بات ہوئی بات
 معلوم ہوئی ہے کیا چچا جان کو مرزا صاحب
 کے بھابھاجان سے زیادہ عزیز ہیں۔

والدہ بیٹی ایسی تمنا خدا بالکل پچھو
 ابھی نہیں اتنی سمجھ کہاں۔ جو تم ان
 معاملات کی نہ کو پہنچ جاؤ۔ خدا کے
 اس کے لئے عمر بید۔ جان من بات
 یہ ہے کہ مرزا صاحب کا بھائی دوسرا
 نثار علی ان دونوں اکبر تار سے بھائی
 دوسرا تار والا ہے۔ اس میں اور تمہارا سے
 چچا میں ایسی دوستی ہے۔ جیسے دانست
 کافی روٹی کہتے ہیں۔ پس ایسی لئے

تمہارا سے اباجان مرزا صاحب
 کے یہاں گئے ہیں۔ کہ اگر مرزا نثار علی
 آگیا۔ تو اس سے مفصل حالات
 معلوم ہو جائیں گے۔

معلوم ہوا ہے کہ مرزا نثار علی آگیا ہے
 ورنہ اتنی دیر تمہارا سے یاد دہاں مگر نہ مقرر تھے
 بلکہ وہیں چلے آئے اور اب تک آگئے ہوتے
 چونکہ اکبر تار میں تمہارا چچا اور مرزا نثار علی
 ہمساہ میں۔ اور مکان سے مکان ملا ہے
 اور شاید تمہارا سے چچا نے یہی یہ لکھا ہے
 کہ مرزا نثار علی سے میرے مقرر حالات
 معلوم ہو گئے ہیں تمہارا سے اباجان کو مرزا
 صاحب کے یہاں جانا اور مرزا نثار علی سے
 کچا چچا معلوم کرنا ضروری و لازمی ہو
 پس وہ آج جس جگہ میں آئے ہیں۔ خدا خیر
 کرے اچھی خبر دے۔ مگر دل کینست بالکل
 تابوئے نکلا جاتا ہے۔ خدا ہی خیر کرے۔

نادردہ۔ خدا کرے مرزا نثار علی آگئے
 ہوں۔ اور مرزا خیریت لائے ہوں۔

والدہ۔ آمین خدا اب بھی کرے۔

نادردہ۔ دیکھو کہ کوئی دیکھ کر اباجان
 وہ اباجان آگئے ہیں۔ حسب تار۔

اور کبھی قدس زوید آگئے۔ یہ ان کی
 انگوٹھیں کیوں ان کو کیا رہیں۔ کیوں
 ابابا آپ کیوں ایسے پتھر رہیں۔ ابابا

[illegible]

خونچکان و اشکبار اندک کو جو ہے خون بیا کر میرے کہ اس صدمہ اور درد و ایلدا
 تیرے بیوقت منہ پھر لینے سے مجھے ہلکان سے نجات ہو جاتی مگر نہیں میں کیلی
 زندان اور بیکار ارخار نظر آتا ہے تیرے سینہ کو بی کر دل میرے لئے ہی تو آواز
 بیوقت کے اندھ جانیسے میرا دل پھر وہ دن یہی ہے اور تیرے جیسے ایسا ذوق
 مثل سہول اور بیکار کی پہنچ قابو حال ہے کہ میں خود ہی کا کس کس کا سنگ ہم آذوق
 آد میرے پیار و دل میں سے ہے بچوں کی طرح بالافضا یہ تو نے مجھ سے کیسی
 ہے و غالی اور کیسی ہے اعتدالی کی ہلکائی تیرے تو دنا تو زندگی بھر ہے اس وقت تو شک
 تجھ سے ہرگز نہ امید نہ تھی آہ میرے سینے صبر تو کھاتی پر دھرو اور صبر کرو کیونکہ اللہ ہمیشہ
 سے دل لگے کہ تو نے بھی مجھ سے صبر والہ کے ساتھ ہے یا اللہ میری بچی کو صبر
 اس طرح ایک ایک منہ پھر لیا ہے جمیل عطا کر دے تم اسکا وفا سا صبر ہم
 پیار سے پیچ ہے سے آتش کیلچہ دل جا بیکار اور یہ ہم کر یا پھر جا بیکار
 رقیق حال میرے وقت پر نہیں کوئی تیرا ایک جنگل میں شہر کا سنگ ہم نہیں
 تیرا ایک جنگل میں شہر کا سنگ ہم نہیں تیرے وقت یا زو میرے تیری
 کے ساتھ میرے سوچ دراحت کے شریک میرے جاننا کہ فرما تیرا عزت بھائی میں
 تجھے کہاں دھووں کہاں تلاش کر دوں تجھے کہاں دھووں کہاں تلاش کر دوں
 میرے یوسف تابی توست کے کسی ایک کنوئیں میں بصورت ناشاد و ناہرا
 ہوئی اب کہاں پاؤ لگا تیری مفارقت میں دور کرانکہ دل کو دیدہ بے حشر
 بناؤ لگا ہے ایا کہ لہنی امید ہے آہ اسے تیری فراموشی بھی نظر نہیں آتی کہ تو
 اور وقت نامور نہ آجانی تو میرے ہونے کو میرے ہونے کو میرے ہونے کو

ہی ٹوٹ گئی۔
 اجمار بنی۔ اسے اب صبر چاہا اور شکر
 ادا کیا وہی کہلے جیسے اندر دم سے اس
 پرانے لمحہ چھوڑ کر تپ رہے
 تھے نہ ہوئے نہ وہ دن جو ایک کائنات
 فرخندہ بیکم سے اسے میرے تو ہوش
 اس تو میں جیسے سنتے ہی اڑ گئے اتنی جی
 حواس نہ رہا کہ میں ہنستی اس مرحوم کی کچھ
 اور واقفیت تو بھی پوچھتی ارا اس ماضی پر روز
 کی کچھ اور واقفیت ہے کہ تجھ کو تکلیفیں
 کیونکر ہوئی کس سے لگی اور اس دلہ روزانہ
 کو کسے دن ہوئے موت کیفیت کیونکر ہوئی۔
 اجمار بنی۔ اسے اور کیفیت کیا پوچھتی
 میرے دماغ پر کیا لگے ہیں درغ ملاقات
 زندگی بھر کے سب سے بڑے کیا ہیں اب اسے
 میں یہ دعا اور میر کر۔ کہ وہ غفور الرحیم
 اس کی مغفرت اور اسے عذرت رحمت
 کرے۔ تجھ کو تکلیفیں اچھی طرح ہوئی
 البتہ میں نے یہ صحت ہے کہ آخری دیدار
 پہنچ گیا تھا نہ ہوا اسے اسے گرد لیا
 وہ سب قاتل۔
 سب ہم نے پوچھا کیا ایرانی پیدا کرنا تھا
 سب نے کچھ تو پاس تھا پھر شکر تھا
 فرخندہ بیکم لگے غم نے پہلے تو کچھ ایسی
 نظر نہ لگے۔ اس وقت میں بیات کی ورتہ میں

خود ہی نہ اس کے پاس تنہا ہی ہوتی ہائے
 مرتے وقت بھی اس مرحوم کی دیدہ میسر نہ ہوئی
 ہائے یہ قتلہ تو مجھے تازہ دیتا رہیگا سرو
 دل کے دل ہی میں ادا ہوئے دل کے
 پھوٹے ہائے نہ اتریں پھوٹے دل کے
 اجمار بنی۔ حالت نازک ہو گیا کچھ دیر
 لگتی ہے اور یوں ہی تو پہلے ہی ہے۔
 نازک اندام سمجھنا مشکل تھا بیمار کی سمجھت
 نے اور بھی رہا سہا خون چوس لیا ہو گا
 پھر کیا تھا۔ موت عالم کا داؤں چل گیا
 نادرہ۔ جیسے میرے چہرے میں قسمت
 جلی کسے چھا لکھ رکھا روں گی۔ آف آف
 کلیجہ منہ کو آتا جاتا ہے اور ول خون ہو
 کر انکھوں سے بہا جاتا ہے۔
 اجمار بنی۔ چلو مٹی مکان کے اندر چلیں میں
 وقت یہاں مہتر ماننا سب نہیں۔ گو مکان
 کی چار دیواری ہی کاٹے نکلتی ہے
 درو دیوار سے وحشت برس رہی ہے
 دل امتہ آتا ہے۔ جگر شق ہو جاتا ہے
 مگر اس وقت اندر چلتا ہی مناسب ہے
 کیونکہ اگر لوگوں کو خیر لگائی گی تو پرستے
 وہ لوگ کا نام لک جائے گا۔
 اجمار بنی کے ایسا اشارے
 سے یہ دونوں ماں بیٹی سیاتگی
 کھٹکے گھر میں گئیں۔ اس مکان کا احاطہ

اتنا بڑا اور وسیع مقام کہ اس میں ایک
چھوٹے سے باغیچے کے علاوہ پانچ سات
اودھ بھی بنے اور آباد تھے انھوں نے اپنی
مکان اور باغیچہ ان گھروں سے کھینچ کر
پر جھا۔ باغیچہ ان گھروں سے پھیلے اور آہ بیکا
اسی آواز بھی تھی کہ اسی مکان تک محدود تھی
اس لئے کسی اور کو اس مکان کی طرف نہ پائی
بلکہ سے انھوں نے زنا خانہ میں کر کے رکھ دیے
تیار کیا پر کرنے لگیں۔ آخر تک میں وہ بیکا کی
نے مکان سے نکال کر احاطہ کی اور اور غور توں
کا دل دہلایا۔ یہ وہ درد انگیز ہیں اور
قیامت خیز تر نہیں ہو سکتے کہ یہ وہ
کی وجہ مدم کر کے ختم کر لیں اور دل بیاں
شریک حال و خریک حال ہو میں۔
پیارا عبادی مہتمم مردانے مکان میں
بلوغت ہوا ہے۔ آئندہ بہار ہے۔ کہ کچھ
اجدواں بھی یہی حسرت انگیز و متخیض
منظر نظر آئے گا۔

دوسرا باب

سیر و شکار

چلا آج جو تو سیر و شکار کو منظر
کرتے ہیں نظیر کا بھتے تھار کوئی

تمام ہونے کو ہے سرلی سوار ہو کے
گھومتے پر سوار ہے۔ ہے تھلید سے

طوفان مٹو دار ہے بگولے بلند ہو مہر جا رہا
چارو طرف اندھیرا پھیلا رہے ہیں بیجا مسخر
اور کھینچ غبار کے توں اور جو اس کے تپاخوں
سے بلبلار ہے میں گردنیں آنکھ کان ناک
کے سافقہ وہ بلبل کیا پتہ رکھ لگی کی بھانسی
بیل کے سافقہ یا بلبل کا نازا شوق کھول کے
سافقہ کئی عیاں چور اور اور غور و ابرار اس تند
اور تیز اندھی آنکھ پہلے ہی منزل پہنچ گئی۔ یا
کسی آئیں تپا ہر گز نہیں ہو سکتے وہ گویا بیت ہی اچھے
ہے اور قسمت کے وحشی نکلے گئے حضرت ہی کا
نوک سے جہاں کھڑے تھے وہیں کاپ سے تھے رزق
کراں پ رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے ج
رہیدہ بود بلائے دے بغیر گذشت
مگر جو بیست مصیبت کے بارے
ابھی راہ ہی میں تھے ان بکیموں کی تو وہ
مشی پلید ہوئی کھجور کی پیادہ ہزار کھانستے
ہیں آنکھ کھنکھانے میں چھینکتے ہیں انھیں
تھے میں منکرو دہان چھپاتے ہیں۔ مگر ایک
کے ذرہ اس بلا کے تھے کہ مزدوق کی
گوہیوں کی طرح آتے تھے اور یا تپا شمع کو
چانداری بناتے تھے جن سے آنکھ ہانک ان
اٹے جاتے تھے
تمام ہو نیکو ہے۔ مگر انساں عالم انساں
دقت سے پہلے ہی اس طرفان سے تھلید
ہو کر اپنے نورانی چہرہ پر گردی آہٹا تھا لوپ

تعب و دل کی ہے اور اس کی نیند نہ چھینے والی کر رہی
 جی بڑی عالم اسکا نگوہ بند کئے ہوئے ہیں ہم سہم کر رہی
 کے گوشہ کی طرح سرست گئی ہیں تیار کی نئے چشم زون
 زمین و آسمان پر اپنا قہقہہ کر لیا اور کولہ بولہ نکالیں
 سکھ بھاؤا دیکھ بانی مانہ حصہ کو بھی شیب کا شیب
 رنگ لباس پہنا کر ظلمت کدہ بنا دیا یہ طرفہ
 اعلیٰ میں تمام جہاں نیند و ناز کا شات
 ظلمت بار ہو گیا۔ یا اللہ یہ طوفان ہے
 یا قیامت کا سامان ہے۔

شام ہو چکے ہیں۔ ہوا کے تند تیز چہرے
 اس خاک کو جو ایسی اونٹوں کی لمبی لمبی
 قطار میں ہاتھوں کے زبردست اور چرسے
 برسے پاؤں گھس گھسے سمجھوں گاڑیوں
 چھکڑوں بہیوں کے پیچھے اور گھس گھس
 انسان کی دلی دلی چالوں سے روندی
 جا رہی تھی۔ ارادہ اگر آسمان پہ پہنچ رہا ہے
 جس سے چہرے میں نام تھے ہوئے دل
 باؤں سے شامیا لے کر بائیں پٹے بہن
 میں چھپا لیا۔ اسب دیکھنے والوں کو اسکی
 آسمان کے پٹے ایک اور آسمان نظر
 آ رہا تھا۔

شام ہو چکے ہیں۔ لیکن اس قیامت سیفر
 عشرت نیک طوفان میں نظر بازوں کو کچھ
 رنگ نظر آرہے ہیں۔ جو ایسی نکسہ فاصلہ
 پہ ہیں۔ ان میں بڑے سوار اور کچھ چھوٹے
 کے شور و غل۔ ہنگامہ زدانی اور رفتاری سے
 زمین و آسمان میں جا رہی ہے اور ہمال ہو کر رہا ہو چکا
 ہے۔ انکے سپاہیانہ اطوار صاف بتا رہے ہیں کہ یہ
 رگبتا نہیں چلنے والے مسافر کی طرح سرست
 پاک ٹانگ آلود ہو کر کر و غبار۔ باسراپ ماہ
 گزرا ہو چکا ہے اور زمین کے چٹھروں کو غمگین کر رہا
 ارادہ اگر فلک فرسا کر رہے ہیں۔ یہ سوار و
 پیدل و نیزہ تلوار و پیروز اور ڈھال ہنڈی
 وغیرہ سے اچھی جتنے ہوئے ہیں علاوہ انکے
 شکار کے اور بھی سامان تیار ہیں اور یہ
 کل کے کل خریفہ بیرو شکار ہیں۔

شام ہو چکے ہیں اس ظلمت بار اندھی
 میں جو ان سرد و نکو بیہوش کر دیوالی جو انفرج
 کی علاقہ باز تلوار میں چمکتی ہیں یہ و برق
 برق دھن میں جو سرگرم کو اپنی شعلہ
 باد برق دھن سے روشن رہیں کہ تین۔
 پیلہ یہ وہ شورش و غل یاب طبع پر کالہ
 آتش ہیں کہ جو اپنے شائق کش حسن کی
 چمک دیکھتے ان دھند میں اس آگنی کی
 طرح جو آتش پاپ ٹوپ اندھیری میں ہر جگہ
 تاثیر ہو کر رہے تا بانہ اور حرا دھڑک رہی ہو
 اور جس کی آتش پاپ آسمان و زمین میں ہر جگہ
 ہو جاسکے ہیں۔ اس غبار سے پہلے
 آسمان کا جو رنگ تھوڑا سا روشن کر دیا تھا
 شام ہو چکے ہیں۔ لیکن اس قیامت سیفر
 عشرت نیک طوفان میں نظر بازوں کو کچھ
 رنگ نظر آرہے ہیں۔ جو ایسی نکسہ فاصلہ
 پہ ہیں۔ ان میں بڑے سوار اور کچھ چھوٹے

وہاں بیرونی ظلمت بازندگی میں یہ چمک لکشی کیوں
 ہی نہ لکھ لکھ اس کے نہیں نہیں اس غبار کی تباہی
 پورا ہو فناک ترپ و کھا و کھا کر دھوکا دہشتم میں
 وہ ان جوانخوار تہوار کی چمک ہے جو نابری کا
 نام پھر ہی ہیں۔ اور اور دعویٰ سے کہہ رہی ہے
 کہ ہم آئندہ تدارک کم نہیں بلکہ دشمن کی طرف سے ہی
 پہلی کی طرح گئے اور شہاب ناقص کی طرح
 ٹوٹنے میں دو چار قدم آگئے ہی ہیں غریب
 یہ وہ خوفناک ہیں ہے کہ جہاں شمع مستی
 کو چلائے اور چمک چمک کر نکالوں
 کو حیرہ کرنے والی برقی بھی بار بار تڑپ
 کہ دلی وہاں ہی ہے۔ اس منظر کے
 لطف یا کیفیت کی مصیبت کچھ اور بھی
 دل پر پڑا اور سپاہی کے چہرے دل سے
 پوچھتے تھے کہ جو صحر کہ گارزار کے پیچھے ہی
 ہمیت دھونے والے مکر کو کیا میں سینہ بہر
 ہوا ہو وہ خدا صہ یہ کہ اس وقت یہ میدان بالکل
 میدان آگ لگا رہا ہے چھوڑے پر خار ہو رہا ہے
 جیسے ہوا سے تندگی طوفان بے خبری
 گواہی شام ہو نیو کو صحر سے۔ اور کچھ
 دن ابھی صبح ہے۔ مگر اس باقی دن کو
 تاریکی کے قبضہ میں لاکر آجھا خا صہ
 ڈر ادنیٰ رات کر دیا ہے۔ کیونکہ تاریکی
 چاروں طرف کالی کالی گھمناؤں کی طرح
 بچھا رہی تھی۔ اور غبار کے غبار سے ہوا

کے زبردست عقیدوں سے تو بالا ہو کر کسی بھی
 ہوئی زلف کی طرح پھرتے تھے اور دھوا دھوا مار
 پھرتے تھے۔ ایک سے ذرا جدا کر کے لکھو نہیں
 سنا کرتے وہ لکھ نہیں خاکی طرح کھل کر
 ہر ایک کو باخاطر مہر سے آہٹ مبارکبار برقی
 کر رہی اگر وہ غبار سے نکلتے گئے تھے بار
 بار کھاتے اور گلے صاف کرتے تھے مگر
 مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی
 انکی تمام کوششیں رانکاں جاتی تھیں۔
 آخر رحم خداوندی نے جوش میں آکر اور
 ان تمام آفتوں کو سر میدان شکست
 فاش دیکر انکار رخ پھیر دیا۔ اب کیا تھا
 آندھی سے تند ہوا اور تندے مہولی ہوا
 رہ گئی مگر اس کے ساتھ ہی رعد کی کڑک
 پہلی کی چمک اپنا رنگ چمکے لگی اسی
 عالم میں ہمارے تیز ویرین نظریے تہذیبوں
 صاحب زاوول۔ درباریوں روساء
 نظام و معزین کی جھڑپ میں ایک سی
 رشک عشا باد و معزین صورت و پٹھی
 پیسے دیکھتے ہی میا خٹہ منہ سے نکل گیا
 بالائے سریش زہر شمشدی
 لطیف ستارہ بلندی
 یہ وہ پاکیزہ صورت تھی۔ جس کی خورانی
 پیشانی سے جلال و جلال نمایاں صورت
 اور انبال عیناں نے پیرے سے تباہی

رعب و ادب ایک راہ تھا قیامت سے سطوت
 وطن طغیانی کشتہ کشتائی ظاہر ہو رہا تھا۔
 اب ہم ایک انتظامل کی زیادہ تکلیف نہیں دیتا
 ایسے بتا دیتے ہیں کہ یہ سب صورت و احوال
 خاندانِ خلیفہ کا ہاؤس قدیم نیست و حیران
 اور کشتہ ہر منکاش نشاہ فلک بار کا جلیل الدین
 اگر تیری جان تیار اور اسکے ہم کیا یہ صفت کا علامہ مصر
 بدو افضل فیضی۔ حق نماند کو کلماتش و غیرہ و غیرہ
 حکیم ابو الحسن و حکیم ابو الفتح و سیر برادر و
 تو در فل خلیفہ مصطفیٰ
 یہی را کہین علیہ السلام کہ بری نورتن سے
 شکستہ پاورتہ التاج جیسے جلتے تھے۔ اور یہی
 وہ کہیں روزگار و یکساںے دیار سے
 کہ چٹکے علم و فضل کا طوطی قیامت تک
 شکر نشان عالم رہیں گے۔
 اس طوفان کی مصیبت و تکلیف جس
 طرح کہ بری نورتن کو پہنچ رہی تھی۔
 دیا ہی اٹھ ہر شیا جیاد بھی محسوس فرماتے
 تھے۔ کیونکہ آج کے ناک۔ کان منہ و غیرہ
 یہی ناک سے گوہر علیہ السلام ہو رہے تھے
 اسی جھجلا سبب و غیض و غضب کی
 حالت میں تیار و سی جاہ کی زبان در زبان
 سے بہت ہی سخت و نکلایم کلمات بے
 ساختہ نکل رہے تھے۔
 اب آندھی کچھ کچھ کم ہو چکی تھی۔ اور
 ہوا مٹی سے کچھ تیز چل رہی تھی۔ لیکن کبھی
 کبھی ہوا کا تند و تیز جھونکا بھی آجاتا
 تھا اور بجلی بھی جھپک جھپک جاتی تھی
 بالکل بھی اگرچہ رہے تھے جس اتان حیران
 تک سب وہل جاتے تھے۔
 شاہِ ذیجہا نے راجہ مان نکہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا
 کہ اچھا راجہ صاحب بہادر میں تمہارے دوست آپ ہی
 ان معائب بانی مانی و ذمہ دار ہیں ان آپ ہی
 اس خطا کے خطا دار ہیں یہ سننے ہی راجہ صاحب
 حاکم برقیں پہان ہو گئے۔ اور مساکر معائب
 انکان سفر کاؤر۔ مگر وہاں کی جرات! سنبھل
 کر وہ معقل جواب عرض کیا۔ کہ جس کا
 جواب ہی نہیں۔
 خداوند نعمت! جب خدا صحر
 گھر سے روانہ ہوئے تھے تو آندھی تھی
 نہ طوفان نہ گرد و مٹی۔ نہ غبار نہ یکہ مطلع
 انوار ہو رہا تھا۔ آسمان کسی کے جوہن کی طرح
 نکھڑا ہوا تھا۔ سورج کسی کے روئے
 انور کی طرح منور تھا۔ کسے خبر تھی۔ کہ اس
 صحرائے بیابان جنگل و میدان میں
 عین وہی کیرت ناکہاں یہ آفت
 خیز طوفان آجائیکہ پس اگر ایسا ہوا بھی
 تو منیت ایزدی رضا کے خداوند ہی
 کا اقتدار و قدرت فرماتا چاہیے کہ جس میں
 کبھی کبھار ہی نہیں غلام غیب دان

تو بھائی نہیں جو حضور الہ سے پہلے ہی عاقبت
 ویاہد اقبال کی باتیں کوئی جان سکتا ہے جو کون
 جان لیا یہ وہ کہ گنہگار گزشتہ بہر حضور کے لیے
 ذوال ایکری برکت ہے اندھی وغیرہ سپاہ دفع ہو گئی
 اور وہ بھائی ابھی ابھی قریب ہی ہے۔ انشاء اللہ اب
 ہم یہیں پہنچ جاتے ہیں۔ خاطر فیض مایہ
 مطہین فرمائے بھائیہ تو فرمائیے مجھ
 یہ تو رشاد ہو کہ اس تفہیم آلات سارہ
 حادثہ درحقی کا کوئی ذمہ دار ہو سکتا ہے
 ہرگز نہیں۔ میں جو کچھ حضور پر سکون
 فرمادیں۔ اس پر مجھے سرہیم ہی ضم کرنا
 واجب نہیں۔ نہیں!! عرض کیا۔
 بلکہ عین فرض ہے۔ جیسی قضا کا نگارہ
 ہی نہیں۔ مگر یہ بھی عرض کہ کیا شاید یہ
 جان نہ ہو گا۔ خدا کی مدد میں کوئی دخل
 نہیں ہو سکتا۔ پس مجھے کسیا
 خطر متق۔ کہ یہ بگھستہ طور ناز حضور الہ
 کی طرح عالی کو مضطرب کر دیکھا۔ درمیان
 بھی شکار نا بکار کا نام تک نہیں لیتا
 البتہ اس قدر خطا کا میں حضور درخشاں ہوں
 کہ حضور باجمہ انور کو میں سنا رہا تھا
 شکار کی آفتاب آگاہ تھا جیسی مافی کا
 تمام قیاس سے جو وہ گاہ۔ بھلا۔
 رشاد فرمایا۔ تجھے راجہ گڑھی وقت
 کے لئے وہاں لے کر آئے۔

آشوب کے بدے خزن دلو سے دیا آتشوں کی جوتے
خون تباہے لڑ جیسا ہے ۔

اسنے من بھی پھر دوسرے جنگی بادل کی گرج اور علی
کی کو لنگول ہاتھ دوسرے ہی مرسو مار پانی بھی
برسنے لگا شاہ عالم نہایت ڈر ڈر مار چکا کھم بیدیا
سورسٹنی اور کھڑو ٹوک بکشت چھوڑ دیا ۔ اب
بڑھو سے ابھرتے تیز خاسترے تھے کہ ان کا پیٹ زمین
لگ لگ جاتا تھا اور ہر چھوڑے رو رہ جاتی تھی پشتم زونا
میں کل اراکین سلطنت مایا دین ملک میں شہر
پایا کہ جسے شہر شہر کے مریض اعلیٰ ہوئے شاہ عالم
چھوڑا بغیر نل میں سنبھلے منزل کی ۔

ایک بہ دانی شاہ خاور کو ملک شہب نے
تکلیف ناش دیکر تمام عالم میں اپنا
ستار کیا تھا اور ملک محمد کا و دشمنان
مقتل سلطان خاور نے بھی خوار ہو کر
کو ترجیح دیکر اس کوہ میں پناہ لی تھی
اور بارہ گشتوں کی تارگی یا ترم کر دیا تھا
اگر منزل میں لڑتے اور خاص خاص
اراکین دربار و شاہ دین گھر بار کے
اور کچھ تباہی پر دنا گزرتی تھی ۔ یہ منزل
یا عمارت ہر وقت ذہانت و آراستگی
سے اور ہر چیز پر ہر چیز میں تھی
سے کم نہیں ہو سکتی تھی کی کہ سیوا
ہر وقت تھی تھی تھی تھی تھی تھی
تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی

بارگاہ کو جو نیکو مذہب و ہر ملت کے حالات کی
تفہیم کو کسی تھی اسلئے اس بیان کو روشنی
میں لائے تھے خرمندہ آفتاب جہاں
باد دہلی شمس السماء ملاتا آواز دہلی کی
خبر سے چند فقرے ہدیہ تاخیر نہ
جھاتے ہیں ۔ آپ فرماتے ہیں کہ چند روز
کے بعد تیلہ عالم سے مہا ملی ہونے لگے
اصلاح کی رسموں کو سلام کر کے مسافر و زری
رخصت کر دیا ۔ عیدوں سے زیادہ یہ حسن
نور و زری اور ہندی ہندوؤں کی دھرم
و عام ہونے لگی تھی ان کے ہر تیار اور خصلت
کے ساتھ عہدہ بڑا ملک جیسا پہنا کھڑکی
اور گڑھی سر سے باندھی مبارک کھڑکی
یا سمجھ لگن کو ایک ہکر پوجا کی برمن سے پیشانی
پر تیکا لگا یا یہ چہ نگار لگن آفتاب میں باندھ
کر اور ہر بادشاہ نے تخت پر بٹیم رکھا اور
رسم شہنشاہ کے ہر وقت کھڑکی میں بڑا اور
ہول بولنے لگا دوسرے کو بار آفتاب پر سے
آفتاب کے برہوں پر شراب رکھی جاتی
تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی
تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی
تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی
تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی
تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی

قیامت تک نہ پہنچے پائے صبر و خیرنگہ سے پاؤں کیا
 اور پایا آئے اور کتب آسمانی پیش کر کے لکھے مطلب
 بیان تھے اور بزرگوں کی تصویریں پیش کیں (شاہ
 نوری کا دل چڑھ کر ناگوارن محاسب و بوقلموں قرار
 کا نمونہ تھا اعلیٰ کی غفلت کی تمام بدائش و زیالاش
 تمام تقاضہ پیشہ و اوقات خاص انگریزی طرز کے
 تھے کہ سیوں کے درمیان ایک بہت بڑی
 خوبصورت چیز اپنی و تقریباً ناقص
 دکھا رہی تھی۔ جس پر اکثر انگریزی
 دعوت ہوا کرتی تھی اور تمام انگریزی
 نفیس و لذیذ کھانے چمٹے جاتے ہیں
 اس مصلح کا مقصد یہی ایک اعلیٰ درجہ
 کا انگریزی تھا۔ اور یہ تمام کھانے اسی
 بیوقوف و بے کار انگریز کے اہتمام سے و اتفاقاً
 میں تیار ہوئے تھے۔
 میں سوچتا ہوں شاہ سکندر و سیاہ کسے پہنچے
 اور حکم ہوتے ہی کھانا تیار کیا گیا۔ اور
 کھانے کی طبیعت قاطع رکھو یا۔ جب کھانی
 فراغت ہوئے شاہ عالم پنہ کے دل میں
 شغل میں پھر مروج و مفرد سرفراز بنی کا
 خیال مدخل آیا اور آخر مقیم ہو کر کھانے
 حوالہ دیا اور بارہ سے شام تک جو کچھ کھا دیا۔
 شاہ فرما دیا۔ صاحب سرفراز بنی کی یہ وقت
 موت کا پہلے وقت تھی۔ وہ بھی پہلے
 میں چاہتا ہوں کہ اس کے چاہیے ہو

کو اس کا تمام اندر بیو دیا جائے کہ اس کے جانی کی معزز
 اس کی محنت کی وجہ سے جن اہل حق کو میری رسائی
 اختلاص مودہ اپنی راہ آواز نظام کریں مطلق نہ دین
 تمام اور کلین خردا کہیں و ہمارا عایدین عاقبت میں
 ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ قبلہ عالم و عالمیات میں
 کی جوامہ کی کاویج دھارہ ملی بیروت موت کا
 کافر و تکدل ہی کو نہ ہوگا۔ ورنہ یہاں لوگوں
 فرد و بشر دنیا نظر نہیں آتا۔ جو اسے علم سے
 معزز اور جدائی سے مبہم نہ ہو۔
 موت کے لگے فلک کج رفتار جفا شہار نے ہم سے
 جرات۔ شجاعت۔ دلیریاں۔ ہر ہائی۔
 بہادری۔ جراتی۔ و عہد کرتی۔ بدلہ سبھی۔
 بطریق کوئی۔ صاحب چرواہی۔ بزم ادا۔ بزم نہائی
 وفایت دلیاقت کی جیتی جاگتی
 نصیر چھین کی۔ اگر مرزا اعجاز بنی کو سرفراز
 تھا کہ کوئی اور انار کی قدر افزائی و
 شرفا وازی کرے تو اسے اپنے بھائی
 عزیز کی بے وقت موت کا صدمہ تریاق
 اگر ہر جہاں سے۔ چپاوس کے افسوس ہی کو کچھ
 جانی کے بہلا حضور و ذالہ اللہ التوکل اس
 روئے بریضانی کے کس کیفیت کو افسوس
 یہ کفر ہو سکتا ہے
 شاہ فرما دیا۔ یہ حق صاحب انہی کے
 ہمارے دل میں۔ میرا جسٹس تھی۔ اگرچہ
 کچھ تو فرمایا کہ آپ کو اچھا رہا۔

انشاء اللہ ہوگا۔ آپ کی خواہش ہے سبب نہیں۔

راجہ۔ دھوب ہو کر کھانا کھوڑا اور کھانا
کے کچھ خاصہ فرما کر اور کچھ بھی کھانا
ہو سکتا ہے نہیں۔ نہیں۔ کھانا کھائیں

سرفراز بنی کا بھائی۔ بھائی بنی ہر طرح اس
فرز بنی کا مستحق ہے۔ اور حضور اس کے
یہ رعایت ہونا لایا ہے۔ تاکہ اعجاز بنی کو
حضور پر نور کے اطاعت و عزایت کی

دلیلیاں دوسو زیاں صبر جمیل کا کام دیں۔

شہادہ دیگا۔۔۔ یعنی راجہ کو تو دل صاحب

بہتر تو یہ ہے کہ آپ صبح اٹھتے ہی سب سے

پہلے اپنا در من تھو۔ ورنہ اگر یہ کام کیجیے کہ صبح

راہور کے نام ایک سفیران مابین حضور صا اور

فرما ہے کہ وہ مرزا اعجاز بنی کا کو معجزا

و طحال رینما ہے کہ وہ بار میں حسا

ہوئے اور خلعت و منصب معا حبیب

کے سرفراز ہونے کا مشورہ ہے۔

یہ مرزا کر شاہ کیوان جاہ سے دو بار ہر نام

ایک چوکر پادش بھی اپنا اور با بند

مستحقا کر چکی گئی ہے اس سے کیا سبب کر

ہے آپ قیام کو کو مقرر و سرور و خفا

تو دل نے سیر سے اندھ میر سے سب سے

مسلح ہندوستان کے حکم نہیں اور انما

کی تکمیل یعنی صوبہ ہر کے نام فرما

بھیوید چکا معنون ناظرین راجا

محضی یا پر شہید نہیں۔

تیسرا باب

بگڑی ہوئی

بگڑی ہوئی بن جاتی ہے یہ معنی خداوند

تا ہم پھر بیکوین و ایشیاں سپر و مان و

کینوں کے حالات و خیالات نہ ناچا ہے

جیسے آپ سے روتا اور سر پر تھم چھوڑا

اور جس باغیچہ اور محل کا تو آپ پہلے

میں ماحظہ فرما چکے ہیں۔

یہ وہی پائیں کھانا ہے جیسے عشق

پہلے اپنا در من تھو۔ ورنہ اگر یہ کام کیجیے کہ صبح

راہور کے نام ایک سفیران مابین حضور صا اور

فرما ہے کہ وہ مرزا اعجاز بنی کا کو معجزا

و طحال رینما ہے کہ وہ بار میں حسا

ہوئے اور خلعت و منصب معا حبیب

کے سرفراز ہونے کا مشورہ ہے۔

یہ مرزا کر شاہ کیوان جاہ سے دو بار ہر نام

ایک چوکر پادش بھی اپنا اور با بند

مستحقا کر چکی گئی ہے اس سے کیا سبب کر

ہے آپ قیام کو کو مقرر و سرور و خفا

تو دل نے سیر سے اندھ میر سے سب سے

مسلح ہندوستان کے حکم نہیں اور انما

کی تکمیل یعنی صوبہ ہر کے نام فرما

بھیوید چکا معنون ناظرین راجا

سے اس طرح کہ ہر سال یا رکا

[illegible]

میں چھپایا جاتا ہے۔

اے! یہ کیا درد بارودِ افرا میں ہے کہ جیسے
 صحن پسند و بیکلی جلیق پھرک پھرک جاتی ہے
 اسے فیضی و حلیں و ہر پین ہی تو ایسے نہ ہو
 جبکہ اپنے ندائیوں پر چمکاتیں آتا ہوا دانتے
 دردِ دل کو وقت جگر کا کھرا غم گوش دے سنتے ہوں
 اسے عشق نہیں شکر تو کی ہے، غنائی دے پرواہی
 کا خیر بے نیام ہے۔ جو رز و مندوں کی
 آرزوں اور نامزدوں کی امراؤں کا خون
 بڑی بے دردی دے گئی ہے بہاوتیا ہے
 اور عاشق جگر تمام تمام کر یہ پکارا سنتے
 میں سے ذوق

پہلے تیرے عشق میں ایساں پر بنی

بھری آجی کہ میری جان پر بنی

تمام کا وقت ہے یک خوش حال خاتون اور

ایک فرشتہ فضاں لڑکی ایک پتنگی پر

یہی ہوتی ہے یکدوسرے ہنگ پر ایک

و جیہ خوش و صبح خوش اخلاق خوش مذاق

خوش سیرت خوش صحبت۔ شریف نسب

جان بیجا ہوا حق سے متعلقہ کہ رہے

مگر اس معصوم صفت ملکوت صدمہ لڑکی

کے پیار ہمارے چہرے کے رخ و انداز کے

آواز و نام اور ساری اسے جگو جیسا ہے انداز و علم و رسم کے

دو بانیاں ہیں ہر ہر ایک جگہ پر لڑکیوں کے سینے

ہیں جانتے کہ لڑکی کشش میں مٹا جاتی ہے اور نہ جانتے

ہے گوشت و سرکہ بھلی بھلی انگلیں رہا تین ہوی

یہ مگر اسکولر یا انداز پکار پکار کر کہہ رہا ہے

کہ کبھی ہمارے دل پر پائیہ ادا میں عالم سوز

شرارتیں ہنر نما کر کے چلیے غمزدے دل

عالم پامال کرنے میں قیامت و معائنی

اور فتنہ خفہ جگایا مکی سے میطر

بھی گویا عالم لطفی ہے لیکن پھر بھی فتنہ ہے

یہ عالم اور آفت و ہائے کجاہدم چھن ہو گا

والہ اگر آپ ایک صحن پسند شیفائی اس صحن

کو دیکھو۔ تو آپ کو صاف معلوم ہو جائیگا

کہ ان انداز و ہنر کا کشتہ شوخی ادا۔

حیا۔ اس ناظرہ و فریب دو شیرہ

چاند زیمب کے چاد و بھرے صحن پر اپنی

جایوں نثار کر رہے ہیں۔ گو گھونٹ لٹے

اس دیر یا صحن کو (قدتا) و لڑبائی سے

مجبور کر کے کھا ہے۔ مگر حبیب کئی جانباڑ

دلدادہ سرکلفت و بیجا ب ہو کر اس دست

ہر س واز کر کے تو پھر دیکھئے کہ یہ پیاری

پیاری مصورت کیسی قیامت افزائی

کرتی ہوئی ہو یک نئی بڑی پر سی پیکر و لہن

کی طرح جھم جھم کرتی ہوئی گھونٹ

سے باہر نکل آتی ہے جیسا جملہ آپ کے دلوں

کے ساتھ ہی سہلک کر دیکھا۔ جو جلیوہ و لہو

دھڑکتا ہے۔ صحن سے صحن کھینچ کر آتا ہے

اور نہ جانتے کہ لڑکی کشش میں مٹا جاتی ہے اور نہ جانتے

ہے گوشت و سرکہ بھلی بھلی انگلیں رہا تین ہوی

خود شاہ شریا جاہ کے در و درت پر حاضر ہو کر شاہ
تبدول چلے گی تہہ بوسی حاصل کریں اور وہ کہیں کہ
شاہ عرس پانچ گناہ کا کیا ادا ہے کہ اپنی طرف سے
اس عالم میں کوئی حرف زبان پر نہ آنے
پائے۔ میرے خیال میں تو وہ عدل و انصاف
ہو گیا کسی آپ کو عروہ و یوں اتھ پھرتے دیکھا
بلکہ عجیب نہیں کہ وہ علول و بارل علاوہ
آپ کے عروہ عزیز و جانی کی ملکیت کے
کے جا کر دست ب بھی آپ کو بدر کر دے
اٹا کہ تگ و سی حقیقت ہی کیا ہے اور
جائید کی بات ہی کیا ہے۔

اعجاز نبی۔ بیشک مجھ بھی اس غیور
شہنشاہ سے ایسی ہی امید ہے۔ بلکہ
اس سے بھی زیادہ

فرخشاہ۔ آپ ہم لہ کو شش شروع
کر دیجیئے۔ اور شاہ سکندر جاہ کے در و درت
پر حاضر ہوئی فکر کیجئے۔ دیکھئے تو پردہ
غیب سے کیا ظام ہوتا ہے اس پر تو خدا
کی ذات سے بہت کچھ ہے کیونکہ وہ خود
ہندو بیلا سباب ہے کسی کی محنت و کوشش
کا کوشش اور کوئی نہ کوئی صہب پیدا
کر ہی دیتا ہے۔ کیا آپ نے سنا نہیں

خدا خود میرا سنتا رہا ہے

ناورہ بیگم۔ فرقت بہرے بن ہے ابا جان

اگرچہ اسے شاہ کر دے پناہ لے آپ کو بچا

حیطر جاہ سگر تداروں ایک ہے

یوں میرا مجاہد بھی ہرگز نہیں کیا ہے

ناظرین نگاہ میں آپ تو خود ہی تار کے پونے

کہ یہ فرشتہ خصال نازنین ناورہ بیگم ہے۔ اور

وہ خوش حال تاقون فرزند بیگم کی ولیدہ خرم

اور خوش رو خوش خدیت عقیق مرزا ۱۰ اعجاز نبی۔

اسکا درم ترم ہے ان میں جو تونوں ان تینوں

پیشوں ان تینوں میں تین صورتوں سے علم

الم کی ایک ہی حالت ہو رہا ہے اور یہ انصاف

نما ہے اس وقت بائیں تصویر چنے سالت

و صامت دیکھتے ہیں۔ کسی کو لب کو

بھی حرکت نہیں۔ آخر انکی اس وسکوت

کے غنچہ کو اعجاز نبی کی نسیم کلا می

کی بیاری لے یوں شکستہ کیا۔

اعجاز نبی۔ دہی غور رہی ہا سے کیوں جی

سر مرزا نبی نے جو تگرہ۔ ہا۔ فتح پور بکری

میں ملان بنوے ہیں۔ نہیں معلوم ان کا

کیا انتظام رہا تھا کیا کیا اور آپ وہ کس

جالت میں۔ شاہ عالم پناہ نے بھی مجھے

یاد نہ نہ پایا۔ اور میں خود غزیر کرنا ہوا چیتا

کیونکہ مجھے ظہم الیا کر سنے سے روک رہی

ہم جیران اور ششہ ہوا ہوں کہ کیا کروں

کیا نہ کروں کیا نہیں لادار شہی پر تہہ و تہہ

خود خود ہوا جوں ہمارا کیا کیا رہا ہے۔

فرخشاہ۔ مگر میری اس بے وصلہ تو یہ ہے کہ آپ

جان (جہاں کچھ آبدیدہ سی ہو کر) کی جگہ
 جہاں پر منسوب جانا و جرحمت فرماوی۔
 تو کیا ہو گا اور سب سے ہمیشہ کیلئے جدا ہونا
 پر نہ نکلا اور اسے پیار سے دلوں کو خراب
 کہنا پڑے گی اور یہ مکان اور یہ احاطہ اور
 یہ گلزار سب کے سب میں رہ جائیگی
 اور میں پائے تخت کی بود و باش پر مبر ہونا
 پڑے گا۔
 اعجاز بی بی، اے بی بی، اگر شاہ علاء الدین کے
 الطاف حضور تو سے ہیں اپنے سما یہ
 عارضت میں لینا پسند کیا تو یہ تو ہونا ہی
 ہے۔ کہ یہ سب تمام ہی نہیں پڑا رہے
 اور میں، اس خدمت کی سکونت اختیار
 کرنا پسند ہے۔
 فرزندہ بیگم، اے بی بی، اس دنیا کا یہی عالم
 ہے۔ کہ یہاں سے کوچ ہوتا ہے۔
 وہاں مقام ہوتا ہے۔ یہ مکان کا نشان
 رہتا ہے۔ یہ مکین کا مکان رہتا ہے۔
 یہ ہماری سرسری غلطی ہے۔ اور سزا پانا
 فرضی ہے۔ کہ جو اس چند روزہ زندگی
 میں خدائی کرتے پھرتے ہیں۔ پانچ پانچ
 ہونے کو جان کر دیکھتے ہیں تو اپنے تمام
 کار و بار اس پروردگار سے نہیں
 ہوتا۔ کیا سینہ ہے جو تو دنیا اور دنیا پرستی
 سے بھر گیا ہے۔ یہ بیکار دنیا پرستی ہے۔
 چاند و شمس و چاند و شمس میں (میں آہ آہ
 جہاں پر منسوب جانا و جرحمت فرماوی۔
 کی شکل میں ہوں۔ یہ سب ہیاری پیاری ہندوں
 کا اور تخت بگڑ چلائی کی قطار یہ زمین و فطر کی ہزار
 یہ مریا و مریا کی خوشگوار سی یہ ہر ہی لیل
 کی نظر باری یہ خضر صبر و دل فریب روٹیں
 یہ گلوں کی دل فریب قطاریں یہ دل پسند
 منہائے واسے نہاں حراٹاں چمن کی
 دلکش بول چال یہ قمریوں کی کوکبہ
 فاقہاؤں کی حق سرکہ یہ سرو مشاد کے
 بوسے ہی قیامت یہ نہروں کی روئی
 فرحت اور آہ کیا یہ نار رفیق بیمار کے
 راحت و رخت بھی جسکے سرخ سرخ
 عزت تغنیق پہول اور دلربا کلیاں جو
 میری بہوں کی طرح رشک گل ہو رہی
 میں۔ اور جن کے بل بل موتی کیلئے
 واسے میرے بندوق کے لعلوں کی
 طرح جھلک رہے ہیں۔ سب کے سب
 مجھ سے آنکھیں چھپا کر ہیں رہ جائیگی
 مجھ سے آگے آگے تو ذرا شے پھولوں
 خصوصاً اس کی دلگیر کلیوں سے
 ایک خاص دلچسپی ہی نہیں۔ بلکہ
 ولی النفس ہی ہے اسے میری جان ان
 اور تیرے میری دل و دماغ اور سبقتہ سبقتہ
 میری دل و دماغ اور سبقتہ سبقتہ

<p>ان سے زیادہ کوئی چیز ہی نظر نہیں آتی اور میرے دل کو ان سے بڑھ کر کوئی شے نہیں ہرگز ہی تھا اس کے لیے یہ کہاں میں نہ ہو سکے غلط شاہ</p>	<p>یہیں نظر نہ آتی۔ ہوا غلطی۔ مگر اس وقت میں نے فرشتہ دیکھیں۔ یہی تم سے پہلے سے ایک قیامت پر نورانی شہزادہ اس جہاں اس کے قتل کیا گیا تھا</p>
<p>میں نے غلطی کر لی تھی۔ ہاں میری بیٹی خدا تمہاری زبان مبارک کے دور میں ہی ہو۔</p>	<p>میں نے غلطی کر لی تھی۔ ہاں میری بیٹی خدا تمہاری زبان مبارک کے دور میں ہی ہو۔</p>
<p>اگرچہ زینتی۔ وہ اپنی سنگسار لڑائی سے تمہاری لڑائی کے لئے تھی اور درست ہے۔ مگر یہ</p>	<p>اگرچہ زینتی۔ وہ اپنی سنگسار لڑائی سے تمہاری لڑائی کے لئے تھی اور درست ہے۔ مگر یہ</p>
<p>نہایت بری اور غلط تھی۔ عزت بھائی نہایت بری اور غلط تھی۔ عزت بھائی</p>	<p>نہایت بری اور غلط تھی۔ عزت بھائی نہایت بری اور غلط تھی۔ عزت بھائی</p>
<p>میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا</p>	<p>میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا</p>
<p>میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا</p>	<p>میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا</p>
<p>میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا</p>	<p>میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا</p>
<p>میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا</p>	<p>میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا میرا دل یہ کہوں کہ گوارا کر کے کہ گوارا کرنا</p>

جہاں کے دھندل اور کھیروں کو خرابو کہ لڑکی
 کی طرح دھنش لڑنگ پہنچ جائے تو ترسے
 یہ کہتا تھا کہ ہمارا بھئی کول میڑا اور انگوٹوں
 میں آسنو ڈیڈا ہے یہ رقت ایندروں کو مگر منظر
 دیکھ کر ان دونوں ہال میں کادل بھی نہ کوا گیا اور کسی
 منظر نہ ہو سکا۔ ان خبر تو کئی ہفتے سے چھوٹ
 دل غمناک دھڑک چاک ہو گیا۔ پہلو میں نشین
 کلبہ میں درد و اقلہ آنکھیں جوئے حزن
 ہوئیں پھر کیا تھا کہ ہر پیر میں کمرام پڑ گیا۔
 وہ سینہ کو پی ہوئی کہ زمین و آسمان قلع
 گئے۔ آخر ہمارا بھئی بھی اپنے بھائی کی عمارت
 مہاجرت اور مہوشت کی صورت سے
 بے اختیار ہو کر عورتوں کی طرح ڈارہیں
 مار مار کر اور سسکیاں لے لے کر رہے
 پیچھے چھوڑے اور چھوٹی بیٹی لگا۔ یہ
 درد انگریز مشخرفنظارہ کوئی دس ہی شٹ
 رہ ہو سکا۔ کہ اتنے میں ایک اور غروریت
 جیسی وضع قطع و بیل بول۔ تراش خراش
 پوشش و لباس جبار ہی تھی۔ کہ ہونہ ہو
 یہ سسی متوسط خاندان کی عفت آباد ہے
 ہوا سی احاطہ میں رہتی ہے۔ اس وقت
 ماتم پر ہی کیلئے آئی۔ گواٹنگ شہر کے
 اکثر مشرک صاحبان و خاتون تفریح کے گاہیں
 مگر چونکہ ابھی تاسد اس سائنہ ہوئی
 وہ اس فرما سے پر سادہ بیٹے والوں کا
 ناما نگار تھا۔ بیٹے اس عورت بیچاری کو تارچ
 پاخرو نیک یہاں آئے اور اتنے غم دلم میں شریک
 ہو گیا موقوف ہی نہ تھا تھا۔ مگر یہ بڑی دلنزدہ سی
 دور مہر دی منظر تھی۔ اب چونکہ تمام ہو جانے
 سے لوگوں کی بھڑکت تھی۔ اور اعجاز بھی
 اپنے مردانے مکان میں رہ بہیت کر گیا تھا۔ بیٹے
 اسے پہلے آئے اور ان غم نشینوں کی دوجیاں کر گیا
 ہفتہ آگیا۔ یہ یہاں آئے کو تو آئی لیکن اس کی
 نرم دلی و رقت قلبی نے یہاں کا
 درد انگریز قباحت پر نہ سائے سائے
 اتنے ہی اسکی آنکھیں پریم رنگ فق
 جگر شش کر دیا۔ یہ بیچاری کسی اور کی ہمدردی
 کیلئے عورتیں ہیں جبے قرار ہو کر انہیں
 صاف ماتم پر بیٹھنے والوں میں مل گئیں
 رہتے رہتے اس غریب کی آنکھیں اور
 خون ہو گئیں۔ جب خوب دل کے بڑا
 نکل چکے اور کچھ داس کا ہوئی تو اس نے
 استقلال سے کاھلیا۔ اور اپنے آسنو
 پونچھ کر ان مال بیٹی سے سستی دیکھیں
 امیر بابت۔ شہر دے کیں۔ اور ان کے دل
 سے صدمہ جاکا کو چھوٹا پچا۔ مگر انہیں
 ایسا لطیف و عقیف صدمہ تو پہنچا ہی
 نہ تھا۔ جو زینت بگیم مراں انڈولی عقیفہ
 وہاں ہے یہ کہ عیال کے بچوں جاتا۔ پھر کرب
 یہ بیچاری ہی اس طرح ان کا دل پہلے سے

اور انکا غم غلط کرتے لگی۔
 تو میری بیگم۔ فرشتہ خاتم کو علیحدہ لیا کر
 بھلا آپ اس روئے چیتے یا گریہ رکھ سے کیا دلیلا
 آپ تو آپ مگر نادہ کی طرف اشارہ کر کے اس
 شعور لعلی کا دل تو نہ دھلائے۔ خدا نخواستہ اگر کھانا
 نفا سا کلبہ دل گیا تو پھر قیامت ہی بھجا گیا
 خدا کیلئے اس ہی کی جان کی تو سن نہ ہو گیا اور اپنے
 ہاتھ تو اسے دکھان نہ بھیجے۔
 ہاں اگر آپ کے اس شور و شین یا ماتم دارم سے
 ہوا قیادیں انکی ابید و بزم ہی ہو جاتی تو میں
 نکوڑی سی کبھی آپ کو نہ روکتی۔ بلکہ جہاں تک
 ہو سکتا ہے اس کا ساتھ دیتی۔ خطا معاف
 آتا۔ پھر آپ ہی فرمائیں
 کہ آپ لی یہ سلیز کوئی دھبہ کاوی جا ہے یا
 بے جا۔ میرے نزدیک تو محسن بے سود
 ہے۔ آپ یہ بھی مد نظر رکھیں کہ اگر گریہ و
 دہکا کا کوئی نتیجہ ہوا تو یہ کارواں سراپا
 دنیا ہمیشہ کیلئے ماتم سرا ہو جاتے۔ اور
 لوگ اپنے اپنے حریروں اور پیاروں کے
 لئے آسمان سراپا ڈھال لیتے اور بین دکھا
 سے محشر پر آ کر دیتے چنانچہ میں بھی
 اپنے نور نظر سمت جگر کیلئے دعا رہی
 عمر ہو گئی میں رہتی اور یہ گریہ و زاری
 کرتی کہ ملک ہندک کی جھجائی دہلتا جی
 مگر یہ بالکل یہ نتیجہ نظر آیا آخر شکستہ صبر

جھاتی پر کھٹنا ہی ہا۔
 خدا را آپ بھی صبر و شکر کیجئے نادہ کی
 طرف دیکھئے اور اس کے حال را پر رحم خدا نخواستہ
 اگر کہہ کر اسکا نفا سادل ہم گیا تو پھر پیتے کے
 دینے پر جائینگے۔ اور اسوقت کر کے دہرتے
 لکھ بھی نہ بن پر گیا۔ اور تاسف کہ نا پڑے سکا
 میں پھر آپ سے ہمتی ہوں کہ اس ماتم دہرا
 کا کوئی نتیجہ نہیں مرنا والا آپ کو اب قیامت
 سے لک نہیں سکتا چاہے آپ رو رو کر خون بہا
 کیا ہے عربی کا یہ سچا صبر نہیں جاتی
 عربی اگر گریہ جیسر شوق وصال
 صد سال بیتوں بہ تہنا کرتیں
 بیگم صاحب فرشتہ بیگم اس احاطہ میں
 اسی لقب سے پکاری جاتی و حقیں
 اگر دوتے پیتے بال کہو لئے چوڑیاں
 چور کرنے حقہ عقبتی کرنے سے دوسری
 بڑے سا گیا۔ کو خیر باد کہنے سے مرے
 واسے واپس آئینگے یا ایس جب ایسا
 ہیں اور میں حید و نکا سے مرنا ہوں
 سے دل خوار بھی کیسے لیتے ہیں یا اگر
 متدی ہمیشہ ہے۔ اس کی ہر ہر ادا سے
 واسے وہ بھی دلی کر ہمت۔ یا اگر
 اس کی کسی کو میر سے داسٹے بیٹی
 بیٹھے یا اگر دوسرے سے رشتہ دار ہو
 دل سر نہیں دیا رشتہ

<p>ایسی وہاں گئے کچھ لمحے کے ہر کسے ڈوہ سے دھن خوشی تو ہوئی۔ کیونکہ حق بحق رسید گناہ ماحولہ تھا بہتہ سما گیا۔ اور نہانتا ادب سے وہ فرمان پیش کیا جس کا مصنون یہ تھا۔</p>	<p>مرزا علی بی صاحب حصہ بہدگان علی استغلی کی بارگاہ قلمک پناہ</p>
<p>گوڑ جس کے لئے وہ بہت ہی خوب کھڑا ہوا تھا بطور انعام کے دیکھو۔ تو خوش خوش سما کرے چلتا ہوا۔ آپ نے زندگانی ارادہ لی مگر یہاں بھی وہی جہانکلام نظر ہو رہا تھا جس کی نسبت خاص جلیس بالاختصاص کی جلیس القدر کسی لغو</p>	<p>مرزا علی بی صاحب حصہ بہدگان علی استغلی کی بارگاہ قلمک پناہ</p>
<p>مرزا صاحب نے آسمان ہی سہی عالم میں فرمان شاہی کا مصنون سب کو سنایا۔ اب یہ بیچارے عجیب کش اور لہجہ میں پڑے۔ نہ چاہے نفاق نہ پاسے ہاتھ دل بار بار بھی روتا ہو رہا تھا کہ آگے بھائی مرحوم ہی کے دم تھم سے زندگانی کا گھر کی رونق اندر باہر چیل پہل تھی۔ اب میری فرحت کا فانی میری مسرت کا شکر فانی</p>	<p>مرزا علی بی صاحب حصہ بہدگان علی استغلی کی بارگاہ قلمک پناہ</p>
<p>مگر ایک چھل بڑا ہوا ہی دولت و شہرت لیکر آپ صبح بجرم دم معدہ دل و عیال فرج خدا دارالاعلیٰ اکبر آباد و مہالوں بنیا و نشر بقا سے حائک۔ تاسا ہ و می القدر ر شک پدر آپ کی کرسی نشینی کی رسم قدیم کے موافق اپنے حضور میں خدا وین۔ اور آپ کو مستبب مصاحبیت کا خاص اپنے دوست مبارک سے پہنچا زیادہ نیاز۔ یہ فرمان پڑھ کر مرزا صاحب</p>	<p>مرزا علی بی صاحب حصہ بہدگان علی استغلی کی بارگاہ قلمک پناہ</p>

مستحسن ہے

چوتھا باب

حق بہ حق دار رسید

کھاؤ گوشت و مہقان بہ آسمان رسید
کہ سادہ پرورش انتہا چوں از سلطان

صبح گئے سات بجے ہو گئے آسمان کسی

کی چین میں کی طرح ابر کے ٹھونگت
سے نکل آ یا ہے۔ اور مطلع کسی کی رو

ازاد کی طرح مطلع اور سورا ہے۔ کیونکہ

اس کے کچھ سیویر پیسے اکیر آباد فرخ

بتیاد کے تمام گلی کو پچے میں بارش کے

سبب اس بہتات و فراط سے پانی

یہ راتھا سکہ گویا آخر قحار لہریں کے راتھا

یا طر فاق طرح پھر دنیا کی تر حود و تاراج

یا غارتگری کا بیڑا اٹھا کر پانی قروانی ہی

جیسے ویکھد کچھ کہ اپنے پرنر میں کہہ رہے

ہجے کہ نہ دیا کے نہیں میاں سے دیدہ

اتکبار کے پرنا سے میں۔ بارش کی

حقیقت ہی کیا۔ یہ نہیں کہول ہا سے

ہیں۔ خدا کیلئے ہے

حضرت قاضی سے کہہ دو کہ منجھال کے نشانی

آج طوفان کی خبر دیدہ شدہ ہے نہ

خبر نازک چون بہ را ہے پاکھی گلی اندام کا

نے اپنے خدائی پاؤں دھوئے جس

کو آخر نرم سے فرشتہ نہیں پر مارتے

سب کے حصول کے کسی کے اولس جہا فرار

پا گیا ہے اسلئے اس نے عقائش کے پردہ

اس میں جیسا کہ کھامو۔ اپنی چٹیل اور اسے کبھی

کبھی ان کر دیتے ہیں تو قاتان جمل کو وہ جلوہ دہر

جہا آتا جو حضرت موسیٰ کو طور میں پر نظر آیا

چوڑا کے ہائے اجنے عشاق کے خرمن

صبر و تکلیف کے بہ رنگ سے میں ذرا

بھی تامل نہیں۔ جید کہ ہمارے انداز کی

مدظفر۔ حضرت احسان شاہ جہان

پوری کراتے میں سے

جلو ناکھا ناخر من عالم کو بھونکنا

یہ آب و تاب برق نگاہی میں لگتی

چونکہ آسمان اس وقت بالکل نکھر رہا

ہے۔ اور قدوس کے چہرہ کا رنگ زور

غبار دھار کو دھلف پیدا کر دیا ہے جبکہ

جس کا مزہ دیکھنے والوں ہی کے دل

سے پوچھنا چاہیئے۔

دربار اکبری اس وقت گرم ہے اکبری

نورتن و دیگر راکیں پر فن و نشان عالم آباد

آئینہ نعل میں رونق افروز ہیں۔ ملاوا الحسن

(دوبارہ) کی یاد سب کے دلوں میں چمکیں

سے ہی سہ ہزار ہر وقت بند کی گونج رہی

پر ہر سو گراں حضرت است سے جہاں جہاں

تیرا ہیرا ہوا ملا سحر و ج کی ناز و نعت بتی

تجربہ نہیں۔ جہاں جہاں گونج رہی ہے

بے چین ہوتی ہیں اور اسی بیانی کے عالم میں عذوبت نہ تھا بل نہ جیل نہ تامل میرے
 ملک میں کے لئے پروانہ روانہ ہوئے میں نے مگر اس سے ابرو فضل اور فیضی نے اکمل تفسیر کی
 میں کہ غیر ناشد کے کانون تک جوں تک نہیں حقیقت ہی کیا ہے اور انکی دنیا قس اور قوت
 رنگی آنا اور صاف و بارہنہ پور سستہ۔ آخر تباہ اسی کیلئے میرے طرح کمال مجھے سائے ابرو فضل
 و بجاہ سے تنگ اگر یہ تحریر و رات فرمائی۔ اور فیضی کو اپنی بے فیضی پر زامد ہونا
 انکی خردمانی و عالیہ بہ تحریر و رات فرمائی۔ پڑھا۔ اور دیا سے خجرات میں ڈوب
 الداب غرض راجی بھی اختیار کر لی۔ اللہ اکبر کیا کرتا چاہیے بعد سب سے دے فیضی
 سیکڑوں فرماں جابش اور آپ بیان کات لایا میں سے دور سکتا ہے۔ ان دین سہام
 آپس گھاس آ رہیں کھٹکتے یا ابرو فضل اور فیضی کی تہ میں یا استراہتی انکھوں و بیکہ
 چوٹیں گھٹکتے چھتے تو آپ سے یہ امید تھی اور اپنے کانون مستانہ گزرتے۔ سرگرتے۔
 جلیہا ضرور بارہنہ چھتے۔ ورتہ آپکا پرانا گوارا نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس کے
 تو برا حاضر ہے۔ سنے یا دینے کی مجھ میں کیا کسی مسلمان میں

ملا بیچارہ جم جاہ اور اس کے ناب ہو سکتی ہے۔ جیت تک ہندی کو یہ
 اور آپس ضرور گناہ کے مذہبی خیالات یقین نہ دلا یا جاوے سکے۔ کہ حضور نبی
 سے سمجھتا تھا۔ صاحب ضرور بارہنہ سے سمجھا عالمی سے تو یہ سہی۔ اور فیضی و بیکہ بھی
 چھتا تھا۔ کیونکہ ہمارا شاہی اور اسلام و بارہنہ کلمہ طیب پڑھ کر صدق دل سے
 پر قبول اسی کے شہر سفک مشہی اور مسلمان ہوئے اس وقت تک یہ دعا اگر
 چھتی چھتا کر تھی۔ اب جلیہا صاحب ضرور بارہی سے مستند رہی سمجھا
 ہمارے زندہ دل ملا کو شاہ کجکلاہ جلیہے مگر قعدی بندگان حضور کو اتنی
 کے مذکورہ صدر فقر سے کہاں چین تکلف اور دینا چاہتا ہوں کہ بندگان
 لینے دیتے تھے۔ ان فقر و کے پڑھتے حضور اللہ فیض بیان بھی دے تو یا اللہ خبر
 غرض خرافت میں نگہ لگائی آپ کے خدا جلیہے کی طرح قرآن نازل ہوا ہے
 ورتہ آپ نے دلی کیوافتی جو اب دیکھتے تھے۔ بندگان عالمی پر راضی ہو
 حضور بندگان عالمی پر راضی ہو کہ چھتے شرف حضور ہی حاصل کر سنے میں

مسل ہوئے جو کہ عربی نے افقائے یا
 ہندوکان حصہ کو اس جبر سے بھی کچھ حصہ ملا
 جو پھر خد صالح کو ملا تھا جب یہ کوئی بات
 ہندوکان حضور میں نہیں تو پھر خدا ہم اللہ کیوں
 اپنا مذہب علیحدہ بنائے کیا چاہتے
 ہیں۔ اور اپنے خدا و ابا کے پیار سے
 مذہب کو خیر باد کہہ کر دیا برو فرماتے
 میں۔ خادم حضور کی انہیں بے جا حرکتوں
 سے یہ شک خوار و دیکھ دیا والا میں
 حاضر ہونے سے ہر امکان و تہ کی طرح
 گریز کرتا ہے۔
 میری کیفیت۔ دو دو گشت نشتری
 دیکھ ہی اس فقر سے پر تو دیا ر
 میں بڑا تھک چکا۔ کہ شاہ جہم جان
 ملک نہیں پڑے تھک رہا دیا جاتا ہے
 تنہا کیا جاتا ہے۔ میری مذہبی تھائی چلے جاتے
 میرے نشتری خیالات۔ میری اسلامی
 روش میری مذہبی طریقت میری ریاست
 ملت برطانیہ بجائی جاتی ہیں۔ اُسے
 چند ہونے لگتی ہیں ہندوکان حصہ دے کے
 تازہ زور دے گئے ہوں ہر کس اور کبھی ہر
 چاہا میں کہ ملیں۔ ہوں چند روز تک پھر
 اور ملیں۔ اس کی قدر دانتا ہا قیامت تو ہے
 قیامت میں ہلک ہو کر رہ جائیگا اور
 پتہ نہ ہو گا کہ کیا وہی تو ہے جو پھر

وہی ہے سچا و یا۔ اب آپ جانیں اور آپ کے عقیدے
 و دہرے صاحب۔
 بندہ درگاہ تو میرٹ کر کے ملکہ نظم و مدب
 جلیہ کو خانا ہے۔ وہاں پہنچا ہوا ہندوکان حصہ
 جان و مال کو دے دیا کہ گاہاں مشیت
 ایندوی بھی ہے۔ تو مجھ دی ہے۔
 پھر ملیں گے اگر خدا لایا۔
 والا لایا السلام ختم الکلام
 ملے بندہ درگاہ خاکیاں تین
 ابوالحسن عقی غنہ۔
 دربار میں ملا کا تذکرہ ہی ہو رہا تھا۔
 کہ حسن اتفاق سے اس وقت ملا کا اندراج
 بالاعراضہ پہنچا۔ جسے ابوالفضل نے
 شاہ جہم جاہ کو پڑی خندہ پیشانی صرف
 بحرف شایاں شاہ سکندر جاہ کو ملا کے
 چلے جانے کا سخت ملال اور ملکی چٹکلا
 سے اس نے آپ کے عقاید پر
 لی وہیں۔ فیضی ابوالفضل ہوا
 ملکہ ملکی تحریر فصاحت چیمز و گشت
 و غیران قلمی جیسے سن سکرتا ہوا حوہی
 سکرتا رہتا تھا اور وہاں بھی ابوالفضل تھکے
 ہو رہا تھا۔ ہر کس کا ہم کو چٹا ہوا تھا
 بھائی اور کس باہر تھکے تھا باہر تھکے
 تھکے تھکے تھکے تھکے تھکے تھکے
 تھکے تھکے تھکے تھکے تھکے تھکے

نارنگی بہت ہی قدرتی و پرمی کیونکہ
یعنی دوسرے پتوں کے بدلے میں کاسٹ
بلوغت تک کھانے والوں کی طبیعت شکستہ رہتی ہے
اور اگر اس کے بعد کھانے لگے تو اس کے جسم میں
میں گندہ ہوتا ہے۔

نارنگی کا خاصہ یہ ہے کہ
دوسرے پتوں کے بدلے میں کاسٹ
ہوئی اگر کسی بہت ہی نفیس قدرتی ہشتابی
پتوں کے ذریعہ بن گئے اور جو ہر نگار تاجی

چھوڑے گئے پتوں کے بدلے میں کاسٹ
جہاں ہر قدرتی ہشتابی پتوں کے بدلے میں کاسٹ
دوسرے پتوں کے بدلے میں کاسٹ
نارنگی کے پتوں کے بدلے میں کاسٹ

پتوں کے بدلے میں کاسٹ
پتوں کے بدلے میں کاسٹ
پتوں کے بدلے میں کاسٹ
پتوں کے بدلے میں کاسٹ

پتوں کے بدلے میں کاسٹ
پتوں کے بدلے میں کاسٹ
پتوں کے بدلے میں کاسٹ
پتوں کے بدلے میں کاسٹ

کہ آپ غل اپنے مرحوم بھائی کے اس تاج اور اس
 سلسلہ کے شیر خوارہ ثابت کرنے اور بیدار ملت
 کی خوشنودی مزاج کے مراعات حاصل کرنے
 میں ہمیشہ سامعی بیٹھے۔
 جب شاہ ذبیحہ نے اپنی تحریر نو پریم کی
 تو مرصعہ کے کفر سے ہر کج بخت و فاسق
 یہ عرض کی۔
 مرزا صاحبہ علیہ السلام حضرت کا اقبال و
 خیال تا بہ دور و درخشان و مقرر
 ہے یہ منکر احسن کا تمام خاندان
 تمسک پر وہ جھوٹا فیض ظہور ہے۔ اپنی
 تمام چیزیں خدائیں بلکہ جان و دل بھی تاج
 حضور و الہی شاد و خرم ان کو دیا بخیر کو نہیں
 و انوار دارین سب سے اور بے گناہ اور
 جان و دل سے ان کا اپنے سفر کی
 اس کے بعد کچھ میر اور دوسرا دھمکا ذکر اور
 سرگرداں رہا راستہ ہو اور سبب لوگ
 اپنے اپنے قیام گاہ کو جھڑکتے ہوئے۔

پانچواں باب
 آٹھویں آئین
 آٹھویں آئین ہے
 اسے عالم نفسانہ لکھی ہے
 عجمانی کا مدینہ الہیہ کا خطاب صاحب
 خاص اس کتاب حاصل کئے ہوئے آج دوسرا

سال و خندہ قال ہے۔ اب رفتار میل شہار
 امت و روزگار کے سبب بھائی کی موت
 وہ صدمہ جو سیکو جانکاہ صدمہ صفت
 کسی قدر کم و فراموش ہوتا جاتا ہے مگر میر
 بھی جب کبھی مرحوم بھائی کا خیال آ جاتا
 ہے تو ان کی پیچیدگی یا کلمہ تمام کر دیتا ہے
 فرخندہ بیگم و نادرہ بیگم کے اسوہ بھی صبر
 و تحمل کے اپنے فاقہ من دل سوزتے
 پوچھ پٹا لے ہیں۔ ان بھی نہ اسی وہ جگر
 کا دھماکے سے نہ دل خروشی نہیں نہ بیکار فی
 الحکمہ کچھ تسکین سی ہر کلمہ سے جس میں
 کسی قسم کا الزام اتھام عاید کرنا انصاف کی
 گردن پر سراسر جھری پھیرنا ہے کیونکہ
 ابتدا سے اخیر میں سے سارا عالم میں
 جیسے اپنے اپنا دامن پھیلا رکھا ہے
 کہ جوں جوں انھیں سے زمانہ متقی
 ہوتا جاتا ہے مرنے والی حالت کی طلفت
 و کونست بھی کم بلکہ اوقاف ہو جاتی جائیں۔
 اگر قدرت الیہ نہ کرتی تو مرنے والوں کا
 ساتھ دینا نہ مرنے والوں سے کہیں بارہ
 نظر آتے اور پھر کے کارخانہ کا نہایت
 بالکل مفصل ہو جاتا ہے پس
 حبیب الیہ نہیں سے لکھنؤ و بیگم
 کو نام و حق پر پانچواں دیکر ناؤں منظم و منہج
 سے امتیاز نکلتا نہیں ہے ترکیب ہے

[illegible]

جو چھپ ہو رہی ہے۔

ناورون بیگم - قتلہ عالم تیرا کسی کی قسمی ہے
کی اس زیادہ ایک تیرا حاصل ہوئی ہے کہ جو شاہ

عالمیوں تیرے ہندوستان کے حضور میں باریابی کی عزت
سے سزاوارتہ ہوا تھا یہی وہ شاہ جو شاہ شاہ ہوا اور

شہنشاہ بھی وہ شہنشاہ جو عدل و انصاف کا خزانہ
تھم و طاقت کا سرور اور عیش پروری کا نواز بھی تھا

فانی حضور شاہ کا خزانہ ہوا اور اس کی ہر طرف کیلچہ اس
مختص ہو سکتی ہے کہ حضور شاہ کا سہا یہ

ہوا یا یہ ہم سپاہیوں ہمارے خاندانی - بلکہ
اس کا ہر ہندوستان پر عطا شدت آگاہ ہے

حضور شاہ کی بارگاہ عشق پناہ کی یاد باری
بھی ہمارے اور ہمارے حیدر ایا

سے سنے ان کی اور دعا تھا کہ یا اللہ
اس پر حضور رحیم اللہ تو سنی نگاہ عطا فرما

اور بھی سو سنے پر سہاگہ کا کام کر رہی ہے
پھر بعد حضور عالی کا مجوزہ "اے کیوں کر

میر سے اور میر تمام غزا و اقربا کے ساتھ
خیر و سیاحت کا سفر نہ ہو یہی ہندوستان

والا کہ اس مجوزہ پر پہلے فیلی نام کر لیتے
کر کے اور ہر جوان پناہ میں اپنی سعادت

مند ہی اور فرخ عالی خیال کرتے بارگاہ
پہنچے تھیالی میں وہ لوگ اچھے اچھا کر

دعا کرتی ہوں کہ وہ شاہ کو بیخ کن
در پین حضور شاہ تھیل و چھال رہتی دنیا تک

ہی تھالی و عزت سے تعلیم رہے

ظہر شاہ کیجئے - تاجور - تاجور
شاہ فلک ہنگامہ دار ہے بیگم کی یہ نصیب خوش نصیب

پہنچے ہو کہ شاہ کے آخر پر فرمایا -
شاہ او بیجا - کشن کشن اندھا بیگم - تاجور

اور جیل شاہ مانے میں وہ درت توں
سیرت و عاقل عطا فرماتے ہیں یہ میں تاجوری

دکھن خود لپیڈر تقریر سے کہانی غصہ
و سرور ہوا ہے چنگی جب باپ ایسا خارج

فصل و کمال اور دیب لپیڈ ہوا اس کی
بھی کیوں کہ فاضل و کمالہ اندر کیوں نہ رہتا

و غصہ کی انگاہ سے نہ دیکھی جاسے
خود خدہ بیگم یہ سبب حضور فیض بگور

کا خدہ و شرفی سعادت جہر باری ہے اور بیگم
کسی شام و قمار میں ہیں -

کس انصاف بیگم - سب حضور ہی کی کینز
نواز ہی ہے ورنہ ہم اوگس تو غصہ تعلیم

ظاہر ان حضور سے زیادہ و قوت ہندوستان
خیر و سیاحت با توں میں کوئی دس

پندرہ وقت گزرے ہوئے کہ شاہ جیل والی
مخاطبات شاہی سے برآمد ہو کر تخت

اجیل پر چڑھیں فرماں ہوئے ایسا میں
فرماتے ہی حکم صادر ہوا کہ ماہر دست

اقبال کے آج سے میان اٹھک کی طرف
تو شمس بیگم کے نام سے نامزد کیا ہے

ایلیٹے بجائے اور دیکھ کر کہتمس القضا دیکھ کر
مملکت شاہی کی بیگمات پر جاری ہونا چاہیے حکم کے
صادر ہوتے ہی، اس کے دیکھ کر زبان پر یہی آجاری
ہو گیا معین الملک نے بھی سنا اور دل سے پسند کیا
اور مسکنہ جہاں کی نظر کو بھی سے بہت ہی شاد ہو کر
بیگمات شاہی میں اب تو اس عطیہ
مطلوبی اور اس عواطف و جہرانی پر
کچھ کچھ چھ میگوئیاں ہونے لگیں۔ چنانچہ
دو دیکھوں کا مکالمہ ناظرین کے سامنے پیش
کیا جاتا ہے۔
خورشید جہاں - بی خدا ہی چھ کر سہ
کچھ سنا ہی؟
خجستہ زبان - میں نے تو آپ کا کچھ
نہیں سنا۔ خورشید تو سہ۔
خورشید جہاں - حریت و دیر بیت
کے مجھ سے بھی نہ رہ سکا۔
خجستہ زبان - تم تو پہلیاں کہواتی ہو
میں میں مطلق نہیں پوچھ سکتی۔ کچھ
کہو گی آخر معاملہ کیا ہے
خورشید جہاں - وہ کیسی تمہی بنی جاتی
ہیں۔ گو با کچھ جانتی ہی نہیں اس سلسلے
میں چل پون چلی ہوئی ہے وہ صاف
پتہ رہے ہیں اور آپ کان میں تیل
جس کے بکھری ہوئی ہیں۔
خجستہ زبان - ادھر اب میں سمجھ گئی

تیس سالہ لڑکا تھا تو میں کہہ ہی ہو ہوتا ہو
یہ معاملہ ہے
خورشید جہاں - جی ان ہی معاملہ کے آپ
سہتی کیا میں یہ کوئی ایسا ولیا معاملہ نہیں سمجھتا
یہی نمز می لکھ رہے۔
خجستہ زبان - سچ کہتی ہو۔ اس شوہری کو تہہ پا پر
شاہ قیام کی بڑی گہری نظر نظر رہی تھی دیکھا
چاہیے یہ اور نہ کسی کل۔ جیستہ ہے۔
خورشید جہاں - بعضا تو یہ ہے کہ یہ شوہری دنیا
بدن شاہ قیام کے منہ کی اور سر جی ہوتی جاتی
ہے ایک دن غزوہ رنگ لائے گی۔
خجستہ زبان - دیکھا چاہیے یہ عدالتی ہتر
کیا تھا امت اور کس پر قہر لاتا ہے۔
خورشید جہاں - گو مجھے اس کے جتنوں
اچھے نظر نہیں آتے۔ مگر سچ پوچھو تو خامن
ایمان کی کہیں کے ایمان ہے تو سب کچھ
گوڑی کو خدا نے صورت ہی ایسی و لغزب
دی ہے۔ چہرہ و بچا دے۔ تو دور کنا رہے
تساں کہ جہاں خدا کرتے ہیں۔ تم ہی ایمان
لگتی ہو۔ کہ کبھی ایسی پاکیزہ و دلرہا صورت
دیکھی تھی۔
خجستہ زبان - یہ سب سہ ہی گرتے ہی نہیں
اپنی ناک کشوائی جہاں یہ یاد دہر سکے
میں دھڑکی پہا پنی عیش غشرت خدا کر دی جاتی

خورشید جہاں۔ یہ کون کبخت کہتی ہے کہ آپ اچھی صورت کی تھی اور پھر پڑے خدا کا چکر ان
اسکے اس آتش جن چرخ گل ہو جاتا ہے پھینک دیا جاتا ہے اس مژدہ
دشا ملکوتی کر دیں۔ میں تو کبھی ہوں کہ کچھ نہ کچھ
اس بلا سے بے درمان کے ذبیحہ کا بندوبست
ضروری بلکہ لازمی ہے
چشمہ زمان۔ بیشک۔ مگر کیا کیا جائے
سنتی ہوں کہ شاہ فیجاہ خود اس پر ملتو ہو
رہے ہیں اور حضرت کی نیت بھی ڈال دینا لگی
ہے۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو سب بار اکھیں
کھوج بھی اس محل میں نہ ملے گا۔ جبکہ
ہمارے زبیکے میاں ہی اس چھپرے کی چھان
دینے لگے۔ تو پھر یہیں کون پوچھے گا جب
ہم ان کی آنکھوں سے گرے لگے تو پھر تو
خاک میں مل جائیگے ہمارا اور کیا نتیجہ ہے
خورشید جہاں۔ سچ کہتی ہوئی یہ سب ہمارے
بد قسمتی کے شرشے اور بد بختی سے
بگڑنے میں۔
چشمہ زمان۔ اچھی سب، تو سب ہمارے
مانا شاہ بھی اس قدر مرتے میں اسے کہ اوڑ
دیکھا نہ تا وجہ پٹ اس جندی کو
کیس پیر نام شمس الدن عریکم بخش
ویا۔ یہ گویا محبت جھانے اور لگاؤ
دیکھانے کا پیرا زینہ ہے۔
خورشید جہاں۔ دیوانہ طور پر ہے کہ ان سرور
سے توڑ دینا اس مطلق اعتبار میں جہاں

اچھی صورت کی تھی اور پھر پڑے خدا کا چکر ان
اسکے اس آتش جن چرخ گل ہو جاتا ہے پھینک دیا جاتا ہے اس مژدہ
دشا ملکوتی کر دیں۔ میں تو کبھی ہوں کہ کچھ نہ کچھ
اس بلا سے بے درمان کے ذبیحہ کا بندوبست
ضروری بلکہ لازمی ہے
چشمہ زمان۔ بیشک۔ مگر کیا کیا جائے
سنتی ہوں کہ شاہ فیجاہ خود اس پر ملتو ہو
رہے ہیں اور حضرت کی نیت بھی ڈال دینا لگی
ہے۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو سب بار اکھیں
کھوج بھی اس محل میں نہ ملے گا۔ جبکہ
ہمارے زبیکے میاں ہی اس چھپرے کی چھان
دینے لگے۔ تو پھر یہیں کون پوچھے گا جب
ہم ان کی آنکھوں سے گرے لگے تو پھر تو
خاک میں مل جائیگے ہمارا اور کیا نتیجہ ہے
خورشید جہاں۔ سچ کہتی ہوئی یہ سب ہمارے
بد قسمتی کے شرشے اور بد بختی سے
بگڑنے میں۔
چشمہ زمان۔ اچھی سب، تو سب ہمارے
مانا شاہ بھی اس قدر مرتے میں اسے کہ اوڑ
دیکھا نہ تا وجہ پٹ اس جندی کو
کیس پیر نام شمس الدن عریکم بخش
ویا۔ یہ گویا محبت جھانے اور لگاؤ
دیکھانے کا پیرا زینہ ہے۔
خورشید جہاں۔ دیوانہ طور پر ہے کہ ان سرور
سے توڑ دینا اس مطلق اعتبار میں جہاں

اچھی صورت کی تھی اور پھر پڑے خدا کا چکر ان
اسکے اس آتش جن چرخ گل ہو جاتا ہے پھینک دیا جاتا ہے اس مژدہ
دشا ملکوتی کر دیں۔ میں تو کبھی ہوں کہ کچھ نہ کچھ
اس بلا سے بے درمان کے ذبیحہ کا بندوبست
ضروری بلکہ لازمی ہے
چشمہ زمان۔ بیشک۔ مگر کیا کیا جائے
سنتی ہوں کہ شاہ فیجاہ خود اس پر ملتو ہو
رہے ہیں اور حضرت کی نیت بھی ڈال دینا لگی
ہے۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو سب بار اکھیں
کھوج بھی اس محل میں نہ ملے گا۔ جبکہ
ہمارے زبیکے میاں ہی اس چھپرے کی چھان
دینے لگے۔ تو پھر یہیں کون پوچھے گا جب
ہم ان کی آنکھوں سے گرے لگے تو پھر تو
خاک میں مل جائیگے ہمارا اور کیا نتیجہ ہے
خورشید جہاں۔ سچ کہتی ہوئی یہ سب ہمارے
بد قسمتی کے شرشے اور بد بختی سے
بگڑنے میں۔
چشمہ زمان۔ اچھی سب، تو سب ہمارے
مانا شاہ بھی اس قدر مرتے میں اسے کہ اوڑ
دیکھا نہ تا وجہ پٹ اس جندی کو
کیس پیر نام شمس الدن عریکم بخش
ویا۔ یہ گویا محبت جھانے اور لگاؤ
دیکھانے کا پیرا زینہ ہے۔
خورشید جہاں۔ دیوانہ طور پر ہے کہ ان سرور
سے توڑ دینا اس مطلق اعتبار میں جہاں

ہے۔ اس کے سونے کی چیز یا ہتھکنڈی کی جیسے پیا چاہے وہی سہاگن۔
ہے۔ کسی نے بھی عصری قتال میں بات جھستہ زمان۔ خدا کی قدرت عمل کی
ماری ہے۔ جو وہ مارے۔ مفت کی تو۔ چوہری اور شوکت۔

قاضی کو بھی ہلاں ہوتی ہے اسے کیا خورشید جہاں۔ پناہ بخو۔ اسے سن کی سرکا
کے لے نکالے ہے۔ جو وہ اب اتروالہ سے جھستہ ہوا ہے۔ اسکا ذکر بھی کیا اپنی اپنی جھستہ
اسکو سید ہے۔ مکتوبت قاتلہ

خورشید جہاں۔ خیرہ تو کوئی عجب ہے خورشید جہاں۔ پناہ بخو۔ اسے سن کی سرکا
اور تو بھی بات نہیں کیونکہ شاہوت کے لانی جھستہ زمان۔ اسے ظالم اور دھوکہ
نہایت گھڑی ایسی ہی ڈالوں ڈول ہوا فرعون بے سادان ابوہی ہے خدا ہی ہمارے

کرتی ہے مگر یہ کہ کیا کاوی بھی خیرن انشا کو اس برق جہاں سونے کے تیش
چھن گئی۔ اور خدا بخو۔ نہ وہ ہمارے جھستہ زمان۔ اسے ظالم اور دھوکہ
اور وہ بھی ہے۔ خورشید جہاں۔ پناہ بخو۔ اسے سن کی سرکا

جھستہ زمان۔ ابھی تک تو شاید یہاں تک کہ خورشید جہاں۔ پناہ بخو۔ اسے سن کی سرکا
تو بہت نہیں پہنچی مگر یہ سب اور ہمارے جھستہ زمان۔ اسے ظالم اور دھوکہ
ہے تو ان پہنچا دیوں گا کیا اہتیار ہے۔ خورشید جہاں۔ پناہ بخو۔ اسے سن کی سرکا

خورشید جہاں۔ یا اللہ تو اس قاتلہ ان کے لئے جیب یہ ہے تو وہ حضور کوئی
کوہ قلع ڈول کر۔ جھستہ زمان۔ ابھی تک تو شاید یہاں تک کہ خورشید جہاں۔ پناہ بخو۔ اسے سن کی سرکا

کو نازہ چاہے دیتی ہو۔ تاکہ اس کا صبر خورشید جہاں۔ پناہ بخو۔ اسے سن کی سرکا
ظالم فریب ہی نہیں۔ مگر ان پھل پائی اور امید واثق ہے۔ کہ وہ اس کا گھسلی
ہے یہ کیا ہے شاہی میں کوئی نکالیں ان کی پوری پوری جھرتی لگی۔

ان کو جھرتی چاہے ہے۔ جھستہ زمان۔ اسے ظالم اور دھوکہ خورشید جہاں۔ پناہ بخو۔ اسے سن کی سرکا
ان کو جھرتی چاہے ہے۔ جھستہ زمان۔ اسے ظالم اور دھوکہ خورشید جہاں۔ پناہ بخو۔ اسے سن کی سرکا

چڑھالیں اور تیری بڑی عزتیاں پائی نظر آتی ہیں
 جھنڈے۔ اہل انہوں جھنڈے کیلئے ہی اپنے ساتھ
 لینا میرے نزدیک اس کو نہال کی جڑا ہی کاٹنا چاہیے
 تاکہ یہ بل بندھے ہی نہ چڑھنے پائے۔
 منحصر یہ کہ دیر تک آپس کچھ پٹری پٹھا
 کی اس دہشتیں النساء بیکیم جو تمام حرم
 بنایا ہی کی آنکھوں پر تیلی پٹی کسی کو ایک
 آنکھ بھی نہیں بھاتی رشک و حمد و عقبت
 کی آگ پہا نکس بیکری کہ دہی سروگل
 اندام میں پر محلات سلطانی کے ادنیٰ اور
 بلبل آسمان فریفتہ قمری منظر شریفہ سے
 کائنات کی طرح جھنڈے اور خار کی طرح کھینکے
 یہ رنگ و نمک و کچھ دیکھ کہ اس بچہ کی
 سے اوقوں کے بھی غوطے اڑھنے لگے اور
 رنگ و فاقہ کیلئے شوق بہرنا آنگاہ اتلی اس کی
 اندامی وقتہ حضری پر اوس پٹ لکھی۔
 اب جیسے دیکھئے اس بچہ کی اس کے خاں کا
 پیا سا نظر آتا ہے۔
 اسے اختیار پایا۔ یہاں۔ یہیہ ذوق ہم جھنڈے
 جیسے ان دو سن پناہنے جانا وہ عدد آنگاہ
 شمس النساء بیکیم کی طبیعت کچھ ایسی سا
 واقع ہوئی تھی۔ جو سا دل ہی پر اپنی جوانی
 جیتی تھی سنگس سا دل کی وہ قیامت بنائی
 خیر و بد کی قوت و سیر ہر سنگس کا اور
 آنگاہ نہ لڑا نہ ہاں ہاں سے اسیر میری

میں جو انی ہے جوانی کا شکار ہے
 سا دل کی تیری۔ یہی ہوس سسٹیلے چاہیے
 اتفاقاً ایک شیش شیش ہاں بیکیم ہی بیکیم کا جھنڈا
 میں شہزادیوں اور شہزادوں سے مزاج و مذاق
 کی باتیں کر رہی تھی جو جھنڈے بہ شہزادیاں اور
 مزاجیوں ہی اپنے اپنے حرم و جہاں میں ایک
 دہرہ سزا ہے کہ تھی لگ رہا کی تو یہ ہے کہ اگر یہ
 شہزادیاں اور شہزادیں اسکان میں کی ترقیوں
 شمس النساء بیکیم شمس بچہ شمس بچہ
 اندام میں پر محلات سلطانی کے ادنیٰ اور
 بلبل آسمان فریفتہ قمری منظر شریفہ سے
 کائنات کی طرح جھنڈے اور خار کی طرح کھینکے
 یہ رنگ و نمک و کچھ دیکھ کہ اس بچہ کی
 سے اوقوں کے بھی غوطے اڑھنے لگے اور
 رنگ و فاقہ کیلئے شوق بہرنا آنگاہ اتلی اس کی
 اندامی وقتہ حضری پر اوس پٹ لکھی۔
 اب جیسے دیکھئے اس بچہ کی اس کے خاں کا
 پیا سا نظر آتا ہے۔
 اسے اختیار پایا۔ یہاں۔ یہیہ ذوق ہم جھنڈے
 جیسے ان دو سن پناہنے جانا وہ عدد آنگاہ
 شمس النساء بیکیم کی طبیعت کچھ ایسی سا
 واقع ہوئی تھی۔ جو سا دل ہی پر اپنی جوانی
 جیتی تھی سنگس سا دل کی وہ قیامت بنائی
 خیر و بد کی قوت و سیر ہر سنگس کا اور
 آنگاہ نہ لڑا نہ ہاں ہاں سے اسیر میری

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

دلکش و دلربا شکل تھی اب کیا تھا آنکھ میں لڑ

یہ پر مذاق و مزہر اور حاسہ ابھی اپنے انہیں نہیں
میں ٹھوکر تھا کہ بڑی بیگم صاحبہ کی آمد آئے
اسکونٹیم زون میں متشکر دیا گیا کہ بڑی بیگم صاحبہ
ساتھ ایسی باتیں داخل ہے اپنی دھیں اسلئے یہ
جلسہ فورا درجہ برہم ہو گیا کچھ تو ادھر ادھر
چلی ہوئی اور کچھ ٹوٹ کر دم بخود ہو کر
وہیں رہ گئیں۔ مگر ہی محلات میں ایک
ایک عامل کے اندر اس قدر مکان مگر سے
کو تیار کیا برآمد۔ بھمن وغیرہ ہوتے ہیں کہ
بجول بھیل لکھتا کسی طرح یہ جانا نہیں
بڑی بیگم صاحبہ کی آمد سے جلسہ بند ہو گیا
پھاگڑ پڑی سے تو ٹھنس النساء بیگم ایک بالافاض
میں گیا پھٹی۔ بالافاض اصل میں بڑی بیگم صاحبہ
کا خزانہ سمجھا تھا۔ وہاں کیونکہ بڑی بیگم صاحبہ
اکتیس برس آرام فرما کر تھی وقت شہزادہ سلیم
بوجھن پسند ہی میں تھیں و فرماؤ گا بھی
انشاء اللہ اس وقت اپنی والدہ کے بلنگ
پر لیا ہوا تھا۔ اسے بڑی بیگم نے اپنی والدہ
سے کوئی غصہ ہی تھا کہ والدہ اور وہ کسی اور بیگم کے
تشریف نہ لائیں۔ اسلئے شہزادہ صاحب
انہیں انظار میں اس بلنگ پر بیٹھ گئے
مگر ایک ایک بیک کسی کی چاپ نے انہیں
پر نہ لایا۔ انھوں نے ایک عزت جو رت
نظر آئی وہ پیار ہی پیار کسی ٹھنس النساء بیگم کی

کیش تیر نظر و دونوں کے حملہ کے بار ہو گیا۔
ادھر شہزادہ اور صبر پارہ اپنا اپنا کچھ دولوں
اتھوں سے آگاہ نشست بدندان رہ گئے وہیں
کشمیں النساء بیگم عجیب محضی میں جھنپی۔ ادھر
بڑی بیگم صاحبہ کا خوف پٹے جابجی کا نوحہ اور صبر
دھیا پہاں مہرنیکے خلاف اعتراض نہرم پھا
آیا۔ اسلئے اسے دال سے قدم اٹھا بیگم جرات
نہ ہوئی۔ اور ایک کونے میں چھپ رہی۔
شہزادہ۔ یا اللہ میں اس وقت عالم خواب میں
ہوں۔ یا اللہ بیدار ہی میں یہ میرے ساتھ
بجلی سی لیا کوئی نہ گئی۔ کیا انتخاب اسان
سے آتا۔
یکلے بنتے ہی ٹھنس النساء کے ہوش و حواس
خاک ہو گئے نہرم سے آنکھ پکار سی گزرتے میں
دوسرے طرف منہ پھیر اور بدلت سمیٹ کر
چپکے سے بیٹھ گئی۔
شہزادہ۔ وہ انکی ہی نہیں یہ تو اب آپ کو
ہی تباہ ہو گا کہ آپ کس گلستان حرم کی بہار اور
گلستان کی بہار کو اس برستان نکالت کے
کل بے خار نہو۔
ٹھنس النساء بیگم نے دیکھ کر آنچل سے اور
بھی مدھ چھالیا اور انھیں نیکی کر لیں مارنے نہرم کے
پسند سے تر تر ہو گئی نہ جائے رتن نہ پاک
ماذن کا معاملہ تھا۔

<p>شہزادہ وہ ایک نہ شد و شدہ المداں مند چھپائی اکی ادسے تو اور بھی دل چھپن لیا اندر جہاں خدا کیلئے پرہیز ہے بقہ ہاتھ سے پرہ ازہا مرے کو ماہے شاہ مگر خیر اگر اکو منہ چھپانا منظور ہے تو لیجئے میری گردن بھی ختم ہے نیز نکمہ آتش نہ کو چھپائے نہ میرے قتل کے لئے شہزادے نے نیام ہے جہوہ حضور کا اور اگر اس سے بھی زیادہ احتیاط مدنظر ہے اور چھپا ای ہتھ پر تو پھر دیر نہ فرمائیے سہ ذوق آئیے آنکھ کے پردوں میں چھپا دل صفا یاں بھی کچھ درہم آتو خدا دنوں میں خود ہے شمس النساء عظیم نے سہم کر اور بھی اپنی نظریں میں میں گزریں اور عار سے خوف کے شہر تفر کا شہر کی شہزادہ اندر سے خفا میں یہ تو خفا خفا نہیں ہم سے مرید کے کیلئے اشی چھپا ہے ماہے سہ ذوق یاں لب پر لکھ لکھ تھن اضطراب میں واں لکھا خاموشی تیری سبکے جو اب میں شمس النساء سخت مجبور ہو کر ایک اد جاننا ہے شہزادہ عالم بھلا آپ یہ کیا فرماتے ہیں میں اتنی یہ خوف آپ کا کھن فلن یا ہو لائن ہے شہزادہ اسے یہ تو آپ سیکر دل سے پر چھپے چھپا تو کو نظر نہ دینا بھی تو کہہ لا لارون داتے دوت لیا جہاں احسان سے تھیں</p>	<p>خدا کے لئے ایک بار تو پھر کچھ لو کیوں مجھے چھپنا نہ کچھ رہی ہوا کے دل درو کر وہی خود نہ کر رہے ترب رہی ہے۔ دیکھا تھا ایک نظر تو قیامت گذر گئی ابہ کھیل گیا و کھیل تھا نہ دیکھا شمس النساء۔ شہزادہ عالم آپ سے کیا دشا جہاں دنیا میں اور ہم آپ کی رعیت خیر خیر میں آپ کا عزرا اور نکر سے کام میں تو آپ ظاہر ہو جائیگا آپ کو انجی ہاں چھپنا ہم مگر روگ زیا نہیں۔ شہزادہ۔ اندر کیا شہزادین تقریر ہے۔ شمس النساء۔ یہ سب آپ کی ذرہ لوار ہی ہے ور نہ ہم ایک غریب رعایا ملک حوزہ حضور میں ہمارا حق خطہ مرتب آپ کا نام ملکہ ملکہ میں ہے شہزادہ۔ یہ آپ اپنی شکستہ اندر کتنی جہاں میں نہیں مگر میرے نزدیک تو آپ بھی قلم دو دھن اور حالت دیو کی کی یہ تہہ میں در نہ بھی تہہ کی اسطو پہ پلو یہ فتح تھالی نہ جال ہوئی فرمائیے سبک یا جہز شمس النساء ملکہ شہزادہ عالم جہز ہے یہ زیادتی اور تو حفظ مرا تب کو کام نہ فرمائیے اور کچھ تیر سی حالت زہر پر ترس دکھائیے میری دل شکستی سے آپ کو کیا مل جائے گا کہا آپ نے سنا نہیں سہ آتش بت خانہ کو تو روڈ اپنے مسجد کو رسد دل کو نہ توڑیئے خدا آکا مقام شہزادہ۔ دجا منن) قا</p>
---	---

زخمی ہوں نازک لگا چشم تار کا
یہ مرغل دل شکستہ ہے اک تھل تار کا

تو بہ عشق میں شام گزرتا تھا ایک تاجدار
اور شہنشاہ کی جانب سے
یہ شہنشاہ عالم شہر بھی گزرتا ہے
نہ نہ غور تو ہی ہزار سال نکلا دشت
عاشق بننا اور گشت عالم غلام
شمس الشہاویکیم شہنشاہ عالم ہزار
کینیزادیوں سے غلام ناموں کے حافظہ
ہے۔ شہنشاہ اور اسی اذوال ذول نیت
کو دیا رہا فرما ہے۔
شہنشاہ (جی) اور شہنشاہ بہار شہاد
ہو، شہنشاہ دیوان تو بہ لبر کی کلت نہ چیریں
اور میں دل دینے کا کیمیا پڑو دل دہ کیا
نہ نہ، رضا خاں اور لکھا فیہ علم سے ما تھا
ہوں جان من اب اگر مجھ سے تم مجھ سے
کہ حضور خبا سب اب میری شان میں آج
منہ سے نکلا تو مقدر ہو۔ یہ ہو گئے
کہ آپ کے نیاز کلمہ رکھ رخصت گوں
وہوں سے کل سو من نہ ہو جائیں تیر
ذمہ۔
چچا اب آپ سے عید ہے اور نہ
صاف یہ بتا دیں کہ آپ کس خوش نصیب
کے گھر کی رہنمائی چرخ ہیں اور کس والدین
پر رمان باغ کی لالہ میرا رخ ہیں۔
شمس الشہاویکیم یہ تو میں ہرگز نہ بنا دنگی
ایک ایسی ہی بہشتیں (وہ) کا بنا ناموس ہرگز

تو کوئی شہنشاہ نہ کیا کوئی شہنشاہ دل سے
کہ کیا ہرگز نہیں ہے پھر میں کیتل لپٹ کر
شہنشاہ کیوں ہو۔ یہ شہنشاہ بہار شہاد
شمس الشہاویکیم شہنشاہ عالم ہزار
ہے پچھلے شہنشاہ میں یہ شہنشاہ عرض کر لپٹ کر
اور نہ معلوم نہیں ہوتی
شہنشاہ۔ کہے عالم تیری بھی وہ معزلی جالی
ادائیں میں ہو کے تیغ و خنجر سے دھکے پر چنے اڑا
ہی ہیں اللہ کس بے در سے پالا پڑا۔
بھیدنی۔ جی تیلہ عالم سے تاق
سجہ کے رکھتے تو ہم ادوی محبت میں
یہ ۱۱۱۱ شہنشاہ جہاں حضرت بڑی خراب ہوا
شمس الشہاویکیم شہنشاہ عالم یہ آپ کو
ہو گیا کیا۔ عقل خرد سے کام لے لے۔
شہنشاہ۔ ایسی ملک آپ کو یہ بھی خیر نہیں۔
جی ہو گیا جاتا۔ وہ آپ کی الفت کے
سود سے یا جن کے جان جان جب
ولی و دماغ ہی بے قابو ہو گئے تو پھر
میرے جتن و سود میں کس مجنوں کو
یہ ہو سکتا ہے انداز اب تو
یہ تہا ہے کہ کیا آپ میں مردن چو نہ لگتی
شمس الشہاویکیم شہنشاہ عالم ایسی بات
با سب آپ کے شہاں شان نہیں۔
شہنشاہ۔ اب تو شہاں شان ہوں باز ہوں
کہ نہ کہ جب دل ہی قابو میں نہیں تو پھر

چارہ ہی کیا ہے کہ عظیم بدو در آپ کی کیوں گئیں
شمس النساء بیگم - خدا نہ کرے میں ایسا
کرے پر مہر ہوں - پیتر اسکے کہ میں اپنے والد
کا حضور کو نام نشان بنادوں ایسی بے شرم مجہ
بے غیرت کا ذوق مزاج ہر درجہ بہتر ہے اگر مہر
سمجھ کر صاف فرمائیں تو نہایت انسب ہے
شہزادہ - میرے نزدیک تو آپکا اور آپ
کے والدین کا کوئی نہ کہ - کا تمام نہیں ہے
بلکہ مخزن مباحثات کی جگہ ہے - اس لئے
اپنے قیامت خیز و انداز آفت آئیکہ کا مدد
یہ توضوحی اتنا دیکھتے کہ آپ کس طرح
کی روشن اختر ہیں - ورنہ میں آپ کو
یہاں سے ہٹنے نہ دوں گا - اور ایہ تو بتائیے
کہ کیا آپ کے والدین سلیم سے قطع ہو گئے
کو ناپسند فرما سکتے ہیں - ممکن ہی نہیں
شمس النساء بیگم - بیشک وہ آپ سے
ہوئے - عند حسین - جمیل - سلیم - تین
مہذب - عاقل - فاضل شہزادیکو ناپسند نہیں
کر سکتے مگر اس بے حیائی اور اس رسوائی
کو بھی ہرگز نہ کہ پسند نہیں کر سکتے - کیونکہ
یہ باتیں شرافت کو تو گنگانے اور نجات کو
خاک میں ملائے دے ہیں البتہ دولت و شہرت
کے بھر کے وہی لوگ ہو سکتے ہیں - جو
شہرت و دولت کے دلدادہ ہیں - بھلا وہ
کہاں ہو گئے جو صرف عفت و عفت اور

پالدا منی و عزت کے سقیت میں اور شرافت
و نجابت کے فریقہ میں - یہاں سے والدین
تو خدا کے فضل و کرم اور شاہ سلیمان جاہ
فیض نعم سے ایسی دولت پر شاید حقولیں گے
نہیں - شہزادہ بہت اچھا ہی سمجھی - مگر
جب تک آپا یہ نہ جائیگی میں آپکا پندہ چھوڑے گا
چاہے قیامت ہو جائے آپکو صرف یہ بتا دیتے ہیں
عذر ہی کیا ہے کہ آپ کس خوش قسمت بابا کی خوش نصیب
بیٹی ہیں اور دلانہ نشانی میں کس قدر بے امان ہو
شمس النساء بیگم - خیر اگر آپ اسی پر ادا
کھا کے بیٹھے ہیں اور میرا بیچا نہیں چھوڑے
تو میں مجروری تھا کہ دیتی ہوں کہ میں آپ کے
مختور معین الملک کی تخت جگہ ہوں
اب تو مجتہدیں بی بی :-
شہزادہ - اخاب نہ کہئے - کہ آپ مجھ سے
مستطعم مہین الملک کی تخت جگہ کو نظر
میں نہ لیں یا خوشی ہوئی چیز شیر تو اپنا شکار
نہیں نہیں چھوڑتا - اسے کسی سے بخشنا
سکھایا ہی نہیں - اس وقت تو آپ تیر نکا
شکار ہر ہی میں نہ خوشنا چھوڑے -
بھیدی - اللہ سے دھکی - دیکھئے کس
آپ کی یہ دھکی آپکا یہ شکار نہ کہ بیٹھے مگر
اس وقت تو خیر سے آپ ہی تیر و اس کے شکار
نظر آ رہے ہیں - خدا ہی خیر کرے -
شمس النساء بیگم - جی ہاں بندہ نواز

پہنچا رہتا دہوا کہیں خدا نخواستہ قصد کی ضرورت تو لاحق نہ ہو۔
 شہزادہ۔ دُعا ہو کہ نہیں نہیں خدا
 گواہ ہے مجھے کوئی اور گمان نہیں میں آپ کو
 بھیج دی۔ وہ ایک حکم صاحب۔ اب تو آپ بھی کھلیں
 نہیں نہیں یہ صرف میری سمجھ بکیر ہے صاف آپ کوئی بات میری طرف سے اپنی خاطر میں نہ
 فرمایا میں نہیں سمجھتا تھا کہ جواب میری بے ترکی ہے آئے ہیں۔ اور نہ میری جانب کئی قسم کی تامل کی گئی
 شہزادہ۔ اب تو حضور کا سودا خرید چکا دھلا آپ سے دل میں حکم دیں ورنہ میں کہیں کا نہیں
 آپ کے ہونے کا اندازہ کر کے خریدتے ہی کیا اور اگر رہوں گا مجھے خدا کی مارتے خبر کی بھٹکار ہو
 بیچ دو مجھے تو یہ سودا خرید رہے جس سے بچنا ہوتا جو میرے دل میں آپ کی طرف سے رہے
 ہزار کا کتنی بڑے سودا کے ایک جھگڑا تو کیا نام ہی کسی بدگمانی نے جگہ پائی جو یہ
 پہنچا اس پیاری پیاری صورت کا صدف نشی آپ اس اپنی زور دینے کا صدف نشی بات
 بات اور تباہ دیکھئے کہ غماہی عملات میں اور تباہیں۔ کہ آپ کا پیارا نام کیا ہے۔
 تشریف لائے گا سبب کیا ہے کسی اور شمس الشاہ بیگم۔ دوسری ہو کر میرے
 غرض سے تشریف لائی تھیں یا میری ہی نام سے آپ کو کیا غرض۔
 متنازع صبر و شکیبائی کے لئے کا اردو تھا شہزادہ۔ اللہ کے بھولانے ان مجھے غرض
 یا میرے ہی سودا کی نہایت کٹنا تھا۔ نہیں ہے تو اس کی بکثرت کو ہے۔
 شمس الشاہ بیگم۔ جہاں میں پہنچا ہی تشریف جواز کر پیچھے نہ گئے۔ اس کی تو میں کوئی
 زادی یہ جھگڑا کے کیا جانوں میرے فرستہ ہو کر آپ کی نہیں جانتے (ابیدہ)
 کسی شکایت پہنچاوت نہیں جانتے (ابیدہ) ضرورت ہی نہیں دیکھتی۔ مگر آپ کی
 ہو کر حیف یہ بھی اپنی قسمت کی غرضی ہے صدمہ ہی طبیعت بھی نہیں ماننے دیکھی
 کہ جو آپ سا شہزادہ الاتیار ایک معصوم اس سے مجھوری نام بھی تیار دیتی
 صفت ملکوتی صفت کو خدا جیسے کیا ہوں۔ کہ مجھ کو کینہ زدگی کا پہلے تو نادرہ نام
 کیا مجھ کے لئے نہ اللہ صاحب کے ساتھ تھا۔ مگر عطیہ سلطانی میں شمس الشاہ بیگم
 آنکری بیگم صاحبہ کی حضور کی خدمت میں عطا ہوا۔ اور اب بھی مشورہ خاص خاص
 کرتے نہ ان بدگمانوں کے برف ہوتے اسے بے عملات غماہی میں بڑی بیگم صاحبہ
 چارہ ہی کیا ہے جو کچھ خدا کا وعدہ اچھا رکھنا کی خدمت میں حاضر کی کی عزت والہ

صاحب کو حاصل ہے جبکہ ساتھ کبھی کبھی میں بھی نہ فرمائیں۔ بیٹھے بیٹھائے میرے طرف نا حق
 جی ٹیکم صاحب کی خدمت میں کاغذ حاصل کیتی ہوں۔ کے تیک نہ مروجائیں اور ہرگز نہ گشتان ہونی نہ فرما
 یہی غایت عملات شاہی میں ہماری آمد کی ہے کی امید بھی نہ رکھیں۔
 در نہ اور کوئی غرض ہے نہ غایت۔
 شہزادہ سے پیار میں شمس النساء بیگم انو آپ کے نہیں کرنا لیتیں۔ کہ تھکنا ہی پاک ہو جائے
 جن دیبا اور اسے دربار کا کچھ پر پور پور اور اہل شمس النساء بیگم۔ دمتا شہزادہ کو خدا سیلئے
 چل گیا ہے اور اچھے چھے دین اور ایمان بلکہ سارے ایسا خوشنود و خوشنود کلمہ تو آپ کا منہ سے نہ
 جہاں کھو دیا کہیں کا نہ رکھا میں اپنے آپ کو نہ نکالیں اور آپ سے اس قدر بامہر نہ مہجائیں کیا
 خوش نصیب و خوش سمجھوں۔ کہ حسن ان بان شہزادہ کی بھی کہیں اچھے سمجھے۔
 طرح آپ کی دلربا اور رعنائی ہے۔ ہمیدہ کی۔ کیوں بیگم صاحبہ آخر محبت
 میرا دل زبردستی چھین لیا ہے اس طرح آپ بھی اپنی اس دلربا صورت اور
 اس دلکش آن و بان کی خیرات میں ہی نہیں۔ بلکہ دین و ایمان ہوش و حواس
 چپکے سے اپنے دل بھی میرے حوالہ کر دیں عقل و خرد سب کچھ کھو بیٹھا نہیں نہیں
 تاکہ مجھے کچھ تو تکلیفیں رہے ورنہ علامہ بلکہ بت کیا۔ اور نا بھی کہاں آپ سے
 مرفعت چھو دو مفاہقت سے میں جاں اور بار عشق میں۔ اسکا تو بیگم صاحبہ نے
 بے خار ہونا نظر نہیں آتا ہے اسے وہ وقت کچھ جواب نہ دیا کہ غبی نظر کر کے اسے اس نے
 نوشتے سے ہوا ایک حرف بھی ہرگز نہیں کم کے لئے چپکے سے چلی گئیں۔ کہ شہزادہ
 جو پیشانی میں لکھا تھا میری پیش آ یا دلدادہ نے نیک کر فرمایا بیگم کا دامن
 شمس النساء بیگم۔ شہزادہ عالم۔ عیسا پکڑ کر کہا کہ پیاری آپ نے میری ایک
 معین الملک کی لڑکی تنگ خانداں ہونا بات کا بھی الفت و محبت سے متا ہوا
 کیونکر پسند کرے آخر محبت اسلامی عزت جواب نہ دیا۔ اپنے آپ سے اپنا و رد و دل
 شہزادی یا شہزادہ و رواج نہاتا ہی کوئی چیز ہے۔ کہا اور یہ بھی بتا دیا کہ آپ کے جلوہ میں نے مجھے
 یا نہیں دلا کہ آپ میری خاندانی شرافت پہنچو کر دیا آپ کے جمال بے مثال نے مجھے خزان
 و سلطانی قدر و منزلت دہہ گنا انکی جرات رنج و ملال ملال کر دیا آپ کی بے اعتنائی

کچھ ادائیگی کا موسم نے میرے باغ غیش
 و گلشن پر عشرت کو نذر مردہ و پامال کر دیا آپا کی
 سبھی نکا ہوں نے مجھ پر وہ تیرے سائے کا لالہ
 مگر انہوں نے آپا کی سنگدلی و تم شکاری آپ کو یقین
 نہیں کرنے دیجی مئے اگر کوئی تدبیر ایسی
 ہوتی کہ میں اپنا مینہ شکاف کر کے آپ کو
 اپنے منہ و منہ پر دم دل کی حالت دکھا
 سکتا ہوں ہر چند آپ کی دشمنی باتوں نے
 میری دشمنی دیا دوسری میں ذرا بھی مروت سے
 کام نہ لیا لگ میں پھر بھی ناامیدی کو اپنے
 پاس بٹھانے نہ دوں گا۔ کیونکہ میرا دل اپنے
 کوٹ لیا۔ یا میرے دل پر آپ کا حاد و
 چلکا تو ممکن نہیں کہ آپ کا دل بھی میرے
 دشنہ مہبت کا زخمی نہ ہوا ہو۔
 یہ دو مری بات ہے کہ آپ کی مہبت
 دیر میں ظاہر ہو یا آپ اسے اپنے پیلوں میں
 دیر تک دبا رکھیں۔ اور ضبط سے کام
 لیں۔ مگر ایک دن حضور رنگ لائے گی
 چاہے آپ اس پر لکھ جبر و جبر کے آریے چلائیں
 آپ کو میری جان کی قسم آپ کے نزدیک
 کوئی چیز نہ سہی۔ آپ تباہیں۔ کہ مجھے
 اپنے نامید و مایوس تو نہ ہونا چاہیے۔
 اگر ایسا ہے تو آپ خیال فرمائیں کہ اس وقت
 آپ کے ملک ناموس کی بریائی اور آپ کی دنیا کی
 اور سوائی بالکل میرے قبضہ و فتنہ و جبر و جبر کا
 لیونکہ خدا نخواستہ آپ سے مجھ کو دلا جا رہا
 کر دیے کو صرف یہ الزام پہنچی ہے کہ آپ
 میری موجودگی میں بالافارغ پر تشریف
 ہی کیوں لائی۔ فرمائیے ہے نہ۔ میرے
 مطلب اور میرے ذہب کا موقع۔
 مجھ پر سی۔ جی ہاں۔ کیوں نہیں امانتا
 ہوں۔ پیر و مرشد کیا اچھا موقع اور کیا عمدہ
 کھات ہے!!
 شمس النساء میگم۔ دھرت زوہ ہو کر
 اور لگاوت سے سدا کر کیوں آپ بھی
 تو عشق کے چھبے میں آ چکی ہیں۔ شہزادہ
 عالم انسان کو اس سبب الاسباب
 سے کبھی مایوس نہ ہونا چاہیے۔ کہ اسے
 سبب پیدا کرنے میں ذریعہ بھی در
 نہیں لگتی۔ یہ کہہ کر اور اتھ جھٹکا کھینچے
 ہی کو مٹی۔ کہ شہزادہ نے پھر اتھ فغاں لیا
 اور کہا کہ۔
 شہزادہ۔ یہ دل میرا آپ کی نذر کر دیا۔
 آپ کی فرقت میں یہ مجھے چین نہیں لینے دیا
 بہتر ہے۔
 سزا پر آپ کے چہرے میں خون دل ہو گا
 اسے بھی آپا نے جابجا یہ خدا کیلئے
 شمس النساء میگم۔ کیا یہ اور اسے دلفریبی
 سے اچھا۔ میری امانت آپ کے پاس
 پھر لے لوں گی۔

نور کا شمع کا ہے ہمارے یہ دلوں کو خیر
 نوجوان علم کھائے اور دل بہلا نہیں دیا
 میں نے جن کے پندیں خلد میں اس وقت اس کے
 زیر پا ہے اور یہ انگلی روش روشن کی سیرت سے
 کیفیت تازہ اور سرور پہ اندازہ اٹھا رہا ہے میں
 بظاہر تو یہاں دل کی فرحت اور دماغ کی طرف
 کے تمام مادیات میں چٹا پن یہ سیرت پر بار سے گلو گلو
 پیار کی نگاہوں سے دیکھ دیکھ کر اور پیار سے
 اوتھار گئی جیسا ہوا میں رکھ لیتے ہیں گلو گلو
 رہ رہ کر لئی دلی راز کا صاف پتہ چل جاتا ہے یہ
 کسی عقدہ لائیل حل یا کسی مشکل کی
 مشکل کشائی کی اور جیٹھ میں زلف یا
 کی طرح پریشان ہیں اور سودا یوں
 کی طرح کسی امید کے پرانے کی امید پر
 سرگردان ہیں۔
 ان میں سے کیا تو ہمارے اس
 ناول کا نقش ناطقہ شہزاد سلیم ہے
 اور اسی کے چہرے سے حال ہے
 زیادہ آٹھ نمایاں ہیں۔
 دوسرا نوجوان شہزاد سے کاغذوار
 اور نگاہوں پر خوار مجبور ہے۔
 اس کے دل میں لگا کر سیرت تو یہی کہ
 جو سرگوشیاں ہو رہی ہوں وہ کسی
 پرانے محالہ میں ہو رہی ہیں ہوتے
 ہمدانی پیداری پیروں کا تہ کر رہے
 ایک ظالم ظلم دوست اسے سنو یہ جہانی
 اس تیرے پیار سے وہ پتہ کی کو میری خانہ
 دل سے نکالنے کی کوشش کر رہا ہے
 ان اسے جذبوں تو ہی ایسا اثر دکھا
 کہ وہ پر سی پیکر حذر ہی اپنا دل قتلے
 ہے چہن ہو کہ چیم چیم کرتی آجائے تاکہ
 یہ ظالم منہ کی کہا جائے۔
 خواجہ محمود جی کیوں نہیں۔ ذرا کا
 گڑھا میں منہ وہ دیکھئے اگر آپ کے
 جذبہ دل یا کشش مقصود میں ایسا ہی
 جذبہ یا کشش ہوتی تو پھر روتا ہی کہتا ہے
 کہا تھا۔ لکھنوی جی سر سے اڑا لے
 شہزاد۔ بھئی تم تو ناطق ہیں سر پر آٹھ
 ہو نہیں ملو کب کی کسر نکال رہے
 وہ اچھی ہمدرد سی اور اچھی دلوروی کی
 اچھی حضرت شمس النساء کی محبت میری
 رگ رگ میں سرایت گئی ہے جو چہ
 کسی طرح جدا ہی نہیں ہو سکتی
 اور اپنا تو یہ مقولہ ہے۔ ج
 پھر دل میں اس سے تو مجھ سے میرا خدایا
 خواجہ محمود شہزادہ عالم ایک سچ سچ وہ
 ایسی عین میں جہن ہے کہ جس پر آپ
 سا کہہ دو خوش و خیر و رفعت و سیتہ ہو گیا۔
 وہ کرکٹ ایسا پیچیدہ معاملہ ہے جس
 آپ کے مزاج کو اس قدر پرانہ کر رکھا ہے

شہزادہ۔ یعنی تم واری بات پر پڑھ بیٹھے اور اس
آٹھی طرح اٹھ جاتے ہو بعد میں تم سے
جائزہ دے کو غیر سمجھوں اور اپنا پراکٹھ بیسید
سمجھاؤں بیٹک بیٹے آتے آپ صدموں
اس بازگاہ ہم سنا کہ کو نہیں ظاہر کیا اور نہ ابھی
تک اسکا موقعہ اخذ آیا خبر جب نہ ہی اب ہی
کہ بیٹے کا فرار جیسا کا نظام شمار نے اپنی تیغ
اور انوں خنجر غما سے قیچ کر کے میرے قناع
صبر و شکیب سے کڑوا لیا۔

خواجہ محمود۔ احادہ تو یہ نہ فرمائیے کہ دل
کلیں کھینچے۔

شہزادہ۔ ابھی حضرت! صرف دل ہی نہیں
کھو بیوٹا۔ بلکہ صبر و قرار شاہ مانی
و کامرانی محبت و مسرت عیب کا خون
ہو گیا۔ اس بات کو اس بگ یہ زاری اضطرار
بے قدری سے کسی اور میں فرو نہیں آتا
سے آتش

گفتنی حال نہیں ہے اپنا
کچھ محب و محنت کرتا ہے

خواجہ محمود۔ صبر ہو۔ کیوں نہ ہو رشدا
خوب ہی مزہ میں آئے عیب ہی رنگ لائے

کہا آئے نہ بیا عیب یہ تو ان کا جو کہ یہ کسی
سما و نظر سے نظر نہ گئی۔ و کس طرح چشم

لے آپ کا ہوا لاجو مارا دل اپنی جہاد و ہجری
ننگا ہوں سے قہقہہ کر لیا۔ ذرا میں

شہزادہ۔ بھائی جان کیا کہوں کچھ کہتے ہی
نہیں سنتی۔ اسے کھڑے ہی لٹ گیا پس
اس زیادہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ کیونکہ آتش
نام لے سکتے نہیں محبوب کا
کیا کہیں کشتہ پر کس سفاک سے
خواجہ محمود۔ بعد کچھ تو فرمائیے اگر فرمایا
تو آپ کے درد کا دواں کیونکر ممکن ہو گا۔

شہزادہ۔ اسے یہ تو پوچھو ہی نہیں
کہ کس قیامت خیز آفت اٹھنے لگتی دوراں
آفت چہاں لے میرے دل و ہیکل میں آرام
رجین عیش و عشرت یہ چھاپا ماوا بند
درد فرقت ہے اور سلیم ہے کہ سہ میطر
تو نے اسے درد و حزن سنا تو دیا۔ وراہ
اسے ٹھیک سار کیا کہنا۔

خواجہ محمود۔ بعد کیونکر نہ پوچھوں کیا میں
تو کیا ہوا و نہیں چیرا کرتے درد نہیں۔ تو
خدا شہزادہ سہید نہ نہیں کیونکہ وہ
میں نہیں وہ کہ تک کہ اسے ننگا دل تو نہیں
ظہر ہو جو بھی قسم ہے خدا سے پاک کی
کہ میں آپ صاحب دل کو اپنی عبادت میں نہیں
بلکہ جہاد و شہادت میں اپنا سواں سہید
آپ بھی ایسے چلے دیال و پیر و نیک کہ اس
سے صبر و ہجری و شہادت کی قسم
خواجہ محمود۔ (دوبارہ ہو کر) آپ کیا کہنا

آتے ہوئے تھے نہ تھے آپ بیگم الیادوں کی خوش آواز
تو مجھ سے کیا کہ کچھ کہہ گزریں۔
شہزادہ۔ اچھا بھائی جان میں آپ کی خوشامد کر رہا ہوں
اور نہ ہی میں آؤں گا اب تو یہ دے منہ سے کچھ فرمائیے
خواجہ محمود۔ الیاد آپ دودھ دست پر آئے اب
خود کچھ رنگا۔
شہزادہ۔ اچھا بھائی درخت اور خواجہ
خواجہ محمود۔ ارشاد و ارشاد جاتے میری بلا اللہ
میری زبان سے کہ آپ اس منہ لٹاکی الفت اور اس
ہر سبکی کی ہر کوہ دستا ہی نہ بنایا کیے گزریں ہاں
نہ باجے بھری یاد وہ باجی چھٹکے جہاں آپ
نکروں کو لیں پتے ہیں۔
شہزادہ۔ وہ اچھ خوش محفل
قرآن آپ کے اس شعر اور سے اور سے
آپ کی اس صلاح سکے۔ والدہ شہزادہ باجی ہیں
کھل گئیں۔ اسے ظالم یہ تو صلاح نہ ہوئی
بلا ہوئی۔
خواجہ محمود۔ میں نے تو آپ کو اپنے
زعم میں ایک تنگ صلاح دی ماننے نہ لیتے
سے آپ مالک ہیں۔
شہزادہ۔ جہاں سے آپ کی اس کے اور
اور جنہم میں جاسے آپ کا مشورہ میں باز آیا
آپ اس جہان ایسا صلاح اور دل شکن
مشورہ سے ہے۔
نفس النساء اور چہاڑتی شمشاد اللہ کی
ایک ظالم ظلم و دست۔ اسے سنو یہ جہانی دشمن
یہ سے پیر تیری مہرت کو میری خانہ دل سے نکالے
آپ کو کش کر لے الیاد سے جنبہ دل تو ہی
ایسا اثر دکھا کر وہ پیری پیر خودی اپنا دل نکالے
بے چین ہو کر چم چم کر رہی آجائے تاکہ ظالم کی آواز
خواجہ محمود۔ جی تیرے نہیں! ذرا کسی
گڑھیا میں منہ دہوئے رہتی ہے۔ اگر آپ سے
جذبہ دل یا کشش متص میں اب ہی
جذبہ یا کشش متص ہے تو پھر دہا ہی کا بیگما
مقالہ گھر بیٹھی ہی مرے نہ اڑاتے۔
شہزادہ۔ یہی تم تو تعلق میرا سر پھر آج
ہو۔ نہیں معلوم کب کی کس رنگال ہے ہر
وہ ابھی محمود ہی اور اچھی دوسری کسی
اچھی حضرت نفس الفت کی نسبت میری
رنگ رنگ میں سرایت کر گئی ہے جو مجھ
سے کسی طرح جدا ہی نہیں ہو سکتی۔ اور
اپنا تو یہ معقول ہے۔
پھر میں اتنی تو مجھ سے مراد پھر چائے
خواجہ محمود۔ شہزادہ عالم کیا بیچ رہا وہ
ایسی حسین راہ جہاں سے کہ جہیز آپ سا
بہرہ و خوش و خرم و خیریت و تقویت ہو گیا۔
شہزادہ۔ ماں اللہ! آپ مجھ سے
دماغ چھوٹے ہو چکے ہیں۔ گھبراہٹ تک
پکڑ لیں یہ نہیں آیا کہ وہ عمل اندر آیا
نفس النساء اور چہاڑتی شمشاد اللہ کی

در لہجہ پرستی اور یہ بھی مستحکم نہ ہوا کہ در لہجہ زبان اور
 یا امر ہے۔
 اچھی حد میں یہ تو آپ میر سے بھیرا جلسہ اور شکلا
 شکلا سے پوچھیں اور وہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ کیا
 اسے کیا کہیے شہر کی شہان میں کھانا کیا ہے
 جس پر دستہ دم ایسا پر دنیا واری
 آنچہ خبریں ہمہ دارند تو تہنہ داری
 خواجہ محمود و دلقبول آپ کے
 اگر وہ یہ کی بھی ہو کہ میر کے توفیق نہیں
 آتا کہ آپ کا حسن پرست و ہر حال اپنے دل کی
 سے مصروف و تامل سے ہر حال اپنے دل کی
 شہر اور وہ۔ اب یہ کہو یہ خیال بالکل ہی منقطع
 کہ دنیا چاہیے۔ کیونکہ اب سیم و سیم نہیں
 راستہ پر خود غرض۔ اور خود مطلب
 کہہ سکیں۔ کہ اب اس میں ایک کافر و کفر
 کو اپنا دل دے چکا ہوں۔ اور یہ ظالم
 بھی اس دل پر بار بار اس قدر وقت کرتا گیا
 کہ جس سے سیم کی زندگی کو قائم رہتے
 کی امید نہیں۔
 خواجہ محمود و تہنہ داری خبر کر سے جب
 آپ اس قدر اس میں غافل ہو کر کچھ کہتے
 تو مجبور ہو جاتے کہ وہ گفتار بہت گہرا ہے
 یقین نہیں آتا چاہے پیٹے۔ آپ خزان
 کا چاہا ہے چہ چاہا ہے۔
 شہر اور وہ۔ اب یہ کہو یہ خیال بالکل ہی منقطع
 کہ دنیا چاہیے۔ کیونکہ اب سیم و سیم نہیں
 راستہ پر خود غرض۔ اور خود مطلب
 کہہ سکیں۔ کہ اب اس میں ایک کافر و کفر
 کو اپنا دل دے چکا ہوں۔ اور یہ ظالم
 بھی اس دل پر بار بار اس قدر وقت کرتا گیا
 کہ جس سے سیم کی زندگی کو قائم رہتے
 کی امید نہیں۔

کوئی دل چاہا اپنی وقت میں ادیان اس غار گروہ میں آیا سے چاہے اور کیونکر نہ ہو جائے۔	شہزادہ - اچھی جناب یہ تو شاعری پس جب یہ نامکمل و محال ہے تو پھر تم حقوق
تھوڑے رخ بھی کیونکر پر مٹاں بن سیتے اور اس سوہنی اور پر فضا نہ ہو جائے۔	اے اے قسم ہے خدا سے دو جہاں کی کہ جس طرح پھول میں رنگ و بو پس
خواجہ محمود - شہزادہ عالم آگہ قسمی ایسا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کیا پتھر	میں تر و عطر میں خوشبو - شراب میں نشہ جوت میں درود - زمین میں پیش میں
ہی سے اکثر گئے - کیونکہ آپ نے یہ دریا ہی بے وجہ ڈالا ہے	تربک - تربک میں سوزش یا حبس طرح سمندر میں حدت - صدف میں موتی
شہزادہ یہ واقعی صبر مٹھی! اچھی برندا پر رہماز سے دلریا کے پھول سے پیار	یا میں طرح اس کے صحن میں جوئی اسی طرح کی پیار سی گیت
پیار سے کالوں کی سرخی سنبل سے باول کی سیاہی - جوتی سے داؤں کی آب و تاب	سلیم کے دل میں بہانی سیتے - خواجہ محمود - شاید لب ہو ہو کر آپ
مگر گین لنگھوں کا جناب ابرووں کا پاکین جوانی کا جہیز آٹھوں کی فتنہ پردازی	بچے کیا حکم ہوتا ہے - شہزادہ - اس سے رو خدا ایسی
مچتی کی کرشمہ سازی ہونٹوں کی رنگینی وہن کی تنگدستی کمر کی نزاکت نزاکت	آپ شاید ہی فرمائے جائیگا - اللہ اللہ کسی طرح آپ کے کالوں پر جوں ہی
کی بھٹکتی نظر اظہار فتنہ انگیز ادا دل کو میرا دل ہی جیتا ہے بیچ سے	نہیں رنگینی اور یہ حکم کی تو ایک ہی ہوئی آپ پاز سے جیتا سنس میں -
کہ سلی زچشم عزیزوں باید دید آپا چاہے ہیں ناقد رسک سے آپ	ار سے مروا - می شہزادہ جیتے ہم پر حکم رانا میرے حال ذرا پر ترس کھانا اور کامرانی
کی قدر کیا جانیں - آپ کے آگے بہنیں کی بیوی سہجہ -	سکا میانی کی کوئی - دل تہسکر درمیں چھوڑ دھوڑ سے بھی نہ دیکھتے تمام رخ
نوا حیم محمود - مائی اللہ آپ نے تو اس نہا پاک سے سیانہ میں شہزادہ پیاروں سے	بھر بھرتا ہے - لگے ہی زندگی اجاڑتا ہے آپ پاز سے سنس اللہ کی دیر کی فکر کر

<p>اور نہ مجھے ذبح کر دیا تا تمام بجھیرے ہی ختم ہو بیائیں۔ کہ اب تو ہوں ہی اس قابل ہے عشق میں ہو گئی مجھے وحشت اب اسرا میری سنگساری ہے خواجہ محمود یہ پہلی ہی ملاقات میں تو آپ یہ رنگہ دے دیے اس کے خدا بیگنا کیا رو پہ بند لے گا۔ شہزادہ اسے اسے شکر تیرا دل ہی اس تم شکر جتنا کا رکھل سے شکر دی میں کم نہیں کیا یہ پہلی ہی ملاقات احسان آفات کا نتیجہ نہیں ہے جوتن بدن کی خبر نہیں ہے اور نہ اپنے آپ میں ہوں مگر یہ دل پر بازو دھرتو سہ سے میرا دل ہی چاہتا ہے آپ کو سہی کیا بھر خواجہ محمود مجھے تو رہ کہ خوف آتا سہ سے کہ اپنے آپ کو دیدار میں ہوا۔ اور آپ سے عمر کی راہ لی۔ کیونکہ رنگہ ہی ایسا تہتر آ رہا ہے۔ شہزادہ چوہدری اس کا ہر داکو ایک تہتر تو نہ کیوں نہ لگا۔ ہوتا تو دل ہی ہوا یہ تو کچھ نہ ہوتا ہے ہوتا ہیکہ آپاں کی فکر نہ کریں۔ خواجہ محمود بعد پھر میں کیا خوش کر</p>	<p>ہوں۔ میں ایک کانگہ کوئی آیا وہاں گھر تو ہے ہی نہیں جہاں کی بل گسٹے یا کسی کوئی چاہاں جسے مجھ تو بھر سے نا امید کی ہی کی یہ ایک صورت نظر آرہی ہے ال اگر یہ خیال میں کوئی بات آئی ہو تو فرمایا ہے کہ اس پر عمل نہ کرو۔ شہزادہ اس کی تو یہ مطلب ہوا کہ آپ اس سے کوئی سرفراز نہیں رہتے چاہے میری جان جاسٹیا رہے آپ کی بلا سے ہی نہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ میں آپ سے بالکل نا امید ہو جاؤں۔ اور کوئی اتفاق یا بھروسہ نہ رکھوں۔ یہ فقر سے شہزادہ سے لے چکا ہے درد ہو کر ہے کہ مراد صاحب کا دل بھر گیا اور اتنا کہ مراد صاحب مذاق ہی کر رہے تھے کہ اب ایک نیا شاعر ہو کر بیٹھ ہی دیں کہ وہ سوز ہی کے ساتھ فراموش خواجہ محمود شہزادہ عالم آپ تو ذرا ہی سی چیز پر رو دیتے ہیں بھلا کوئی انہی سے اور کیا آپ نے میرا یقین خراب کیا کہ خدا خواستہ میں آپ سے کتنا ہی یا چشم پوشی کیا چاہتا ہوں ہے خدا کی ایسا خیال نہ ہو گیا۔ اور ہر قسم شک لازم ہی ہے اسے نہ کہ حرامی کی توقع دیکھتے یہ ایک روزی سہ بات ہے اگر جان</p>
--	--

بھی آپ کے کام آئے تو کس گنجت

کو دوسرے خزانہ کر کے کہ آپ ہم جان
نہا دوں سے یام آپ کے غلاموں سے
تا امید ہوں۔ وہی مطلب برآری کی
تھکا اس میں ہی جان تک تاروں کا کو

اور آپ کی پیاری شمس اللہ سے ملاؤنگ
اس وقت البتہ یہ تڑھ ضرور دامن گیر ہے
کہ وہ کوئی تدبیر یا چال چلی جاسکے۔ جو

چل جائے اور ہی طرح پست ہی نہ رہے
اس وقت مرلی دہری ہوتا تو بڑی مدد ملتی

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ راجہ کا بھائی
کا دور نظر راجہ مرلی دہری بھی اپنی اپنی

بھی سلیم کے جان نشاںوں میں خواجہ
ہو جاتا کسی طرح کم نہ ہوتے۔

شہزادہ راجہ مرلی دہری کو اتنے دیکھ کر
یا علی شیرائی آئے راجہ صاحب اور حرائے

بھٹو آپ ہی کا ذکر خیر تھا۔ بڑی عمر ہے۔
مرلی دہری عزت تو ہے۔ آج تو رنگ

کچھ اچھا نظر نہیں آتا۔ یہ سنا جا
سکوں ہے

شہزادہ آہا ر کیا کہوں۔
آج کل تھوڑا دھار سا کچھ بھی نہیں

میں کچھ نہ دوں گی دیکھ کر بھی نہیں
مرلی دہری یہ یہ تارانی یہ ہیرا مرلی دہری

نہا دوں یہ یہ تارانی یہ ہیرا مرلی دہری
نہا دوں یہ یہ تارانی یہ ہیرا مرلی دہری

شہزادہ اسے یاد چنا اور بری طرح
مرلی دہری یہ کہے جب ہی یہ کرب و

بے چینی ہے۔ مگر یہ تو ارشاد ہو کہ دل سا
تھکا اس میں ہی جان تک تاروں کا کو

اور آپ کی پیاری شمس اللہ سے ملاؤنگ
اس وقت البتہ یہ تڑھ ضرور دامن گیر ہے

کہ وہ کوئی تدبیر یا چال چلی جاسکے۔ جو
چل جائے اور ہی طرح پست ہی نہ رہے

اس وقت مرلی دہری ہوتا تو بڑی مدد ملتی
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ راجہ کا بھائی

کا دور نظر راجہ مرلی دہری بھی اپنی اپنی
بھی سلیم کے جان نشاںوں میں خواجہ

ہو جاتا کسی طرح کم نہ ہوتے۔
شہزادہ راجہ مرلی دہری کو اتنے دیکھ کر

یا علی شیرائی آئے راجہ صاحب اور حرائے
بھٹو آپ ہی کا ذکر خیر تھا۔ بڑی عمر ہے۔

مرلی دہری عزت تو ہے۔ آج تو رنگ
کچھ اچھا نظر نہیں آتا۔ یہ سنا جا

سکوں ہے
شہزادہ آہا ر کیا کہوں۔

آج کل تھوڑا دھار سا کچھ بھی نہیں
میں کچھ نہ دوں گی دیکھ کر بھی نہیں

نوازیہ وہ عشق ہے جسے سلیم کا جان لیں
سکھئے۔ خدا سیکلے سمجھو میری دل سے نکلی
نکلی۔ وہ نہ سلیم جان پر کیل جاوے گا۔ حبیب
البتہ ایک سلیم کے سنے غنق و کی محبت کا یقین
آجائیگا۔ الدرنے بدلے گا نیاں۔
مر لید مر۔ اچھا اگر آپ کا سیاب ہو جائیں
نویاروں کو کیا دوا ایک کلمہ
شہزادہ۔ اچھی دینا لینا کلمہ چیر ہی کیا
ہے۔ غلام کی زرنگ۔
مر لید مر۔ کس کی کیا اپنی نفس النساء
سکھ کی۔
شہزادہ۔ اسکا تو غلام سید ام ہی ہوں
آپ کا بھی ہو جیاد لنگا۔
خواجہ محمود۔ اچھی یہ تو سب کچھ تو ہی
مگر کہیں شاہ ذی جاہ نہ نظر
قالیہ
شہزادہ۔ آپ کی بدولی ہی تو تمام کما
بگلاڑ تھی ہے۔ جو وہ ہوئی بات کا
تینا ناس کر دیتی ہے۔
مر لید مر۔ اچھی شاہ تو شاہ۔ اس جیلے
ہے۔ اگر انصاف سے ذرا کہنے ہی اسکا یہ وہ
شہزادہ۔ اس کا منتسری نہیں
خدا۔ اس کا منتسری نہیں
خدا۔ اس کا منتسری نہیں
خدا۔ اس کا منتسری نہیں

اسی نمٹے ہے۔ خدا سمجھے اس نماز سے
خواجہ محمود۔ اور کیا فیضی کو آپ سمجھا
ہو۔ اسے میں حضرت یہ دو ذراں ایک ہی گرو سے
چلے ہیں اور ایک ہی تھیلی کے چٹے پٹے ہیں۔
مر لید مر۔ اس میں کیا شک ہے !!
شہزادہ۔ یاد انہیں تو قبلہ و کعبہ کو بے
دین مرشد کر رکھا ہے۔
نصایہ بھی کوئی بات ہے کہ دین اسلام کی اجل
دین الہی اور سنہ ہجری کی جگہ سنہ اکبر شہی اور سنہ
اکبری کا اختراع نہیں الہی اختر م کی جا ہے
یہا تک تو فرقت تو فریت تھی۔ مگر تیس اور ہی
غضب و حیا یا جیاد ہے کہ کہہ کی حکم الہی
الدرا کہ حلیفہ الدرا و رسالہ علیہ السلام کی جگہ الدرا
اور جل جلالہ اکھڑے جاتے ہیں۔
ہت متبایے شیشول کا منہ کا لا۔ وح سیاہ
مر لید مر۔ اچھی ہونہ بھی کر دیا دینا کونہ
جدایہ بانی فساد کی کیا سکتے ہیں اور میرا
تجربہ تو ہی کہتا ہے
عدو شہزادہ سبب خیر خدا احترام
ہیں یہ بے دین و عین میں کس کا میتا کی
مر لید مر۔ اچھی ہونہ بھی کر دیا دینا کونہ
خواجہ محمود۔ اچھا اگر ہی ہے تو یہ
شہزادہ۔ اس کا منتسری نہیں
خدا۔ اس کا منتسری نہیں
خدا۔ اس کا منتسری نہیں
خدا۔ اس کا منتسری نہیں

چڑھی جا لگی ۔ اور آخر یہ تنگ آکر سیاحت
 نکلیاں تو غیب نہیں ۔
 مرید یہاں مان خور کر گئی ناکر ہی خیال میں آئی
 خواجہ نمود ۔ ابھی تک کچھ نہیں سوچا تھا
 مرید یہ ۔ اور آپ کو سب سے پہلے مرید
 کہ ہے اس مرید کی بات خیال میں نہیں آئی
 خواجہ آپ کی کیا فکر ہے ابھی میں نہاٹے دیکھا
 آپ مرید کی کہہ دے اور ابی زعفران کے کان میں
 اس معاملہ کو دل سے دیکھئے اور دیکھئے اسکی
 کار گز اریاں ۔
 خواجہ محمود دیکھا اور دل کہا تدبیر تہائی
 کہ بھڑکا دیا ۔ میں تو اس کھنڈ سے کو
 بھول ہی گیا تھا اس اب سب معاملہ میں ہے
 مرید یہ ۔ اچھا پھر اسی بات پر گفتاری
 گفتاری ہوا اور اس سہانے وقت میں
 کہ کلیاں کھل رہی ہیں ۔ بلبلیں چہک رہی
 میں ۔ رابرستانہ وار چہرہ تہا چلا آتا
 ہے ۔ انگین اشکو پیر میں ۔ بی ضاحیا
 آجائیں ۔ اور ایک دور ہی اور غنائی کا اثر
 جاتا تو پھر مرید آجیاتا ۔
 شہنشاہ وہ وہاں رہتا ہوں اس وقت تو
 میرے دل کی تھی ۔ پھر مرزا صاحب دیر
 کیا ہے ۔
 خواجہ محمود کہہ رہی تھی وہ غنائی
 حکم مرید کی دیکھا اور اسکی

بازار کی تو منہ چھپکا ہی پھٹی رہی میں یہ حکم
 ہی کی صاحب کی باجپیں کھل گئیں کیونکہ فی صبر
 جانتی ہی تھیں کہ یہ آج ہی مرید پانچویں سے کم نہیں
 یہ ہفتہ یہاں آیا کرتی تھیں اسلئے یہاں کی ہزار
 وار ہی تھیں ۔ اسلئے آج کے دن میں اسکی
 یہ کسی خاص دن میں نہیں مزار سے پوچھا تھا
 اول تیس سالہ انتقال کا دن در غیب تھا اس
 اسب نے ڈھنگ سے اور یہی سوئے رہ رہا ہے
 کا کام کیا ۔ اسلئے یہی اس بارغ کی
 تھا یہی عمارت نشاۃ ثانی میں جلسہ دست
 کیا ۔ اور یہ صاحب کے ہزار ہوں نے سارے
 ملا نا شروع کر دیا ۔ جب تک سارے دن
 ایک ایک پتک پاؤں ٹنگوں کا سہارے
 لکھا ۔ اس کے بعد ہی حضرت صاحب کی
 اس چہرہ غزل کے چہرہ شہرہ اشہار ہو
 تیز تر سے کم نہ تھے ۔ بی ادا چہرہ پڑی
 آن پان ۔ تھے کا ۔
 اور یہی جانتا ہے اگر جان جائے
 اس دل کے شوق کو تو بھی مان جائے
 محفل میں کسی نے آپ کو دل میں چھپا لیا
 آتوں میں کون جو سہ پہاں چاہے
 گرد عہدہ دھل ہو چھوٹا خور ہو چھوٹا
 کیونکہ نہ دیکھا نہ دیکھا نہ دیکھا نہ دیکھا
 دل کہ یہ نہ دیکھا نہ دیکھا نہ دیکھا نہ دیکھا
 نہ دیکھا نہ دیکھا نہ دیکھا نہ دیکھا نہ دیکھا

یہ تو بجا ہے کہ آپ کو دنیا سے غرض

جاتی ہے جسکی جان اس سے بچان جائے

یہ مختصر جواب ملا عرض و ملی پر

دل ناترا نہیں کہ شری مان جائے

وہ آزمودہ کار تو ہے کوئی نہیں

جو کچھ تباہے داغ اسے مان جائے

اس کے حتم ہوتے ہی پھر لاتین کا ایک

چلا اتو ہمارا زندہ دل تندرست سے

بلکست مست نہیں نہیں اس ہی بڑھکر بد ہو گیا

آنکھیں خون کی بوتل مگر پانی نہ لگتا تھا

مرید ہر کے بیان سے بی مانا جان کو

ایک دو تھالا ان ایک تھرا دہ پڑھ کر

رفتہ رفتہ کہو دیا اور جلد پر غماستہ ہوا

ساتواں باب

بخیار می و اشکم با می

رستے چرمیں بے نور آنکھیں جو لکھیں

رفتہ رفتہ صورتنا مسورا نکھیں ہو گئیں

اکبر یاد میں ایک علیقلین سپر قمان

سے جو قدرت و ملت تھی میں سپر قمان

کو تھما دکھا رہی ہے اور سر فرشت

منزل سے نام سے شہر یہ ہے کہ

سر فرزند کا نام اس مکان سے

بیٹے اس رعایت سے معلوم ہوا کہ

ان کا بچا بڑا کر کے چوم کر اور

اشیا زینتی کی ملکیت میں ہے

چونکہ شمس النساء و بکیم

اسی ریشی کا ایک خاص ماور

پیدا تھا بیٹے خوش نصیب

مست و اقبال و الدین بھی

دیگر گویا اس کے حوصلوں

کے پورا ہونے کے سامان

چنا چہ اسکا وہ باب

اکلوتی مینی تھی سہر وقت

ای میں جیلا و متہرک رہتا تھا

بھی اس کی بیوان میں کے موافق

اس تفریح کچھ ایک چھوٹا سا

یہاں اور یہاں تھا جیسا

اسکا نام بھی اس کے نام سے

ہوا چین ماورہ رکھا دیا گیا

شمس النساء و بکیم

تین تین مرتبہ اس تربیت

میں آئی اور سکول کے

روشنیوں کو اپنے نازک

سے جو قدرت و ملت تھی

کو تھما دکھا رہی ہے

منزل سے نام سے شہر

سر فرزند کا نام

اس مکان سے

فیاضی سے ایک پتھر یہ سار گیکانہ روزگار مان
بھی بنایا وہاں میں چپت کی آرا نہا کش و
نہ پائش میں یہ وہاں رات نہ صرف ہم تن
مالوفہ رہتی تھی ۔

گل و غنچہ اس کی رخسار کی بنائیں بیٹے
تھے رعدہ شمشاد اس کے قدر قامت پر
جانی رویت تھے اس روح افزا باغی میں کہاں
خجینی تھیں یاد گو گوریا شے تخر میں سلطان
کیلیہ پیر آویں کتنی تھیں عکے سننے واسے شجب
ہو کر یہ پوچھتے تھے سے ذوق

یہ پتھر غنچوں کا چٹکتا انگلیوں کی سی چٹک
یہ ہائیں کس کی بارغ اسے باغبان لینے لگا
پیار سی شمس النساء کو سوائے اس باغیہ
کی توجہ اور محبتا شامی کی اول تہنگی کے
اور کرنی کا ہم ہی نہ تھا اس چہوے
دکشا پیار سے وہ دریا باغیہ میں جا بجا کے
عجب سے عجب سے پوچھتے تھے غریب غریب
تھے جنک فرحت افروز اور راحت تھیں

سے شام جان سے طرہ نما اور چہوے تھیں اس کی
کتاب چینی بیبا نسریں و نسریں کے غلام و غلام
تسم کے نظریہ سبب پلو ہوں کے
سودا بنیہ گروں تسم کے پیو در اسکے وار
وہ درخت بھی اس کو تھان سبب ہزاران
میں پھل پھل رہتے تھے

نکرا اس سرور قیام کو مریضہ انارکلی کے وقت سے تھیں

بلکہ اسکے چہل پہل تھی سے ایک خاص شخص
وہ دلی انیسیت تھی خاصہ انارکلی کے دلفریب
غنچوں اور نظریہ سبب کیلیہ پیر توجہ شہزادان
تھیں اور انارکلی کے فرشتہ تھی سہانگ لگا
اسکا کوئی پیر نہ ہو تھیں عبادت سے نہیں
رگہ پڑتا تو یہ پیروں ایسے کہ مہتی اور خوش
اسکے رنج و مال میں سلطان و پیر کی ہر کھنچ
کہ اسے انارکلی کے چٹکے لگا سو جان عزیز
تھے اور وہ سید طرح ان کا شمع و براد
ہو یا پسند نہیں کدنی تھیں ۔

شمس النساء بیگم اس وقت میں اورہ میں
تفریح طبع کی غرض سے گلشن میں
عجبے لگا اس کی یہ عورت اس کے بیوہ کے
بیوہ کے چہوے کی ادھائی تھیں اس کے
کو بالکل محو سا ہی تھیں کیونکہ آج وہ
موش و بٹاش ہو تھیں عورت نہایت
میں غم و غم تھیں اور یہ تھیں نظر آ رہی
اور بارش کی ساری و لکٹی فرحت افزائی

اس کی وہاں روح ہو رہی تھی خدا کا
کتاب چینی بیبا نسریں و نسریں کے غلام و غلام
تسم کے نظریہ سبب پلو ہوں کے
سودا بنیہ گروں تسم کے پیو در اسکے وار
وہ درخت بھی اس کو تھان سبب ہزاران
میں پھل پھل رہتے تھے

نکرا اس سرور قیام کو مریضہ انارکلی کے وقت سے تھیں

جہاں نہ دو چشم شبنم فرشتہ میں ایک کو سودا جسے کیا یا نہیں میں ہوں تو ضرور ہستی آ	غم ہو قلق ہو درد ہو یہاں اضطراب ہو نور نظام نہادہ و نیم چین نادرہ کی سینہ میں
چہ مگر باطن میں کسی عود سے جاؤ گا کہ عورت نوں ہے دل ہی دل میں یہ لکھی ہے اور کوئی	حد سے نہ رہی ہے سے وقت
تم نہ مہول پہلوئی تو یہ کیا میں میں عیش دل را اتم میں بھی یہ کہاں بہن سکتا نہیں	شمس النساء بگیم کبھی بھی اس پر فضا با شیبہ
سیرجی و آواز دہی کا لطف بھی اس طائرینہ پردہ کی طرح اٹھالیا کرتی تھی کہ جو فضا میں	تیز و آویز کرتے کرتے دے دے کہ وہ کہیں
پھنسی تھی جہاں سے کچھ کچھ لکھ چھراں طرح صاف نکل جاسے یہ حسین طرح	سیناں سے نہ گاہ ناز یا ہو اسے نرم
جہوہ سے اسی طرح ہمیشہ سرخ و کلف کے جاں سے قہر بھوکہ با کلفت نکل جابا	کرتی سوتا اور نہ ہی سکتا دے نہ کہتی
تھی کہ کہیں سے وہ دم کہتا وہ کہیں سے یہیہ جہاں سے جہاں میں گرتا نہ ہوتی	کہتا کہ کہیں اور تھا نہیں بھول گئی
ہاں سے وہ اچھا کہ نہاں وہ نہ تاسد لیاں ایک ہی حد وقت لطف سے تھیں آتی دل سے	ہر طرح کی کجی کہہ سکتے کہ یہ نہ ہوتی خوش
یہاں سے بھی آتی ہر وقت دھڑکی سے نہاں یہاں سے بھی آتی ہر وقت دھڑکی سے نہاں	

غلامیوں کے نہ ظم خود و حریت میں نہ پنا
 پہنچیں اور نہ پنا صاحبوں کے جان و مال کو
 دغا میں کر رہے ہیں۔
 خدا نہ کہے کہ آپ کسی کے گلے کے مار ہیں۔
 ہوتا نہ کرے آپ کسی کے اپنے آزار ہوں۔ ورنہ
 اس غریب کا نقل سزا کمال ہو آپ کے عجیب
 چال و حال میں سزا کی دوستی و دشمنی دولہا
 و دوبر اور شغال ہیں۔ کچھ ہی ہو گئے
 اسے دل تو تو اس الزم سے سیطرہ جبری ہو گیا
 ہو گیا یہ کہہ کر تیرے بھی حضرت عشق کے چکلے
 میں آکر تیرے سے چشم زدن میں مڑوں کی طرح
 ہو گئیں پھر تیرے اور میرا زندگی بھر کا ساتھ چڑ
 دیا۔ یہ تیرے ہی کرشمے ہیں جو تو نے شعلہ
 بیگم سے منسوب کر جو دمانہ کے نشیب و
 دار سے بالکل سے طرعتی۔ ناز و دنیا ز
 عشق و عاشقی کے پرہیز کو چھوڑا اور بنا
 دیا۔ اور ذرا بھی اس کے حال نہ رہا
 رہے نہ کیا۔
 خوش نہ آئی یہ تیری چال نہیں
 دیں رشتہ کن تا تو پا سال نہیں
 اسے نفرت مجھ میں پہلے ہی کیا رکھا تھا
 اور بعد اور بھی تیری غارتیوں سے
 تپ ہونے چڑا کر لالا سے مجھ کو نفرت سے
 چھوچھے؟ اتنے دھوکے نہ کیا۔ اور کیوں میری
 بربادی و تباہی کا طلبگار ہو کر کیوں میرے
 آرام و چین و عشرت کا دشمن طرح کر گیا
 اللہ مجھے کراہ نہ چلا میرے دامن غفلت میں وہ عین
 نگاہ میری آرزوں میں تیروں۔ دلولوں و حصول
 اسکو لکا دشمن نہ بن میری دولت و شہرت و مقام
 پاک و امانی کا دشمن نہ بن اگر تجھے بد لاجی لکھا
 تویشائی شعرا سے لے جہوں نے تیری خوب ہی
 مرست اور خوب ہی درگت کی ہے۔ کبھی تیری
 تیغ نظر سے تیری وہیمیاں اڑتے ہیں
 کبھی جنا کے ساتھ تیرا خون اڑتے ہیں
 عیلا مجھ مشت۔ استخوان بکیں و نادان
 کی ہڈیاں جانے سے تجھے کیا خاک ملے گی
 البتہ بکلا مارے پنکھہ ضرور ہا مقہ
 آگیا۔ یا اللہ دل تو دل محبت و مودتی
 فاندسی کے تیرے بھی تو اچھے نظر نہیں تے
 یہ نگوڑی بھی توڑی بڑی نظروں سے
 گھور رہی ہے یہ بھی تو میری جان لیوا
 ہو گئی یہ مونی بھی تو میرے ناموس کے
 پیچھے بلا دیاں ہو رہی ہے
 میری تباہی و بربادی پر بے طرح تری
 ہے کاش یہ عشق میرے لئے باعث
 بے تری کا تمام دنیا میں اشتہار ہوتا
 پھر اب کیا ہوتا ہے دل کھو بیٹھے
 عفت و عفت کی جان کو رو بیٹھے
 جی ادا بیگم صاحب مجا و شاد ہوا

آخر پکوا کر بھی کرنا پڑا اور سب کو درگاہ
 لڑ پہلے ہی آ کر گیا تھا کہ ہو نہ ہو ہماری
 بیگم صاحبہ کس نے نہیں دل کھینچیں دی
 سامنے آیا۔ تبہ صراپے نہیں آج
 آگے آگے دیکھتے ہو تھے کیا
 آگے اس کیفیت دل پر میرا ہر دم تھا
 وہ بھی کسی اور کا ہو گیا کی طرف دارنیکیا اسکی بھی
 پر تک و ششاد تک ہے کہ سیم سا بھیدی اور ہونہ
 فرمایا کہ مہارے شہزاد عالم کے یہ نظر ہے
 آپ کو ہکا کر لیا۔ قد دان خود و جوان اگر چہ
 نیک چہاں میں ڈھونڈی تو بھی نہ پاؤ گی۔
 بھیدی بیگم صاحبہ میرا تو میرا ہی آگے میرا
 اے میرے دل پر یا شہزادے کیا یہ صبح ہے
 ضرور صبح ہے۔ جب ہی تو میرے دل
 کو جزی مقناطیسی در بانی اور پیرا بے نوزان
 نے کھینچ کر اپنی طرف کر لیا اور وہ تیرا ہی دم
 بھرنے لگا۔ مہر سے بالکل بھر گیا۔ آف
 افسانہ کس کا پیار اور علام نام بے غفرت
 منہ سے نکل گیا کہ جس کے زبان پر آتے
 ہی تمام بدن میں رنخشہ اور تمام جسم میں
 سڑھ ہونے لگا۔ عرق انفال سے
 سر تیرے گئی۔ جان بے چین روح منتظر
 آگے دوسری طرف تیرا ہے چہ چہ ہے
 گردن بدل کر نہ کیا میں تھوڑی سی دیر
 کیلئے یہ شامی پلاؤ کچھ ملتی ہوئی کہ میں
 کہ کیا دل ملک ہندوستان شیکر شمس النساء
 بیگم کے عرض سلطان شمس الدھر کے مہاراجا
 نام سے مشہور ہوئی۔ نہیں۔ نہیں۔ نہیں
 بھیدی خدا بھر کندہ دین ہرگز نہیں
 کیونکہ شہزادہ نوخیز دان باد تیا مست
 تک اس آن ہوئی قربت کو منظور نہ
 فرماؤ گئے۔ پس میرے یہ خیالات شیخ جلی
 کی مرغیوں سے کم نہیں۔ اے سے و در وقت
 سے کہ اسے قبول صورت و مقبول
 سیرت شہزادے تیرے پر ہی ہمال
 سلطان جلال حق نے میرے دل کو
 دیوانہ کر دیا۔ میری نظروں میں اس رویہ
 والا نظر فریب خطر آفتاب پھر رہا
 آہ تیری دھیمی دھیمی محبت آ میرا تیس
 میرا تیش روی سے جواب دینا اور پھر
 منت و بجا جت سے گر کر اس سیری
 خوشامد و دلجوئی کرنی اور مجھے وہاں سے
 ہٹنے نہ دینا اور میرے چلنے کے ارادے
 نیک کہ میرا دامن تمام لیتا اور اسکی
 ہر شے دیکھا کر اپنا بچھڑا چھڑا کرنا
 حبیب یاد آجاتا ہے۔ کلیجہ پائش پائش
 اور دل کہ سے ہو جاتا ہے۔ اے سے اجڑ
 یہ حال ہوا ہے۔
 مدتنا ہوئی کہ مازول سے دل کو شہ ہے
 پر کڑھنے سے رات دیکھتے ہیں گھبراہٹ

<p>آہ مجھے کیا خبر تھی کہ اپنا خانہ پر میرا دل لوست لینے کے لئے آگیا تو کوئین میں ٹھہر دوسرے کا بھائی بدست ہوئے بھیتی مٹا دیا۔ جھانپنے دلایا احمد سے میری متعلق خبر و شکایت اور لیکھا۔ اسے اسے انہوں نے تو نے یہ قیامت افر میں کہیں بدلا اور کیوں سیر کرنا یہ ہو تو دوسرے پر کیا بے غماہی کا دل داڑے تو اسے دوسرے کی خبر تھی کہ کوئی پر وہ موہنی صورت نظر آئی کہ میری لگی کی کیا یا لیبٹ جائیگی۔ اور میں اسکی محبت و الفت سے دیا ہے خبر میں بھاپڑ و تکی جہاں میرا قتل پڑا بھی نہ لیکھا۔ اسے پیار سے میرے ساتھ تو تو نے کوئی چھا سلوک نہ کیا۔ کیا مجھے نہیں کہہ چھوڑ دنیا اور فراق کی پھیر سے تو نے کڑا کرنا تیرے ملت و ملت میں رہا ہے۔ آہ میں یہ تو نہیں کہہ سکتی کہ تیرے فراق میں مر رہی ہوں۔ مگر یہ جتنا جلد بھول حضرت شیدا گھر ملی یہ ہو بیوا ہے سہ شید قتل گاہ عشق میں شیدا تھے دیکھ لیں گے اکیلا دم پر پر اسے چھوڑیں تمہاری پیاری پیاری دور دورہ تھی کی اسید کہ سکتی ہوں اور کیا پھر تھے تمہیں دیکھنا نصیب ہوا کہ</p>	<p>یہ امید نہیں ہے پیار تمہاری زہم تو تم یاد ان اظرفیت سے کمر نہ بنی ہوگی۔ وہ مذاق و مزاح تمہارا دل بہتا ہوگا کہاں تو اسکا درد فراق و صدمہ شادی کے کوئی مرض ہے نہ ہند نہیں تو نے نشہ سوسر کر لیا ہوگی جیسے مجھ پر غور کر رہا ہے تم سے تو اتنا ہی ضبط نہ ہوا کہ اپنے دوستوں دیکھا حال نہ کہتے اور اس کے غماض ہو گئے مجھے امید نہیں کہ اپنا نے تنہا یہ راز اپنے مہموں سے مخفی رکھا ہو بلکہ مجھے بتا دیا اور اس راز کو دلشت از باہر کر چلے ہو گئے اور مجھے وہ دونوں جہاں سے براد خدا خیر متدہ اسکا سچا کیا تو واقعی مجھ پر اور میرے توانا انداز پر برا ظلم کیا پیار سے کسی پر وہ نشین کی پردہ دہی اچھی نہیں ہوتی نہیں میری یا عین الملک کی بدنامی کا خیال کا ہے کو اتنا ہوگا نہیں تو اپنے دے ہوئے دیکھو خالی کرنا نہ نظر ہوگا۔ ہمارے گوتم نے مجھے بدنام کر دیا ہو کر مجھے دیکھو کہ ہنوز ضبط سے کام لے رہی ہوں کیسی ہے بھی درو دل کہا ہو میر تو مجھ پر تمہاری محبت کی مار پڑے۔ میرے دیدے نہ کام آئیں اسے کہتی بھی تو کس سے نہ کوئی صدمہ ہے نہ ہمارا کہ اس سے یہ صدمہ نہ کہہ کر اپنے دل کی داز</p>
--	---

تکالتی اچھ گریہ و زاری بچا سی کچھ مہموری
 کہتی میں۔ اور شک غور کچھ آنسو پونچھے
 مگر ان سے بھی پوسے طور سے نکالے
 کیونکہ درود دیو انہم گوش دار و کی دہ مہبت
 میرے دل میں سمائی ہوئی ہے کہ خدا کی پناہ
 اس لیے اسے پیار سے شہزادے میں ایک سخت
 کرب و مصیبت میں مبتلا ہو رہی ہوں یہ کہان
 عالیشان سپہر تو انان یہ باغ یہ باغچہ یہ درود
 دیوار عین عشرت یہ حزاب و حور چھپے ہیں
 دن رات تیرا ہی حال تیرا ہی خیال تیرا
 طراں تیرا ہی انتہا۔ تیرا ہی جان۔
 کی دشمن اور بری ہو کر چھپے چین نہیں
 لینے دیتیں یہ بچا سی اسے اسی پرورد
 مہمورت کی الجھن میں پڑی تھی۔
 کہ اور قیامت آوے پڑی
 ایک آفت سے تو ہر سے ہوا تھا جینا
 پڑی اور یہ کیسی میرے اللہ تھی
 ابھی اپنے خیال سے کہ تو ب میدان میں
 سرگردان ہو رہی تھی کہ آواز آئی بیٹی۔
 شہنشاہ شمس النساء بیٹی شمس النساء
 اس مہمورت زدہ نے تو آواز پونچھے کہ
 اور اپنے کو سبھاں کرب و اب و یا جی اب
 جان فرماتے کہ۔
 فرخندہ بیگم۔ بیٹی اور او صبر آنا۔
 شمس النساء بیگم۔ در اپنی اماں کے پاس کیا

یہ پیران گھبرائی کیوں میں خیریت تو ہے
 فرخندہ بیگم۔ بیٹی ضربت کیا خاک
 تھارے ابا جان کو سنا نہ مائے مائے سانس
 کہاں لیا اور نہ تمام جسم میں صراحت کر گیا
 شمس النساء بیگم۔ مائے مائے میرا اللہ
 یہ کیا غصہ نہ ہو گیا۔ اور یہ کیسا آسمان
 پھٹ پٹ ابا میں کہاں۔ مائے مائے
 میرے آیا یہ کیسی قیامت ہو گئی۔
 اب یہ دونوں بد حال اس سوکھیلین
 کے پاس ایک رے اضطراب اور کج مہمورت
 میں ہیں اور آپس میں یہ سرت آسیر
 گفتگو ہو رہی۔
 معین الملک۔ (شمس النساء بیگم سے)
 آسیر بیٹی تو کہاں تھی تیرے دیکھنے کو سیر
 روح مضطرب و متوہر ہو رہی تھی اچھا
 ہوا تو کہی۔ در تیرے ہمیشہ تیرے تھی اور
 روح قیامت تیرا کیا ہے چاہیں۔ تھی تیرے
 جس سے تو نہ کی گئی۔
 شمس النساء بیگم۔ ابا جان میں تم نہیں
 تھی۔ مجھ کو تیری آواز اس واقعہ کا
 کی مطلق خبر نہیں۔ در میں یہاں سے
 آتی ہوں نہ در تمام جسم میں درم اور نہ
 سیر دیکھ کر کیا۔ میں یہاں سے لیا گیا
 میرے ابا۔ مائے مائے۔
 آیا۔

میں اللہ کا۔ بیٹی۔ میرا جبراجبر۔ اب تو نشست برخواست چلے پھر
 بیٹی اب یہ کہ تمہارا چچا اعجاز نے یاد سے بھی معذرت ہو گئے شاہ کیتا وجاہ
 بھی معذرت کر لیں سلطنت فتحپور سکری میں
 وہ ترقی و ترقی میں۔ ان تمام ہی طیب ضرور
 آیا تھا مگر فضل کے اس کے حلیم آبلہ ہو جاتا
 ہے اس سے بھی کچھ نہ ہو سکا آخر اس نے بھی
 صاف جواب دے دیا کہ ان کے تمام
 جسم میں زہر نے قبضہ کر لیا۔ اب
 علاج سے بالکل مایوسی ہے۔ اور اب
 کسی فائدہ کی امید نہیں ہے۔ بلکہ
 ان کی زندگی گرداب ہلاکت میں پڑ
 چکی اور تمام آئین منقطع ہو گئیں۔
 اس کے جانیکے بعد ان کی حالت اور
 یہی تیز و مخدوش ہوتی جاتی ہے۔
 شمس النساء بیکم۔ اسے اماں جان
 یہ تمام سامنے طے ہو گئے۔ اور مجھے
 اب کس خبر نہیں۔ افسوس۔
 فرخندہ بیکم۔ بیٹی۔ صبح سے تو یہ باہر
 ہی نہیں نکلتے اور تمام باغ میں دھنیں
 اسی آفتاب میں حکیم آیا بھی اور چلے گئے
 میں نہیں کینکے خبر کرتی۔
 شمس النساء بیکم۔ بابا جان۔ بابا جان
 معین اللہ کا۔ رات کو میں سو رہی تھی
 کہ کون سا لڑکا بیٹا ہاں۔ اسے بیٹی تیرا بوجھ
 اپنی گردن اور اپنے سر پر لے چلا تا

میں اللہ کا۔ بیٹی۔ میرا جبراجبر۔ اب تو نشست برخواست چلے پھر
 بیٹی اب یہ کہ تمہارا چچا اعجاز نے یاد سے بھی معذرت ہو گئے شاہ کیتا وجاہ
 بھی معذرت کر لیں سلطنت فتحپور سکری میں
 وہ ترقی و ترقی میں۔ ان تمام ہی طیب ضرور
 آیا تھا مگر فضل کے اس کے حلیم آبلہ ہو جاتا
 ہے اس سے بھی کچھ نہ ہو سکا آخر اس نے بھی
 صاف جواب دے دیا کہ ان کے تمام
 جسم میں زہر نے قبضہ کر لیا۔ اب
 علاج سے بالکل مایوسی ہے۔ اور اب
 کسی فائدہ کی امید نہیں ہے۔ بلکہ
 ان کی زندگی گرداب ہلاکت میں پڑ
 چکی اور تمام آئین منقطع ہو گئیں۔
 اس کے جانیکے بعد ان کی حالت اور
 یہی تیز و مخدوش ہوتی جاتی ہے۔
 شمس النساء بیکم۔ اسے اماں جان
 یہ تمام سامنے طے ہو گئے۔ اور مجھے
 اب کس خبر نہیں۔ افسوس۔
 فرخندہ بیکم۔ بیٹی۔ صبح سے تو یہ باہر
 ہی نہیں نکلتے اور تمام باغ میں دھنیں
 اسی آفتاب میں حکیم آیا بھی اور چلے گئے
 میں نہیں کینکے خبر کرتی۔
 شمس النساء بیکم۔ بابا جان۔ بابا جان
 معین اللہ کا۔ رات کو میں سو رہی تھی
 کہ کون سا لڑکا بیٹا ہاں۔ اسے بیٹی تیرا بوجھ
 اپنی گردن اور اپنے سر پر لے چلا تا

ہوں۔ مجھے قبر میں کیونکہ چین آئیگا
شمس النساء بیگم۔ اے اباجان آپ کیا
فرماتے ہیں جس سے میری روح نفا ہوگی
جاتی ہے اور لیجیہ منہ کو آجاتا ہے
فرزندہ بیگم۔ حیف مجھے کس کے پردہ کے
ہے میرے مول کیا ہیں اسی روز سیاہ دیکھنے
کے سے زندہ رہی تھی۔
شمس النساء بیگم۔ اباجان خدا کے
بے رحمی سے کام لیں ورنہ میری جان
اسی حد سے نکل جائیگی۔ یا اللہ
مجھے ایسی کج نصبت اور منحوس دن نہ دکھانا
کہ جس دن میرے سر پر میرے اباسکا
سیاہ نہ رہے۔
محبت الملک۔ اے اے رحمت
جان و آرم جگر۔ حوصلہ کیا خاک کر دیا
اب الوداع ہے
شمس النساء بیگم۔ منہ میں چیخے سے
شریت تپکار۔
بھلا اباجان میں کون ہوں
محبت الملک۔ سنشٹی سے آنکھیں
کھول کر لکنت سے اتم۔ اتم۔ میری
میرے ہوتی ہو۔ سوچتا
فرزندہ بیگم۔ میرے مال کی کوئی رقم نہیں چلو۔
محبت الملک۔ اے عالم سبکدست میں
یہ ہے پانی پر یہ پانی پانی

فرزندہ بیگم نے گریاں و نالان ایک خادم کو
اشارہ کیا وہ دوڑ کر گلاب کی بوتل اٹھا
لائی۔ جس کے چند قطرے منہ
میں چھائے تھے شمس النساء بیگم نے
حالت مذکورہ دیکھ کر تیری گریہ و زاری سے
سورہ امین پڑھنا شروع کی دو چار قطرے
اسی حلق سے اترے تھے کہ مہلین الملک
نے نگاہ حسرت و یاس سے چاروں طرف
دیکھا آنکھوں میں آنسو بہتے ہوئے
ڈبل گیا۔ اور طائر روح نفس غصہ
سے چشم زون میں پرواز کر گئی فرزندہ بیگم
اور شمس النساء بیگم نے یہ حالت دیکھ کر
شور مٹا دیا۔ بکا دینے سے آسمان سر پر اٹھا
لیا۔ اور۔ اور عورتوں نے ماتم و گہر دم
سے عرش کا کلیجہ ہلا دیا مے پیر گریہ و
زاری آہ و بیقراری سن کر مہلین الملک
کی ماری امیدیں اور آرزوئیں۔ یہ کہ
کہہ کر سب کو سمجھا رہی تھیں کہ
دیکھو تمہارا برہنہ و نکا سے سے آتش
زمین کو زلزلہ آئیگا چرخ کو چپکے
ہمارے ارمح کھیں جو پتھر سی ہوئی
اے کج نصبت اعلیٰ سے اس شہادت
اشیوں کو دھارے لے کر فرار سے نہ تھی انانہ
انانہ۔ اور انانہ۔ مہلین الملک کے دم
سے پانی پانی پانی پانی

میں ہوا اور پھر کئی اور چھینڑ لکھیں گا
 سلطان ہونے لگا چند کھنڈ میں تمام
 سلطان درست کر کے عین الملک سے گوم
 ہے یہاں کو خاک میں چھپا دیا گیا اب تک صبر نہ کر
 کے چاہہ ہی کیا تھا اور رونے پینے حاصل نہ ہو
 ہی کیا تھا چونکہ دنیا ایک بالکل دھوکہ کی
 جی ہے۔ اس لیے اس پر تفسار کرنے
 والے فلاسفوں کا یہ قول ہے۔
 کسی مرگ پر ہم گزرنے کیجئے چشمِ تیر گز
 بہت سارے آئندہ چو اس جگہ پر گزریں

انکھواں باب

بی زعفران

یہ وہ کامل ہے اپنا نشان ہیں حضور
 دھوم ہے جی کی ذی کمالوں میں
 یار غار سلیم خواجہ محمود بنیم نشاط کے
 برخاست ہوتے ہی اپنے مکان پر
 پہنچتے ہی بی زعفران یاد آئیں
 فورا آدمی بھی گیا۔ جو تھوڑی سی دیر
 میں باہر آیا کہ وہ تھوڑے تھوڑے آتے
 بی جا شہید تھے ان کے چہرے پر غم تھا
 کو مہربان ہوا کہ یہ غم کی
 صاحب دار اور سے یہ جو ذرا یہ لونی سی
 سہول کیا و فریادی لگی ہے ہر جا

نہ سدا کہ کہا کہ ذرا بیٹھے تو سہی آپ
 گویا ہوا کہ وہ دن سے پرہیز کریں۔ کیا ہم
 غریبوں کے کچھ نہیں دے سکتے ہیں جو کچھ ضرورت
 بھی نہیں دیکھائی دیتی۔

بی زعفران۔ وہاں ہوا جو اسے دیکھا ہمارے
 مجال ہے چونکہ اب آپ اصحاب
 لونڈی کو یاد ہی نہیں فرماتے اس لیے
 یہ شک نہ رہی تھا حضور ہوتی ورنہ میں تو اس
 سرکاری ننگ پر درودہ قدیم ہوں۔
 خواجہ محمود۔ بی زعفران یہ سب آپ کی
 شرافت ہے۔ اس لیے تمہیں ایک
 نہایت ضروری دراجم سے لے
 دیا ہے۔ اگر یہ کام تم سے نہ ہو
 سر انجام دیا تو میں ہمیشہ اس کے متہار
 مرہول ہر جا نہ لگا۔

زعفران۔ اسے میں قربان کر دیتا۔ وہ
 کوٹا اجم کام ہے میں تو آپ کے
 لئے جان لٹا دیتا۔ اس کا انگوڑے کی حقیقت چھپ ہی گیا
 اور سبوں کو سہی۔

خواجہ محمود۔ بی زعفران اب اس کا
 بلوڈاں نہ دے دیں۔ اس کا انگوڑے کی حقیقت
 ننگ لکھیں گی۔ اور پھر اس کا انگوڑے کی حقیقت
 کام لکھی گی کہ وہ ہمیشہ اس کا انگوڑے کی حقیقت
 اس کا انگوڑے کی حقیقت لکھی گی۔

<p>تو وہ کیا معاملہ سمجھا اسے بھی فخر نہ ہو نہ مجھ سے انکا پر تیر سو تو میں اتنی کچھ نہ کر رہا ہوں کہ ہر تو دنیا عرض کر دوں خواجہ محمد دواہ بی زعفران جو تمام آپ سے نہ ہو سکے تو میرا ہے انعام و سپہ</p>	<p>و زعفران صاحبزادہ سے اگر مجھ سے یہ ہے کھٹکا تھا تو مجھے بلایا ہی نہ ہوتا۔ وہاں میں ایسا سکتی ہوں۔ انشا اللہ پہلے جو متعدد کام مجھ سے گئے کسی میں بھی پیٹنے بے احتیاطی کی نفی جو خدا کا ہوتا ہے اس میں کہہ بیٹھوں گی۔</p>
<p>خواجہ محمد بی زعفران اور صاحب الدہ آپ اپنے دل میں کسی اور خیال کو جگہ نہ دیں۔ آپ سے مجھ پورا الیمینان ہے یہ میں نے صرف اس لئے کہہ دیا۔ کہ یہ معاملہ نہایت ہی نازک و پروردگار خواجہ محمد کو کہوں کیا امید تم سے</p>	<p>خواجہ محمد بی زعفران اور صاحب الدہ آپ اپنے دل میں کسی اور خیال کو جگہ نہ دیں۔ آپ سے مجھ پورا الیمینان ہے یہ میں نے صرف اس لئے کہہ دیا۔ کہ یہ معاملہ نہایت ہی نازک و پروردگار خواجہ محمد کو کہوں کیا امید تم سے</p>
<p>اتنا کہ چھپاتے تو نہ ہی ہوتا۔ کوئی شے سے نہ کر کے تو ضرور مٹا کر گیا اسی نہیں کہ تھا۔ سے مکان میں وینک نہ پڑے ہی ہو۔ زعفران۔ و قابل سے کہہ کر کہہ دیت</p>	<p>زعفران۔ و قابل سے کہہ کر کہہ دیت یہ تو ہے ہی نازک یا اس میں بھی (خواجہ) یہ آنکھ کان کا نہ آئیں۔ جو میں نے کچھ بھی نہ سمجھتا ہوں۔ یہ تو ہے ہی</p>
<p>کچھ نہیں سمجھتا ہوں۔ یہ سیدھی۔ دواہی زعفران ماننا ہوں یہاں کس سے کہا کہ آپ نے دیکھا ہے کو فانی کا کھاتہ تو آپ سے سکھاتا تھا خواجہ محمد دواہ بی زعفران کئی نہ</p>	<p>خواجہ محمد۔ و بچہ بہتر سے آئے میں۔ تقدیر کیا کہوں کر بیٹھوں آئندہ کو ہوں تو تمہاری ہی کو پورے زعفران۔ اس میں کیا شک ہے۔ خدا ہمارے ساتھ ہے کہ محمد خرمی و</p>
<p>انارکلی۔ کہہ آپ نے مطلق نہ سنا انارکلی۔ کہہ آپ نے مطلق نہ سنا</p>	<p>انارکلی۔ کہہ آپ نے مطلق نہ سنا انارکلی۔ کہہ آپ نے مطلق نہ سنا</p>

کچھ نہ کچھ تو سنا ہو گا۔ کیونکہ اب یہ خبر کچھ
ایسی زیادہ پوشیدہ بھی نہیں ہے بلکہ سب کو
اثر نے لگی ہے اور کانون کان نمایاں بھی ہو چکی ہیں

زعفران - لے۔ سننے کو تو غزروں باتیں
سنتی ہوں۔ مگر یہ کیونکر معلوم ہو کہ غفر کیا ہے
اور کس خاص معاملہ کی بنا ہے۔

خواجہ محمود - وہ کیا ممکن ہے کہ
آپ نے شاہزادے عالم والا معاملہ
سنا ہو گا۔

زعفران - ہاں یہ کیوں نہیں فرماتے
ضرور بیٹے یہ اڑتی سی خبر سنی انکار کس
بگڑی ہو ہے۔ مگر عجب سے جیت تک

کوئی ججے پوچھتا نہیں۔ میں کسی
معاملہ میں دخل نہیں دیتی۔ اور شاہ
نخواہ بیچ میں تاکیں نہیں اڑاتی۔
اب آپ نے یاد فرمایا ہے جو حکم
ہو۔ حاضر ہوں۔

خواجہ محمود - اب تو آپ کو کچھ نہ پتہ
فکر ضرور کرنی چاہیے۔ کیونکہ شاہزادوں
عالم کی عادت موروثی ہے کہ

ہوا ہے سب اس سے ایک شکل کی فرمائیں
کہ تب بھی در و جگر ہی ہے در و سر ہی ہے
بس ایسی حالت میں اگر آپ نے انکے علاج
نظر نہیں آتی۔ خدا نہ اے اگر کوئی نوری در

خواجہ محمود - اچھا تو پھر آپ چلیں
میں شاہزادے عالم سے آپ کا مقابلہ کرو

معاملہ ہو گیا تو ایک بیگناہ کا خون آپ کی گردن
پر بہا دینگا۔ اور آپ کی زبیرہ قیامت گردن
جائیں گی۔

زعفران - خدا نہ کرے صاحبزادے کے کوئی
ایسا منحوس واقع پیش آئے اور یہ لگوتا معاملہ
میں کوئی پیچیدہ ہو جو حل ہی نہ ہو اچھا اب

اپنا مطلب بیان فرمائیے کہ آپ چاہتے ہیں
جہان لڑائیکو حاضر ہوں بھلا یہی کوئی بات
ہے کہ بہار شاہ و صاحبزادے فکر و تردد سے

نہیں۔ اور میں تماشادیکھوں یہ تو مجھ سے نہ ہو
کہ میں اپنی جان تک وار لے دوں تو کئی اچھا باب
ارشاد فرمائیے۔

خواجہ محمود - شاہزادہ عالم کا حرف میرا مطلب
ہے کہ تم کسی طرح شمس النساء علیکم
سے اعلیٰ ملاقات کر دو تاکہ کچھ کہیں
ہو سکیں اور دل مضطر نہ ہو جائے وہ
تمہیں بہت خوش کر دینگے

زعفران - بھلا یہ کوئی بات ہے۔ دنیا
نیا کسوت چنی ہی کیا ہے اہل کی کھائی
ہوں یا کسی اور کا۔ دولت کسوت تو آفتہ کی

آفتہ کی میل ہے وہ تو شیشی ہر پور
انعام غایت فرمائیے میں بھلا کیونکر ان کی
منکس حرامی کر سکتی ہوں۔

خواجہ محمود - اچھا تو پھر آپ چلیں
میں شاہزادے عالم سے آپ کا مقابلہ کرو

زعفران نہیں میں آج شہزادہ عالم سے
 حضور کوئی پہلے یہ تو مجھوں کہ شمس النساء یکم
 کیا حالت ہے اسکی طبیعت بھی شہزادہ عالم
 کو طر فائل ہے یا نہیں اگر کامل ہو تو اسکا کیا ارادہ ہو
 خواجہ محمود میرے نزدیک تمہارا شہزادہ
 سے مل ہی لیتا ہنہر ہے ۔
 زعفران - نہیں آج کا ملنا اچھا ہے ہنہر میں
 ہنہر جٹاں ۔

خواجہ محمود - اچھا تو کل کس وقت تمہارا
 انتظار تھ خنرل میں کیا جائے ۔
 زعفران - جو وقت موقع ملا ۔ یا جو وقت
 آپ کے یاد فرمایا ۔ فوراً حاضر ہوئی ۔
 خواجہ محمود - بہتر ہے مگر گھر جا کر پہل
 نہ جانا کوئی فکر ضرور ہونا چاہیئے ۔
 زعفران - بھلا آپ یہ کیا فرماتے ہیں
 یہ بھروسے کی بات ہے میں اقرار کرتی ہوں شہزادہ
 جان اپنی لڑائی صاحب
 دن کو ان سے ملاؤ گی صاحب

خواجہ محمود - ہاں بی زعفران مجھے تم سے آگے
 بھی کہیں لڑاؤ نہ امید ہے ۔ خیر رخصت
 بی زعفران دعا دیتی ہوئی اپنے گھر کو چلیں
 راہ میں اس خیال کیا کہ خدا سے سونے کی
 چیز یا جہاں میں چھوٹی ہوئی ۔ اور کھڑے ہوئے
 شمس النساء یکم کا دل تو تپتی ہوئی ہے
 زعفران - یہ کیا ہے یہ کہہ کر اتر چلیے ۔

نچھکار دائی کہ رکھو گی تو بہت سا کام نبی جٹاں
 یہ منصوبہ دل میں رکھو کہ یہ سیدھی مل میں ہوگی
 ہو کہ یہ اسی مل کی نمک پروردہ تھی اور انیش
 ہے اسلئے یہ مل کے کل حالات سے واقف
 ہے حسن اتفاق سے بہتر کی طرح قریب
 نشانے یا تمکا شمس النساء کے پاؤں پہنچی
 جو اسکی خوش قسمتی سے اسوقت تمہا بھی گیم
 سوچ رہی تھی ۔ جلتی چپکے سے میٹھ گئی

اور سلسلہ کلام اس طرح شروع کیا ۔
 زعفران - بی مزاج تو اچھا ہے ؟ آپ کا کام
 کیا ہے ۔
 شمس النساء یکم - دقتی سانس
 لے کر تھکے چھٹی ہوں ۔
 زعفران - اور نام تو آپ نے بتایا ہی
 نہیں ۔

شمس النساء یکم - مجھے نگور کی شمس النساء
 کہتے ہیں ۔ اور آپ کا کیا نام ہے ۔
 زعفران - بی ذرا نہ کر ۔ کے اپنا نگور سی

ہوں ۔ آپ کے دشمن نگور سے ہوں ۔ جو
 آپ کو نہ دیکھو نہ سکیں ۔ بی مجھے زعفران کہتے
 ہیں مگر آپ کے کلام میں کچھ درد
 کی تو آتی ہے یہ آپ دقتی سانس کیوں
 کے رہی ہیں ۔ اور صبر کیا کیا ہے ۔
 زعفران - یہ قیہا دشمنان بھیبتا تو چھی ہے
 شمس النساء یکم - آخرا

میں یہاں کی تو مدت سے توفیق من من
 کر آپ کی تو میں دیدار کا مشتاق تھی۔
 میری طبیعت تو بے فائدہ تھی بہت اچھی ہے اکی
 تو شام الہ بھی ہے میں کیوں ٹھڈی سانس لیتی
 لگی آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔
 داول میں اس کج رفت کا آنا خالی از علت
 نہیں۔ کیونکہ اس فن کی شہور دالہ ہے
 بخیر و احسن کرو۔ معلوم ہی ہو چکا ہے۔
 (عقربان) بی میرا خیال ہرگز ہرگز غلط
 نہیں ہو سکتا۔ آپ کے ولی خیالات کا آئینہ
 آپ کی صورت ہی ہو رہی ہے چھپا سنے
 کو تو آپ لاکھ چھپا چکے۔ مگر سب چھپ
 بھی سکے۔
 حبیبی۔ ہمدرد غیب دانی۔ بی
 زعفران بھی لال بھجڑے سے کم نہیں۔
 زعفران۔ کے مجھ سے نہ توڑ بیٹے تینہ
 بھی تو تمام عمر آپ ہی صاحب دل کی ہوتی
 سیدھی کی ہیں۔ ابرا کیا مجھ میں اتنی
 بھی سمجھ نہیں۔
 شمس النساء بیگم۔ (دل میں) یہ تو دینے
 پہنے ہی تار لیا تھا کہ یہ بڑی جتنا پرندہ
 اس کا آنا ہے سبب نہیں۔ دیکھئے تو دل
 بہید لینے کے لئے کبھی چلیں چل رہی
 ہے بی زعفران خدا ہی کرے یہ کسی کو
 پھر ہی باتیں کر رہی بہ خیر سے ناک میر کا
 کا تو شوق نہیں ہے کمال کا شہرہ سستی
 زعفران۔ دوا دینی ہو جبکہ دینک کھائے
 میری ہوا اپنے تو ناحق مجھ نہ بخنی کو بھگن سمجھنا
 (دل میں) تو کبھرائی کیوں ہو۔ اگر آپ سے آپ تمام
 نہ سے نہ اوکل ہو تو پھر اپنا کاجی زعفران نہ رکھو
 کیا آپ اپنے دلی جذبہ کو کبھی طرح چھپا سکتی ہیں
 ہرگز نہیں۔
 شمس النساء بیگم۔ شاید آپ ہی کا خیال صحیح ہو
 مگر یہ آپ کی فہم کیوں پڑ گئی خدائے کر کے
 بھی ہو تو آپ کو اس سے کیا غرض۔
 زعفران۔ خدا خدا مجھ سے تو نہ فرمائیے بلکہ
 خدا خدا سے فرمائیے کہ مجھے آپ کی دلی فضا دلا دے
 دوا دینی معاملات سے غرض ہوا دے نہ ہو مگر حکیم
 کو کسی تکلیف دہی نہیں جاتی کہ خدا سے دل
 لگا کر ایسا ہی نرم و دیدار ہے۔
 شمس النساء بیگم۔ تو بی خدا نہ کرے
 مجھ پر تو کوئی ایسی نصیبت نہیں پڑی کہ
 جس کے لئے آپ کا ہمدردی کی غرضت لاشی ہوئی ہو
 زعفران۔ آپ کو نہ بھی کسی اور کو سہی
 پر شمس النساء بیگم کے اور بھی کام نظر سے ہو گئے
 شمس النساء بیگم کسی اور تو ہوا
 کہ جس کے لئے آپ کی ہمدردی ہوئی ہو
 کیوں پڑ گئی۔ یہ تو طاقات نہ ہوئی۔
 فرامات ہوئی۔
 زعفران۔ سے منہ تو نہ آملو اے۔ کہنے تو

<p>سمیوں کو پوچھتا ہے کہ اس کو مار ڈالو بھید ہی میں بلیم صاحب آپ اس شعر پر اس قدر چونکے کیوں ہوئے شمس النساء بلیم بی بی زعفران سے آپ کو مار دینا شروع میں ہی اس قدر اوقات میں سے کہ یہ اب بھی اس معیت کے قتل کا کام نہیں چلا یا کہ میرے دل کی پریشانی وہ بھی جانتی ہے زعفران - وہ اپنے دل میں (ابھی ابھی) کیا پریشانی ہے تھوڑے کا دیر میں سر پر آنکھ دھر کے نہ رو تو پھر بات ہی کیا ہو گی بی کیا اس غریب کا نام تھا دل ابا تو مجھے</p>	<p>آپ خود ہی کھود کھود کر نام پوچھ رہی میں تو شیئہ یہ پروردگار صلاست تھا کہ سب سے شہر دوست عالم دیا کی شہر دوست سے کہا ہم زعفران کے منہ سے نکلتے ہی مہاروی ہر دین کا دل و با ہر جھوٹا ہے جہاں ابھی رہے گی یا بہن کو تو اے لگا تمام شہر منہ کیا عرق سے نہ لگے یہ قریب تو آگے کش آجائے مگر حیرت و شہر آپ کے کہ ہر جھوٹا کی کت دوسرے شہر دین شہر کی طرح بیٹھی ہی تو آخر یہ شہر ہے نہ سکتا تو بی</p>
<p>اس کے فریاد و غمان و رند و الم رہنے دالم آدو بقدر شور و شین گم یہ دین سہروردی جلتے - شمس النساء بلیم سخت سچ ہیں وہ بی بی ہو کہ وہ بی زعفران تمام ماجرا کو کہہ کر حرف نام تباہی میں یہ اشخاص حیرت تباہی جیسے بھی اس کی ضرورت نہیں زعفران - وہ صاحب زادہ کی گھبراہٹ اشخاص کیوں کر نہ لگی - غور و بار بتا دوں - ایک دو بار کی تو بات ہی کیا میں تو عرض اس لیے نہ تباہی سے گزیر کر تھی بھی کہ قریب کشتوں آپ کہ بھی کوئی رنج نہ پہنچ جائے اور آپ کا دل کہیں ہے تاہم نہ ہو جائے وہ اب جب</p>	<p>شہر دوست سے کہا میں بہتر نہ عالم کی یہ جہالت سے یہ کیوں - اب کیا تھا اب تو ان دنوں کا دل چل گیا ہو قہر آگیا یہ تو آپ اپنے ہی جی سے بہ سنا تھا کہ شمس النساء نہ لگے ہیں آگیا</p>
<p>سکا تو اسو نہیں بہن میں دیکھ کہ ہستی ہی بیٹھی رہی تو کیا اپنے ہی میں ہستی نہ تباہی تو یہ کہا - شمس النساء بلیم - دل میں تباہی پہنچے ہی تباہی کہ اس کی جوت کا خفا پاس آنا نکلتا سے بخانی نہیں تو آخر ہی</p>	<p>اس کے فریاد و غمان و رند و الم رہنے دالم آدو بقدر شور و شین گم یہ دین سہروردی جلتے - شمس النساء بلیم سخت سچ ہیں وہ بی بی ہو کہ وہ بی زعفران تمام ماجرا کو کہہ کر حرف نام تباہی میں یہ اشخاص حیرت تباہی جیسے بھی اس کی ضرورت نہیں زعفران - وہ صاحب زادہ کی گھبراہٹ اشخاص کیوں کر نہ لگی - غور و بار بتا دوں - ایک دو بار کی تو بات ہی کیا میں تو عرض اس لیے نہ تباہی سے گزیر کر تھی بھی کہ قریب کشتوں آپ کہ بھی کوئی رنج نہ پہنچ جائے اور آپ کا دل کہیں ہے تاہم نہ ہو جائے وہ اب جب</p>

مواہب سب انہیں حضرت کی ملی جھکتا ہے۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔

واہ بی زعفران! میرا اپنے جی سے کیا تو چھوڑا یہ تو ایک ہی مہر اور میں کیا غریب کی کہہ سکے اس کی واسطہ زعفران! یہ تیرے کہ واسطہ نہیں تو مرنے کو دینے لگی۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ شام کو وہ عالم سما تھا اسے ہی آپ کہہ سکیں گے اور آپ کی حالت اس وقت ایسی عجز کیوں ہو رہی ہے۔

شمس النساء! مجھ سے یہ تو بڑی چاہیے کیوں آخر ہم ان کے ملک فراموش یا نہیں کیا ہم ان کی چیز فراموش نہیں کیا۔ اور ملک حرا کہنا لیں۔

یہاں تو بی زعفران بھی کچھ لڑا اب ہی آگئیں۔ ہمارے دواؤں کا شفا کا میں میں سے کچھ کہہ لیں۔ آخر جن کے پاس انکے دوا کا زمانہ ہے وہ ہی کان پر اٹھ دہریں تو دوسرے کی کیا کہہ سکتے ہیں۔

بی زعفران! بی بی چاہتے ہیں شہادت ہوتی ہوں۔ انشا اللہ تعالیٰ میں سے کہیں۔

چاہیے نام شہادت ہی شمس النساء سے ہے۔ کیونکہ یہ تو ان کے لئے ہیں۔ تو جہاں بی زعفران نے کوئی ایسا دیکھا ہے تو اس نے تو وہ چلتا ہوا جاؤ کہ زعفران سے سب باتیں کہی گئی ہیں

چاہا یا تھا جس شمس النساء کے قبضہ میں آئی اب جعفر کو کاٹ دلی بھیجے کہنے میں آتی رہا تو زعفران پر اسے زیادہ وقیع نہ تھی۔ شمس النساء! وہ بی زعفران! آئی جھلکے بیٹھے جا گیا۔ جی بیگم! جی بیگم! جی بیگم! یہ تیرے دلی ہے یہ تو لا تھی ہمارے جی تیرے کی جینتک اپنا مطلب حاصل نہ کر لیتی۔ آپ زور دیکھتی تو میں کہہ بیٹھی کسی چالیس جیتی سے۔ زعفران! بہت تو بیٹھی اب کب تک بیٹھی رہوں۔ دن ہی تمام ہو نیکو آیا۔

شمس النساء! مجھ سے ابھی تو بہت دوا آئی چاہیے۔ بی بیگم! تو پھر آپ شام کو آجائیں۔ کوئیوں نہیں سمجھا اس اور کیوں نہیں ان کا کوئی علاج کر لیں۔

زعفران! جیلاں کیا تیرا دل چاہیے اور کیا علاج کر کے دل جیتو سمجھانا چاہیے اور جن کے پاس انکے دوا کا زمانہ ہے وہ ہی کان پر اٹھ دہریں تو دوسرے کی کیا کہہ سکتے ہیں۔

شمس النساء! مجھ سے ابھی میں نے تو یہ باتیں کہی ہیں۔ اس سے تیرے چارہ نہیں کہہ سکتے۔

اس سے اپنا دلی بھیر چاہا۔ اور خدا نخواستہ یہ تو ان کے لئے ہیں۔ تو جہاں بی زعفران نے کوئی ایسا دیکھا ہے تو اس نے تو وہ چلتا ہوا جاؤ کہ زعفران سے سب باتیں کہی گئی ہیں

<p>اور بھی بھی گئی ہیں روز نہ بے تماشائی کیلئے دل سے چھپے یا پھنجی سے پھنجے جھکا و کین ایسا نکل رہا ہے جو شہزادہ کی ایسی حالت میں آیا اٹھو وہ کہہ دیتی غافل کہ سہجی زعفران سرکریں یور دلیں کہا کہاں اب آپ رہ پڑتی جالی میں - زعفران - سے اب میں جھکا کس کا نام اوں کہ وہ نکل اوں سے جو شہزادہ سے کہہ دو بہت میں شہزادہ کی آمد دلی سے تیر کی دھاک سے پاکہ اس سے شہزادہ سے کہہ آو نہ کہ زیادہ فانی</p>	<p>کیا شیشے میں اتارا چشم بدو در کہ سرکار مارا شمس النساء یکم - دواہلی زعفران خوب ہونے لگی ہو کھائیے او فغان ہوئے اس کے کیا سنی - یہ تو میرے سمجھ میں ہی نہیں آتا زعفران - اچھا تو اس سے آپ کو کیا آپ قسم تو کھا شیشہ بھر دیکھا جالیگا شمس النساء یکم - اچھا میں خفا نہ ہوئی زعفران - اس کی ہی نہیں میرے سر کی</p>
<p>شمس النساء یکم - اگر تھاری ہی مانی جتنے تو میں شہزادے سر کی قسم کھاتی ہوں اب کیا تھابی زعفران نے بیدھڑک شمس النساء یکم کے ذوق پر برے پیارو میت سے اٹھ کر کہہ کہہ کہ وہ مہر مانی پیار ہی دل با جان لیو صدمت تیری</p>	<p>شمس النساء یکم - نہیں بی زعفران ایسا قالم و جلا کو لیا پتھر کا چھتے سے اڈا میں مرہ آتا ہو کہہ - بچے تو کئی ایسا بناد فطرت میں آتا - زعفران - شاید آپ کو فطرت آنا ہو کر بچے تو فطرت میں آتا ہو کر بچے</p>
<p>شمس النساء یکم - شاید آپ کو فطرت آنا ہو کر بچے بچے نظر آتا تو میں بچہ اس سے پوچھتی جہاں اس بچہ کو جہاں سے حاصل اس کے بہتہ خدا کیجیہ تو علم چاہیے زعفران - اگر علم ہو تو میں اس سے دیکھا دیا اگر بچہ آپ میرے سر کی قسم کی کھائیے کہ آپ مجھ سے حقا تو نہ ہو گئی - اگر الیا ہو تو جیائے</p>	<p>شمس النساء یکم - دواہلی زعفران خوب شمس النساء یکم - اچھا میں خفا نہ ہوئی زعفران - اس کی ہی نہیں میرے سر کی شمس النساء یکم - اچھا میں خفا نہ ہوئی زعفران - اس کی ہی نہیں میرے سر کی</p>
<p>شمس النساء یکم - دواہلی زعفران خوب شمس النساء یکم - اچھا میں خفا نہ ہوئی زعفران - اس کی ہی نہیں میرے سر کی شمس النساء یکم - اچھا میں خفا نہ ہوئی زعفران - اس کی ہی نہیں میرے سر کی</p>	<p>شمس النساء یکم - دواہلی زعفران خوب شمس النساء یکم - اچھا میں خفا نہ ہوئی زعفران - اس کی ہی نہیں میرے سر کی شمس النساء یکم - اچھا میں خفا نہ ہوئی زعفران - اس کی ہی نہیں میرے سر کی</p>

نواب

مجلس

فیدہ تہائی میں ۔۔۔ شریکین غرضت
تبریں نہ ہیں بیمار غرضت و ہر مکرہ میں

ہوئے آج پورا ایک سال ہو گیا۔
اس ایک سال میں زمانہ نے گزرتا گزرتا
سینکڑوں رنگ بدھے مگر پھر کیا رنگ
بہتر قائم نہ رہا۔

بیگم کو خط بیگم ساعت بیگم
 دگرگوں میں تودا احوال عالم
 کے مطابق ہر شان عالم کا تیر ہے
 ہزاروں کہی ہر ہی پیر ہر مان گودیاں
 خالی ہو گئیں ۔ لاکھوں پر آرزو آغوش
 مرادوں سے پر ہوئے سینکڑوں خوش
 دوزخوں نے ناشادہ نامہ مرادوں میں
 نانی سے عالم جادو کی لہ کی خبروں
 پورے بہت ارمان کھلے دل کے
 بیکوں پھر بھی کم نکلے ہوتے ہوئے عدم
 کو سدھار سے کشی عورتیں ۔ بیوہ
 ہو گئیں ۔ کتنے مرد و عورت و بیٹل

[illegible]

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

شخص الیسا نہ ملے گا۔ چنانچہ پانی ستر حصہ
 قلعہ غیب سے بھاریں۔ اور پھر اس سے
 عالم کو سمجھائیں۔ اور یہ بھی کہیں۔ کہ
 وہ ایسا نہ کریں۔ جس سے نصیب
 دشمنان کو کوئی سخت حادثہ واقع
 ہو جائے۔ اسنان کو صبر و ضبط سے
 کام لینا چاہیے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

نکیر در ہی میں این شکست کھا
ورنہ ایمان کیا ہی تھا خدا سے لگا

اس عرصہ میں مصداق عشق و مشک
چھا نہیں رہا۔ بڑی بیگم صاحب

شہزادہ کی والدہ کو لگ کر نشان الفت
کے دشمنوں نے اپنی خفیہ عقباری

کی رو بہ کر دی جس کے سنتے ہی
بڑی بیگم کا چہرہ مارے غصے کے آگ

سہا انگیرہ ہو گیا۔ آنکھیں رشک خون
ہو گئیں۔ آخر محمود کو شاہ ذبیحہ کے

کان تک یہ جزو خست اثر پہنچائی گئی۔
مگر شاہ ذبیحہ کو اس تمہید انگیز تا

خبر نے بڑے تذبذب میں ڈال دیا۔
وہ اس خبر کو پا یہ صداقت سے گما

خیال فرماتے تھے۔ اس لئے پورے
طور سے یقین فرماتے پہنچاتے تھے۔

شاہ بھرت پناہ کا یقین شکوک طرہ پر
جس سے ان پھر دلوں کی آزدیوں میں

بہت کچھ قیدیں لگائیں گئیں۔ اور راز و
نیا کے پیام و سلام میں رد کا ریش پیدا

کہو گی تئیں اب یہ ایران است صدمہ
جہائی کی جانکاه لذت چاہے کچھ کر غمازیں

کی جان و مال کو پانی پی پی دعا رتیں۔
اسی عرصہ میں سلیم نے فرزند بیگم کو دام میں

بھرتے پیلے بڑے بڑے کپڑے لگائے گروہ
انکے بھندوں میں نہ آئی پھر گاہ دہلی سے نکلا

چلا آئیں بھی کامیابی ہوئی آخر حیدر آباد
محبت کی ماری بہت ہی تھک گئی ہوئی تو آخر

تھک کر بڑی بیگم سے شہزادہ کی تمام جلد باری
کی شکایت کر دی جس نے بڑی بیگم صاحب کے

غصے کا پھر تھیر پکارا۔ وہ بھی غصوں پر پھوٹا
اور انہوں نے فوراً ہال میٹی کو اپنے

حفظہ میں سے لیا۔
اس کے پیر ہی شمس الدین بیگم کے دلوں

بھی تھیرا دے کی پیرا حرکت نے بہت کچھ
بھی تھیرا دے کی پیرا حرکت نے بہت کچھ

وہ بھی اپنا دل شہزادہ کے کی نظر سے چھپی تھی
ایکے جبراً تھرا اسے شہزادہ کی انا

ملا بیگم کو کتوں سے چیم پوشی ہی کرتا پیر ہی
اور سلیم کی الفت و محبت میں بہت چین

ہوئے تھے۔ یہی رہتا پڑا۔ اس کے لیے ہوئی ہوئی
ہے اسکا ہنر و چہرہ دل آفرین تھیں۔ واسکے ہی

بہت کچھ قیدیں لگائیں گئیں۔ اور راز و
صبح ناکر نے والوں کو الصلوٰۃ خیرا من اقصم

کی دلکش آواز سے دکھایا ہی تھا۔ وہی اجھی
طرح نہ بٹھنے پائی تھی کہ شہزادہ سلیم کے

مولیٰ و قدیم مرزا عبدالرحیم کے ہونے
سنے۔ چونکہ شہزادہ عالم کی تمام رات

بے چینی میں گھسٹا تھا۔ اس لئے سلیم کے

مفتد سے چہ نکلے ایسی ہی آنکھ لگی تھی	میں جانتا ہوں یا میرا خدا اراں تو بی نظر
کہ مرزا صاحب یا سنے بیدرمان کی طرح آدھ کھائی میں کہ وہ تندرستی سے اس کام	سنبھلے تھے ہی مریض بھر کہ بنگاویا۔ اگر تیرے کا غلام دیکھی۔
عالم کے دل کو کھائی ہوئی تو غالباً یہ جگہ ناسبت تھی اور تیرے حق ختم سے وعدہ	ناگوار گندہ لنگر برعکس اس کے آپ بکھر کر کھائی کرتی ہے۔ اور اس کا دلوں کی کچھ بھی نہیں
میں بھی بوجھیا کہ بویارو زعفران کو بلوایا تھا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ تیری تحریر سے فارغ	کیا بابت چیت ہوئی
خو اچھ بکھر۔ اسلئے تو میں اتنی سویر سے وہ راز و دیہہ پہنچا جو کہ رستہ سے وہ دھڑک رہا	آپا ہوں کہ آپ سے کل کیفیت کہل دوں۔ اور کوئی تمام استعجاب نہیں
ظاہر آتی ہی ہوگی۔ کیونکہ اس کے پیچھے یہ باتیں سب ہی باتیں۔ اور اس کچھ دوسرے	وعدہ کیا ہے کہ کچھ بکھر تیرے عالم سے تو کئی کئی تھی۔ کہ ایک شہر کا رستے اٹھائی دے کہ
وہ تو تمام باتوں کا بیکرا افشانی ہے یا انشاء اللہ آپ کی کیا بیخیا و درویش پر صاف ہے یہ سننے ہی	تمام کام منور جھانکے۔ میں نے جو آپ کے مرزا صاحب دو کر کیا ہر پہلے دیکھا تو ان کا اراد
آرام میں اس وقت خلل انداز کی اس	یہ بی زعفران واسی ہاتھی اندھ پتہ آگے اور لاکر
کی معافی چاہتا ہوں۔	شہر زدہ۔ یعنی تم ایسا کہہ نہ کہو۔ کیونکہ
شہر زدہ۔ یعنی تم ایسا کہہ نہ کہو۔ کیونکہ	میرے دل کو حد سے پہنچتا ہے کہ اب نہیں
میرے دل کو حد سے پہنچتا ہے کہ اب نہیں	ایسا احسان فراموش ہی نہیں ہوا گا کہ
ایسا احسان فراموش ہی نہیں ہوا گا کہ	وہ تیرا کام کر دے میرے لئے چرائی بھی انشاء اللہ حالت میں ہر روز میں ہر دو کہ بی زعفران
وہ تیرا کام کر دے میرے لئے چرائی بھی انشاء اللہ حالت میں ہر روز میں ہر دو کہ بی زعفران	اس پر میں برا مانو لیا اور خدا ہوں۔
اس پر میں برا مانو لیا اور خدا ہوں۔	ایسا تو شاید کوئی بھی نہ کہتا ہو گا۔
ایسا تو شاید کوئی بھی نہ کہتا ہو گا۔	بھر بھلا میں کیونکہ کہہ سکتا ہوں۔ اس وقت
بھر بھلا میں کیونکہ کہہ سکتا ہوں۔ اس وقت	موتہا رستے آئے اور بی زعفران کے انکلی
موتہا رستے آئے اور بی زعفران کے انکلی	خیر شام سے جیسی راحت میرے دل کو
خیر شام سے جیسی راحت میرے دل کو	جیسی سرت سرت میری روضہ کو چلی درو
جیسی سرت سرت میری روضہ کو چلی درو	

دل فریقہ اور یہ میگہ شیفہ ہوا ہے۔
اپنے بیگانے دشمن ہو گئے اے رہ ملک
دل تمہیں دیتے ہی لغزین پہ بیگانے کی
تم سے نیکی کر سکے دنیا میں ہوئے بدنام
ہم جانیں انہیں سے ذرا عہد و محبت کی تمنا تھی
مگر تھے بھی تو وہ بے مروتی و طوطا نشینی
اختیار کی کہ امانات تمہارے تیور بد تھے
نہلے کی آفتاب بھی گئی تھی

یہی چنوں کیا پھر سی سارا زمانہ پھر گیا
جانن اب تو تمہارے نقش سہا سو اوٹ
اور سلیم کی روح آہ تمہاری حیر و محبت
کی سہلہ ہی چین ہی نہیں لینے دیتی
رو تا تو یہ سہلہ کہ بھی ایک تم لذت الفت
کی چھاتی سے محض نا آشنا ہو رہا ہو
کچھ لطف تمہیں بھی آتا، اس وقت البتہ

دو دھڑکے کے درو مصیبت کا خیال ہوتا۔
مگر اب تو خدا نہ کرے کہ تم اسکا جانکاہ
و بڑبڑا پھر دوڑو کہ خدا کی مدد آگے آگیا ہوا
تو پھر تم بھی بخت سلیم کی طرح اوتھو رہے
دل و جگر آجیہ بہتیرا پھر دوڑی جو شاخ اڑی
خوار سے کہی نہ دیکھا گیا شکار

اتھا۔ میں تمہیں جوش مہل میں کیا
کہہ گیا کیا محبت سے بچنے کی ہدایت
اے اے اگر ایسا کیا تو اپنے حق میں اپنی
ہم (روا نامہ) تمنا آرزو کا خود آگیا

کی نگوں ہوں۔

شہنشاہ۔ اچھی تم گھبراؤ نہیں تم پر کسی
فلسفہ کی آج نہ آئے پاؤں۔

رؤخراں۔ یہ ہم المد خط لایا ہے

شہنشاہ۔ کوئی ہے۔

خند شکار۔ جی جابے پناہ

شہنشاہ۔ لکے لکے لکے لاؤ۔

خند شکار۔ بہت مبارک

خند شکار۔ لکے لکے لکے لکے لکے لکے لکے
اور شہنشاہ سے عالم نے یہ خط لکھا۔

استیاق نامہ

دیکھیں تو کس طرح انہیں ہوا شین
و آج نامہ لکھتے ہیں خون جگر سے ہم
فراموش کار من

ناشد دناہر او سلیم۔ تو وہ تیرو ستم و بیداد
سلیم شہنشاہ ہندوستان کا لوت جگر
سلیم۔ سلطان ہند کا نور نظر سلیم اس سلطنت
کا تہذیب سلیم۔ متہار اولاد سلیم پھر جان
نہیں سلیم۔ مرگ قریب الگ سلیم کی حاکم
و ازلہ راستہ تیر کی تہیں کچھ خبر بھی ہو
ہم اسے سال کی صاحب کچھ خبر بھی ہو

جانن جبکہ ان تہذیب دیدہ دل سے
تمہاری و کش دیا ہی صورت و یکمی ہے
ہم (روا نامہ) تمنا آرزو کا خود آگیا

کیونکہ اگر تم نے خدا اور مومن میری محبت سے
 منہ پھیر لیا تو پھر میں کہیں کا نہ رہا نہیں نہیں میں یہ کہتا
 ہوں کہ خدا و مومن اور جہان کی قسم تم میری محبت سے
 ملے نہ پھرنا بلکہ جتنے دل بے وفا کیاں رکھ
 دو ایساں تم جو روح خدا کا علم نہیں ہو کر لکھو وہ
 شوق سے چمکے ہو کہ کبھی تم کو جان
 اپنا دل اپنا جگر اپنے لئے دے دے کہ روایات
 جہان میں تمہارے ہجر میں لب پر آہ و ناله
 بسول میں تپ چمک چکا ہے ہر دم
 بیقراری۔ ہر لحظہ آہ و زاری۔ جگر میں درد
 پہلو میں تپک۔ جان فرین۔ روح تلکین
 لڑا ب خور سے نفرت میں دھجھا سے
 دھت ندون کو چلیں نہ راست کو آرام
 جگر کو بی امید کیا وہی سے کاغذ ہیں
 نہ عجب احباب سے غریب تہنہ لپٹندی
 کا مرض غم کا نور مجھم۔ غصہ اور سولس
 مرض غم کا نور تاب و ڈال کا نور سے خبر
 و سبب ملکہ استقلال و منتظر اور وقت
 مفارقت کا ملال ہے عجیب حال ہے
 کسی پہلو کی کر و شوق اور آہان میں ہم کو
 نہایت رہتے ہیں حبیب ہم جہاں الی میں
 جہان نہ نہاں ہے چہرہ مجھے بہت بھروسہ
 تھا کہ ایک نہ کیوں یہ حضور کا آئینہ کے
 اور خواہ خواہ نہیں ہے جہان و جب کے قرار
 کہہ کے بیان تک لے آئیے۔ مگر وہ بھی
 محض بہ تاثیر و بے توقیر نظر ہے میں انکار
 منہ پھیر لیا تو پھر میں کہیں کا نہ رہا نہیں نہیں میں یہ کہتا
 ہوں کہ خدا و مومن اور جہان کی قسم تم میری محبت سے
 ملے نہ پھرنا بلکہ جتنے دل بے وفا کیاں رکھ
 دو ایساں تم جو روح خدا کا علم نہیں ہو کر لکھو وہ
 شوق سے چمکے ہو کہ کبھی تم کو جان
 اپنا دل اپنا جگر اپنے لئے دے دے کہ روایات
 جہان میں تمہارے ہجر میں لب پر آہ و ناله
 بسول میں تپ چمک چکا ہے ہر دم
 بیقراری۔ ہر لحظہ آہ و زاری۔ جگر میں درد
 پہلو میں تپک۔ جان فرین۔ روح تلکین
 لڑا ب خور سے نفرت میں دھجھا سے
 دھت ندون کو چلیں نہ راست کو آرام
 جگر کو بی امید کیا وہی سے کاغذ ہیں
 نہ عجب احباب سے غریب تہنہ لپٹندی
 کا مرض غم کا نور مجھم۔ غصہ اور سولس
 مرض غم کا نور تاب و ڈال کا نور سے خبر
 و سبب ملکہ استقلال و منتظر اور وقت
 مفارقت کا ملال ہے عجیب حال ہے
 کسی پہلو کی کر و شوق اور آہان میں ہم کو
 نہایت رہتے ہیں حبیب ہم جہاں الی میں
 جہان نہ نہاں ہے چہرہ مجھے بہت بھروسہ
 تھا کہ ایک نہ کیوں یہ حضور کا آئینہ کے
 اور خواہ خواہ نہیں ہے جہان و جب کے قرار
 کہہ کے بیان تک لے آئیے۔ مگر وہ بھی

حواس نہ کیا گیا اور وہ پیکر خط مستقیم محل میں بیٹھی۔
 وہ دہری لہری لہری کی خوش قسمتی کہ اس وقت بھی ہماری کبیدہ و نخبیدہ نازنین یہ حکم سنتے ہی ہر
 اسچی دل اسٹروس النساء کو کوئی کتا بٹ بٹھکتے کتا بٹھکتے کتا بٹھکتے کتا بٹھکتے
 آہنا یا یا اور خط چپکے سے شمس النساء کے ماتھے میں دیر با
 اور مسکرا کر کہ آج تو انام ملنے کا کام ہے عجب آج کے رخ زیبائی طرح صاحبہ و منور تھا کہ ایک بیک
 خط کو پٹہ سے غور و خرم سے پڑھا اور جتنا طے
 اپنے خود پٹے کے انچل میں باندھ لیا تو کچھ اب
 دیا نام کا لفظ تھا کیا۔ انام میں تو اس نے
 پتا کر دیا با چھوٹا آٹا کر کے لکھا مگر جواب خط کا
 وعدہ کیا اور اسے رخصت اس کے جانے کے بعد
 اس ترکہ گارے پھر اس خط کو آنچل سے
 کھل کر جڑ سے اتار دیا۔ اس سے پتہ چلا کہ
 تھا کہ وہ یہاں سے تھوڑے عرصے پہلے اور امواج
 عشق و سرج ہوئے۔ ابھی خط ہی ختم ہوا تھا
 نہ سہارا نہ تھا۔ ابھی اس کے ہاتھ کسی کے
 پاؤں کی چابھائی دی تھی۔ ابھی پاتے ہی
 اس نے خط چھپا لیا اور آنسو بھری گئی۔ اگر
 آہٹ اسے ملتی تو شاید یہ گریہ و زاری
 سے زور و زلف ہو جاتی۔ مگر خدا نے خیر کی کہ
 اس آہٹ نے اس کے کان کھڑے
 کر دیے۔ یہ سن کر پیچھے گئی اور وہی چلا
 شعلہ ہی کتا۔ اب دیکھنے لگی۔ اب وہ
 آئینہ بیاں چھپکے پاؤں کی چابھائی اس کے ہاتھ
 سسلیں چھو اسیے۔ جتے وہ بڑی ہی بیکم کی
 فرستادہ نامائش مقبول۔ جس نے بڑی

بیکم صاحب کی یاد فرمائی سے شمس النساء کو مطلع کیا
 ہماری کبیدہ و نخبیدہ نازنین یہ حکم سنتے ہی ہر
 بادل غور سے اٹھ کر شمس بیکم صاحب کے پہلو میں جا
 بیٹھی۔ تمام کا وقت تھا مطلع بھی ہماری نازنین
 کے رخ زیبائی طرح صاحبہ و منور تھا کہ ایک بیک
 ایک تیر تار اندھی اٹھی اور اسے
 ابھی عالمگیر نے تمام ظلمت کو مٹا دیا۔ اس
 شرمیلیں نازنین
 کا وہ دوپٹے میں نام لینی رقتہ و لدار
 باندھا ہوا تھا بار بار بار سنبھالنے
 اور بار بار ہاتھوں کے قہقہے سے بھی
 روئے گل کی طرح اڑ کر حضرت پرست
 کی طرح کم کر دیا اور وہ شرم کا پتلا اور
 حجاب کا خاکہ بالکل شکستہ سر ہو گئی تھی
 اب اس کے اضطراب پا سچ تھا اب اس کے
 کیفیت نہ پوچھتے تھے کسی کبھی بیٹری
 اور کسی کبھی ہنسی۔ اس ہنسی۔
 بولی سی اور صبر و صبر و صبر و صبر
 مٹی رنگہ غنقا سا اور منظر ظلمت میں
 اب آواز اور کم ہوا کہ بھری طرح نہ مل سکتے
 آواز و آواز۔ یہاں نے تمام غم کو لے لے
 یہاں سے دیکھا اور تھا۔ اسے جہاں وہ
 اسے بھی یہاں سے جاکر گھر سے میں
 لینی پڑی اندھیر ہو جانے کے بعد
 محلات شاہی میں بیتیاں روشن کرتی نکلیں

جب بڑے ہو گئے تھے۔ وہ بچے کے زمانے کی خبریں تو
 دہریوں سے لے کر ان کے اور غلاموں اور غلاموں کے ساتھ
 کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے
 کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے
 کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے

ہوا۔ اتحاد حبیب تمام غلاموں اور غلاموں کے ساتھ
 کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے
 کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے
 کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے

میں جا رہے تھے۔ انہوں نے وہ بچے کی بھلی
 کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے
 کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے
 کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے

میں جا رہے تھے۔ انہوں نے وہ بچے کی بھلی
 کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے
 کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے
 کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے

میں جا رہے تھے۔ انہوں نے وہ بچے کی بھلی
 کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے
 کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے
 کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کے

ننگ لائے میرے نزدیک اس ننگ
خاندان کی چوکر کی کوئلہ اور ہی کے گنگ
اتار دیا چلے بیٹے - ورنہ میرا سلیم میرے
ماقہ سے جاتا رہیگا۔

شاہ فریاد - غیر تمہاری مرضی یہ تو کوئی
ایسا شکل مدعا نہیں - مگر میرے نزدیک
اس پیچاری کا ایسا قصور نہیں - جیسا کہ
اور وہ رنک یہ اس وقت ایک بار میرے گنگ

بیکم - یہ سب آپ ہی کا کار اور ہر اس
اگر آپ اس چٹیل کو اس قدر سرنہ چڑھائے
اور آتا نہ نہ نکالتے تو اس قدر گل نہ کھینچتے
شاہ فریاد - میں نے تو یہ نہیں کہہ دیا تھا
کہ گو وہ میں ہی تھے کہ آنکھ میں ادنگی کرے
یہی محل میں رہ کر شہزادے سے
آنکھ میں لڑے - مگر اتنا - اس کی کسی
خطا کا ثبوت آپ کو نہیں ملا - عرفہ گنگ
ہی گنگان سے ہے۔

دسواں باب

نورانی ملاقات

بیکم - البتہ یہ تو میں بھی ہوا تو کہ میرے پاس
تو یہ تو گوری تو بھی نہیں مانو اور میرا
پاس ادب اسکے دل میں نہ گرا اور میرا
اور ہر گز کو ادنگی پر پتی ہے اور کسی کا کچھ
حقیقت نہیں سمجھتی۔
شاہ فریاد - کوئلہ کوئلہ اب ایک کالہ تمہارے
کرو میں بہت جلد اس فتنہ پرور کو
مٹھائے نگاہ دیتا ہوں۔

اب غصیب سلطانی سے جو ملے ہیں
اکسیہ قرآن اور حکم نانہ فرما کہ سیو
شمس النساء قید نہائی میں قید کیجئے اور
سو کو وقت سے برکت نکالیں گے اور کچھ
نہ پائے اور بجز اس خدا و سر کے کہ چرچا کوٹ
لاؤ اور نہ پائے نہ پھر ہو کوئی اور سر اس کے
پاس بچھو نہ پائے تو اس حکم کو قید کیجئے
اور وہ رنک یہ اس وقت ایک بار میرے گنگ
میں حضرت قیوسف کے سیاہ پر چڑھا دی
گئی اور اسکی ننگ شنگی ماں فرخندہ
بیکم کو بھی حکم ملا کہ اب وہ بھی اپنے گھر جا کر
رہے وہ چھپا دی باختم گسٹیاں و دل
بریاں اپنے گھر کو چلی گئی۔

گیندوں گرجوں کے صلیب مندروں کے
 زموں یا شہر کے اہم کے میدانوں میں کسی
 برق و تش کے برق دھکی کی طرح برق نشی
 کر رہی ہے کسان اہل کاندے پر دھکے نہیں کو
 ان کے کھیتوں سے اپنے گھروں کو واپس جا رہی ہے۔ نہیں معلوم شاہ نو بچا اور بڑی بیگم
 گھومیں باندی رات کی رہی کیسے چرخ
 تھی پیپ و فیرہ کی فکر ہو رہی ہے شام کی تنکا
 لطف اٹھا کر اسے بغل میں ڈنڈا و پا شہر کے باہر
 بار ہے میں۔ مگر ہمارے ناول کا منوم وہی
 پیر و دھول کا تھوڑا عقوق ہی دھوے
 ایک کمرے میں فرش پر محفل ہیچا ہوا
 اپنے دل میں یہ باتیں کر رہے مرزا
 چائیں تو اچھی چل رہا ہے جو پیرا
 کی چال چل جائے اور پٹ نہ پڑیں
 امید تو ذاتی ہے کہ اس کی چائیں
 خضر چل جائیگی۔ کیونکہ زعفران بی کوئی
 ایسی دہلیسی ناچریہ کار نہیں ہے۔ وہ
 تو بڑی تجزیہ کار علامہ روزگار ہے بھلا
 وہ سب دھوکا کھا سکتی ہے۔ وہ جھپٹتی
 دھوکا کر گئی ہے۔ بن لیا اس نے سب
 میں لائنیں درخت کر کے ہونگے۔ اور
 جو پیرا را تنظیم کر لیا ہے اور وہ کبھی
 پکا و دھوکا نہ کرتی۔ ہونہ ہوا سکا و لہ
 پانچ گنگا ہے۔ وہ دھوکا دے رہا ہے
 کو ہر چیز نشان سے اڑا دیتی۔ اگر لکھیں تو

ایسی کچھ ماجا جو خدا کی تہ خبر ہوگی تو زعفران
 کی درگت جو ہوگی سو ہوگی۔
 نگہ اس کے ساتھ ہماری اور ہمارے
 اسام جان کی بھی خیریت نہیں نظر آتی
 صاحب کی آفت اور کیسی قیامت
 ہر پارک میں سفید دیکھا جائیگا جیسا کھلی
 میں سردیاد ہکتے ڈرتا چہ معنی۔ تیا
 کو چہ عشق میں تہ دھرن اور دھبتوں
 ڈرنا۔ اور اس کا مقابلہ نہ کرنا تیری بیجا
 دہلوری نامروی ہے۔
 ہی نہ کہ جان جائیگی۔ بلا سے جائے
 دیدار بار کے مزے تولٹ بیگے۔
 مزہ تو یہ ہے کہ شاہ ذبحا نے ناہق
 ہماری غیرت یوسف کو چاہ زندان
 میں بند کر رکھا ہے۔ خیر وہ تو کان کے
 بڑے بکے ہیں۔ اور وہ لوگوں کی لکھائی
 بھائی میں یہ سببہ پوچھے ذرا آجیتے
 ہیں۔ مگر کچھ تو بڑی بیکہ احباب
 تعجب ہی نہیں بلکتا۔ نہ لکھتا ہے
 کیونکہ وہ تو بڑی زیرک و دانا ہیں
 پھر وہ کیونکر انہیں کے ہم خیال ہونگے
 کچھ نہیں یہ سب ہماری تقدیر کی خونی
 ہے ورنہ ماں ہر کر اپنے زور نظر مختار
 سے یہ طوطا چٹختی کبھی نہ اختیار کرتیں اور

نہ اس طرح آنکھیں پھر لیں۔ اے
 کیا ان کا خون سینہ ہو گیا۔ جان کے
 دل میں محبت مادی بھی باقی نہ رہی نہیں
 نہیں! ایہ کچھ نہیں! ادا بیچاری بھی لڑائیوں
 اور مصروفیتوں میں گئیں اور نہ مال کی
 مانتا کبھی اپنی اولاد کی مصیبت نہیں دیکھ سکتی
 مائے اے! انہی سوا پروردگار کا چہرہ
 ماتم آگیا ہے جبکہ دیکھو وہ سچے شمس اللہ
 ہی پر چھری تیز کیے پھرتا ہے ایک اکیلے
 کیا کر سکتا ہوں۔ کس کس کا منہ بند کر سکتا
 ہوں۔ اور کس کس غم کو غمنازیوں سے
 روک سکتا ہوں۔ اگر میری کچھ بھی چلتی ہو
 تو میں ہنر در اس کا کچھ نہ کچھ معقول
 بندوبست کرتا۔ میں غم و راندہ لہو رہا
 زندگی پر جو میرے لئے ایسی جانکاہ مصیبت
 اور ایسی جگر و زرافیت ہے اور قید
 الم کی کلفت اور زندان غم کی تکبست
 بھگتے مجھ سے اسکی ذرا برابر بھی ادا
 نہ ہو سکے اس سے تو بہتر ہے کہ میں کچھ
 بھگا کر اپنی جان ہی نہ دیدوں۔ اس میں وہ
 نائیستے تو صبر میں ایک تو روح جانی
 سے نجات ملے گی۔ دوسرے اس جان
 کی مصیبت و آذیت دیکھنے سے بچ
 جاؤ۔ لقا۔ اے اگر میں یہ جانتا کہ میرا
 منہ اس خط یہ فتنہ اٹھائے گا تو میں کبھی

اسے لکھنے کی جرات نہ کرتا اور بیٹھے ہوتا
 اس بلع عالم کو قید ستم کی کلفت میں نہ
 بھناتا۔ حیف خود کہ وہ راغلو غنیت
 یہ اپنے اپنی خیالات کے دیوانے
 بے کنار میں جھکا اور ناچوڑا، مغالطے
 کھارا تھا۔ مزاج محمود کے اٹلی آ
 معلوم ہوئی۔ بہت پاتے ہی چون ہو کر
 اس طرح مہکام ہوا
 فتنہ اوہ۔ وہ یار اب تو ناشائستہ آپ
 بھی اغماض کرنے لگے۔ سچ ہے میرے
 وقت میں کوئی کسی کا شکر نہیں ہوتا
 حال بد کا شکر یک دنیا میں
 نہ ہر اور نہ آشنا دیکھا
 جز آپ کل کے لئے آج مجھ سے توان
 ہم غنیمت است ملا۔ بھلا آپ کو کسی کے در
 مصیبت کی پڑی ہے کوئی درد مفارقت
 یا صدمہ ہجرت میں دھچکے آپ کی ہلا
 کو کیا پڑی ہے۔ جوں جوں یا ہمدردی کر لیا
 خواجہ محمود۔ واللہ آج تو بالکل ہی
 بھرے بیٹھے ہیں۔ میرے آتے ہی باقی
 کی طرح ادلی پڑے۔ ابھی بندہ تو اس
 کجاست کو یہ آپ کی بقیہ ایمان یا اندوہ
 دم ہی لینے ویتا ہوں۔ دن رات تو آپ ہی
 کی فکر و افکار میں بچتا رہتا ہوں اور مجھ
 ذات پھر تا ہوں گھر تکر ہے۔ کہ تیرے زو

اس مطلب کے بار اور شکار و حد سے
دو چار ہوئے۔

شہزادوں - بھی کہیں کٹاری تو نہیں چھٹی
اس پہنکی کی سہی نہیں۔

خواجہ محمود کٹاری نہیں اور چھٹی ہوگی
اور پہنکی کی نہیں اور ہوتی ہوگی۔

تو واقعی عرضی کہ رہا ہے آپ کو یقین نہ آئے
اواسکے ہاچ ہی کیا دیر سی جہان نشینوں کی خوب

قدر کی جانتا ہوں یہ پروا نہ شد
شہزادوں - نہیں! نہیں! غریب پرور

خطانہ ہو جائے۔ میں تو فقط آپکا دل ٹوٹتا
ہوں۔ درخت میں تو آپکا پناہ پناہ غمخوار

سچا اور یا غصہ رہتا ہوں۔ اور آپکی
اس سنی مروت کو اور شش بیخ کا حال اور

دل سے شکام ہوں اور قدر کرتا ہوں۔
ہینکے کی پاس ابھی زعفران آئی تھی۔

اور آپکی جد جہد کی طالب سامان تھی۔
خواجہ محمود - تو قلعہ کلام کر کے پھر اس

سے کیا کیا باتیں ہوئیں۔
شہزادوں - یا رستم میں تو قلعہ کلام کی عاتق

اور دھت ہے شہزادہ کی نہیں پہنچے ہی
نہان کپڑے پہنے ہوئے۔

خواجہ محمود - (کرا کر) - جی ناں کیوں
نہیں! اچھا قصور ہوا۔ منافق ماریے

پھر اس سے کیا کہا پہلے وہ میر کی پاس
نہان کپڑے پہنے ہوئے۔

آئی تھی۔ مگر مینے آپکے پاس نہ بھیج دیا۔
شہزادوں - بہت ہی تلاش ہو کر۔ یا ر

وہ آج اس کلفام سے اٹلائے گا قحی القہ
وعدہ کر گئی ہے۔ مگر مجھے تو حکیموں ہوتا ہے

خواجہ محمود - قربان اس بیدگانی کے
آپکو بھلا یا چکر کیونکر معلوم ہوگا کیا اسے

آپ ہی جھالت دینا ہے ایسا خیال بھی
نہ کیجئے۔ اور یہ سب مہار سے چمکدنت

میں۔ آپا اہمیت نہ رکھیں اور وہ جو چھ
کہہ گئی ہے اسی پھر کی دیکر سمجھیں۔ کیونکہ

ان تمام باتوں کا حق وہ سچ کا ذرا
میں ہوں۔ ابھی جناب آپ کی مشرتہ

خوڑ تھی۔ ہا آہستہ اور تھکے کی پرت آئے
تو ہی۔ جب تمام مہالہ چوکس میں

پھر کیونکر نہ آسکے گی۔ نہ آتا ہوا ہل
گئی ہوئی۔

شہزادوں - شاید ایسا ہی ہو۔ لگے مجھے
یہ خیال طرز آتا ہے کہ وہ کیونکر نہ آسکے

لا سکے گی۔ جب وہ شاہد تھیں میں قید ہے
کیا کسی جبار سے نہ رستے کسی پکارا

لا سکے گی۔
کہیں وہ ایسی ہی ہو جو کاروائی نہ کر

گزرے جس سے صیبا کے سدھا
آفت میں مبتلا ہو جائیں یا زدامتہ سے

رہجے سے سرفراغ نیچے قابل اور خجالت
گزرے جس سے صیبا کے سدھا

سے نہ دکھانے کے لائق نہ رہیں اور بار بار
 کھنکھانے میں مل کر یہ کہنا چاہتے تھے
 نہ خدا ہی ملانہ وصال صتم
 نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے
 کئے وہ توں جہاں کام سے تھے
 نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے
 خواجہ محمود آپ کا یہ خیال بالکل صحیح ہے
 صبح ہے مجھ سے بھی ابھی تک اس معاملہ میں
 بی زعفران سے کوئی گفتگو نہ ہوئی اور وہ بھی
 اس سے بالکل فریاد کرتا ہوں میں نے اس نام و
 بازگشتہ عالم کو کبھی نہیں سوچا ہے
 پھر وہ نہ تیرا وہ الہاں الہاں اور نہ وہ
 یہ کہ ایک آدمی کو بجا جو بی زعفران کو ساتھ
 چلا گیا آیا۔
 خواجہ محمود بی زعفران صاحب آئیے آپ سے
 قدم لگا کر تیرے کھانا چاہیں آپ وہ لاجو ابھی
 کر رہی ہیں جیسا جو ابھی نہیں اور نہ اسکا کھانا
 ہی ہو سکتا ہے
 بی زعفران آئیے کہ آپ کس تہ پر تھے شمس الہاں کو تیرا لائق
 زعفران۔ خطا میں کس قابل اور کس لائق
 ہوں یہ اسباب آپ صاحبوں کی نیک
 خیالی اور آپ ہی صاحبوں کی خوش
 انہاں کے کہ تمہیں میں سے وہ نہ مجھ کو دیا
 کسی سے ہو ہی گیا سکتا ہے۔ اب تو آپ
 کی چیزوں سے حد نہ کرنا کہ کام لیں

جیسا ارشاد ہو عمل کروں مگر انہی بات
 ضرور ہے کہ ابھی تک مجھ سے اور شمس الہاں
 بیگم سے اس خاص معاملہ میں کوئی گفتگو نہیں
 ہوئی۔ اور نہ میں نے ابھی تک اسکا
 انتہائی چاہا ہے۔ البتہ کی آپ کی
 توجہ ہی تھی یہ بی زعفران کی چیزوں
 میں ہے جسے شمس الہاں بیگم کی
 لگائی دیا فقط یہ سپرد ہے اس نے
 تو تم حق تعالیٰ پر بیزار اور ظالم ہے۔
 کہ میں شمس الہاں بیگم کو ضرور مضور
 تھوڑا وہ عالم تک پہنچا دے گی نہ معلوم کہ
 کیا اس نے شمس الہاں بیگم کو شکر بھی
 کیا یا نہیں۔ اگر حکم ہو تو میں تیار ہوں
 پاس جاؤں۔ اور اس سے دریافت کیا
 کہ وہ کیا جواب دیا ہو سنا کہ نہیں ہے
 اور شمس الہاں بیگم کا شمس الہاں کی طرف
 اسکا کیا ارادہ ہے۔ تو یہ تو میں نہیں
 ہی جانتی ہوں۔ کہ تیرا کیا یہ ہے
 اور نہ کسی نے میری ہنسی۔ یہ کہ تمہیں کہ
 اس نے شمس الہاں بیگم کا شمس الہاں بھی
 کر لیا ہو تمہیں کہ تمہیں کہ تمہیں کہ
 اس نے شمس الہاں بیگم کا شمس الہاں بھی
 اس نے شمس الہاں بیگم کا شمس الہاں بھی
 اس نے شمس الہاں بیگم کا شمس الہاں بھی
 اس نے شمس الہاں بیگم کا شمس الہاں بھی

خوار حیدر محمود۔ ہاں۔ ہاں! واہ میری ضرورت
 جاؤ مگر خدا کیلئے ذرا جلدی اگر تیرے بھائی جانا
 دین ہمارے شہر کو صاحب کا خراج دے کیا
 حال ہو گا بی زعفران یہاں سے فی امان اللہ نہ کرنا
 کھڑی ہوئیں اور سیدھی بلا یہ پیران کی طرح لیٹیں
 کہ پاس پہنچی اور دروازے نہ ہوں یہ باتیں ہوں
 شہر کو کہو جی آپ کے شہر اور سے خدا
 کا کیا حال ہے یہ اس وقت کہاں سے
 باپتی کا پتی آ رہی ہیں۔ ضربت تو ہے
 زعفران۔ واہ انارکلی پوچھتی ہے۔ کہاں
 سے آتی ہو۔ سوئے شہزادے کے پاس
 سے اور کہاں سے آؤ گی۔ پچارے کی اس
 شمس النازکی مفارقت میں بہت
 ہی یاری حالت ہے حتی کہ بچا گیا۔
 نہیں جاتا کہ شہزادہ سے ہے یا کوئی اور
 ہجرت کرو یا پھر سے بدتر اسکو
 بھلا یہ تو کہہ کہ تو نے انارکلی کا غنیمت
 معلوم کر لیا کہ اسکا ادا وہ کیا ہے۔
 یا خوار حیدر مجھے شاہزادہ کے سامنے
 جہت ثابوت کرنے کی نیت ہے دیکھو اگر
 میں شہزادے سے ذرا بھی تخفیف ہوئی
 تو تیرے ذرا کب چرٹی سلامت نہ رکھوں گی
 کہ مجھ سے بری کر بی نہیں
 شہر۔ واہ بوا آپ تو ناحق بکڑے ہو
 بھلا بدولت میں اس کی مرضی پائے آپ
 اس قسم کا وعدہ کہہ سکتی ہوں خدا کرے
 کہ آپ شہزادے عالم کے سامنے خفیف
 ہوں۔ اگر آپ بادر نہ ہو تو چلیے آپ بھی
 اس کا رخ دیکھ لیں کہ کس طرف ہے
 زعفران۔ اچھا اگر وہ راضی ہی ہو سکتی تو
 کس طرح یہاں سے لے چلو گی۔ اور
 کیونکہ شاہزادے تک پہنچاؤ گی۔
 شہر۔ یہ تو کوئی مشکل کام نہیں ہے
 فکر ہے۔ میں شہزادہ کوں لے گی۔
 زعفران کہیں مجھے بتا لیا نہ کہ وقت پر نہ ہو
 شہر۔ یہ تو کوئی مشکل کام نہیں ہے
 رات کو جب صاحب سو رہیں گے اور محل
 میں سناٹا ہو جائیگا۔ اس وقت یہ خوف
 و خطر سے چلو گی۔ اور اکیلے تو یہ ہی پرانے
 کا پرہیز رہا ہے۔ پھر کیا خوف
 ہے۔ حیاں بچنے کو تو اب اور کاہن
 نہیں سوئے بیٹے کے اشنا کے اور
 دوسرا کوئی نہیں۔ اور ہے یہی ابھی
 چونکہ آجکل بیٹے کے آشنا تو ابھی کے
 دربان ہیں۔ ابھی اب انہیں خوف
 ہی کیا ہے جو چاہیں کریں ان کی تو
 پانچوں گئی ہیں اور سرکاری میں ہے۔
 زعفران۔ خوش ہو کر ان ہی سے
 کہتی ہے اچھا اس وقت ادھر
 ادھر پڑے گا میں معروضہ ہیں۔ چل

دیکھیں انارکلی کا کیا مطلب ہے۔
 شیشیوں کی تڑپتی ہیں کہ وہ مقوقہ کی کھانسی کا شکار ہو جائیں گی۔
 عالم سے کچھ کم مضطرب نہیں ہے۔
 زعفران بخربخوار تو سو ریاضت کریں گے۔
 ہمارا ہرج ہی کیا ہے۔
 شیشیو۔ اچھا پوچھیے۔
 اسبابہ دو لڑن پچھلے پچھلے بے بس یوسف
 مانی کو عفری میں روئے پاؤں۔ نہیں تو ہند
 اہستہ روانہ ہوئیں۔ کیونکہ پاؤں کی تھپ تھپ
 معلوم ہوئی تادہ رو دو کر تھپ تھپ کو دریا سے ڈرنا
 بنارہی تھی اس کے وہ من و آہ و تاب وہ
 آب و تاب نہ ہی دل میں بڑا ہو۔
 لے اور حرم کی دیوی کا یہ حال اور
 اس دنا کے چنے کا وہ حال بھی مجھے
 تو دیکھنا نہیں جاتا۔
 بھید کی اندر سے سہرہ کی سنے
 زعفران کی اس بناوٹی سہرہ کی سنے
 ہماری بھولی بھالی تارین کی ستم
 شیشیہ وحلی شمشیر ہر کام کیا
 ہماری سے کس حد تک بے بس تھک تھک
 شیشیہ کی شہریت چھوڑ کر تھک تھک
 علی۔
 شیشیو۔ دیکھو انارکلی یہ وقت روئے
 درہم کے کا نہیں۔ منور زعفران کیا کہتی
 ہیں۔ منور اور اس کے منور کے منور
 کہ یہ تھپ تھپ ہی صورت سہرہ کی ہی نہیں بلکہ
 چہا اس سے لا علاج و روشنی مانی ہی ہیں
 ان سے تھپ تھپ سے بڑے بڑے کام طلیس گئے
 انارکلی۔ ڈانسو پچھلے میں بی زعفران
 کو زب جانتی ہوں۔ اور ان سے بہت کچھ
 اس پر کھتی ہوں۔ سگر میرا دھار لیا اور نہیں
 ہے کہ بی زعفران کا علاج اسکا دوا ہوئے
 بلکہ یہ درد تو وہ درد ہے جیسا کہ ان ہی نہیں
 اس اگر اسکا علاج ہے۔ تو وہ میری موت
 ہے۔ وہ میری موت ہے۔ اسکا کوئی بچاؤ ہی
 نہیں ہو سکتا۔ اور اب تو بی شیشیوں
 اپنے سے صاف سے بھی زب کھاتی ہیں اس
 شیشی زعفران سے بھی ورتی ہوں۔ کہ
 ایسا نہ ہو بی زعفران میرا بھید لیکر گئی اور
 تھک تھک کھلائی۔ اور میرے خون کے پاسے
 ہو جائیں۔ کیونکہ ایک مملات کی چھوٹی
 چوٹی میری روشن ہو رہی ہے۔
 زعفران ۱۰۰۰ بی انارکلی آپ نے
 حزب میری حالتش یوں کی تھک تھک
 ابی جان جیسا چہ لیکر آپ کی سہرہ کی
 میں ماری ماری بھرتی ہوں۔ اور آپ
 چھے غماز و دشمن کی ہیں۔ انوس اور
 ہزار انوس۔
 شیشیو۔ نہیں۔ نہیں۔ بی انارکلی
 زعفران آپ کی دلی جیہڑا اور تھک تھک

عالم کی بھی جان شمار و راز در میں آپ
 آنسے ملحق نہ رہا کھائیے اور بلا تکل نہ پائیا
 دلی رز ظاہر فرمائیے ہم میں سے ایک بھی پکایا
 فہرودہ عالم کا خائن نہیں ہو دیتا تو آپ کے
 پاس شہزادہ عالم ہی کی فرشتادہ آئی ہیں۔
 زعفران (دنا رکلی) اور سی لٹ کی پینے
 ہوتے تھے اپنی شہنائی کا ہم آواز کیا اور چوڑی
 آواز کی۔ پلے زعفران کے ہونے آئے ہیں۔
 کہ اور نے نہیں نہ بھیجا ہو۔ اور میرا ہمد
 کھیل کے بعد اور آفت بہ پانہ ہو۔ اچھا
 کہو کیا کہتی ہو۔
 زعفران چھپا۔ بی شش الدنار بیگم
 سنو۔ اگر پانہ چکر شہزادہ عالم کو
 سمجھا بیٹھی۔ یا تلی نہ دیں گی۔ تو وہ نرم
 کھائی کو تیار دیتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے
 میں فرد بھی غماض کیا۔ تو اسوں نے
 ہزار آرمی لیا۔ پھر چھوڑے گئے کف العوس
 اور کائنات کا شیکا ماسٹ پر پہننے کے اور
 کوئی چارہ ہی نہ ہو گا وہ رخصت ایسا ہے بلکہ
 کا جہاز کے کہ باتک روکے اور تھا ہے ہوتے
 ہے۔ اور بھی سی امید دلانے پر۔ جو دینے
 آپ سے ایسا کہ وہ بیچارہ بار بار شہزادہ
 کو بھی سہارا دیتا ہے کہ وہ دیکھ سیکے کی فکر ہوئی
 کہانی ہے آپ کو جو ہے اپنی رخصت کوئی نہیں
 تکی لانا نہ کہ نہ ہوئی ہے یہاں بھی کیا
 اب آپ فرمائیے کہ آپ کا کیا ارادہ
 ہے۔ چلنے کا یا حزن کیلئے اپنی
 گروں پر لینے کا۔
 زعفران و شیو کی تفتی آمیر کنگو سے
 زار کلی کا کچھ کچھ رخ اور حزن وضع
 ہوا اور دلی رز ظاہر کر لئی مہبت ہوئی
 مگر نہ ہوئی کیفستہ شکر تمام بدن میں
 رخشہ سا پیدا ہو گیا۔
 کہ اور میں اس قید شہید سے
 کیونکر کیا سکتی ہوں۔ اور شہزادہ عالم
 ایسی بزدلانہ حرکت کرنا میرے نزدیک
 مناسب نہیں۔ خدا کے اہل نہیں میری
 کبہ مجھ سے مزار در جہ و عیسی
 کتنی ادولوتیوں مل سکتی ہیں وہ تاق
 ایسے ہی ادا کا کچھ کہہا ہو گیا جو ملک
 رہے ہیں۔ بہتر ہوگا کہ آپ چاکر کسی
 طرف سے میری ایک ایسی ظاہر کر سکتے
 سمجھائیں۔
 زعفران۔ یہی راجہ ششم مجنون یا بدید۔
 یہ تو دل سے ملتی ہے اور میں ایک
 بڑا ہے۔ حیدر آیا آیا بعد مرے پھر
 پھر یہ تو تم خود پر چھو بیٹا۔ کیوں وہ اپنا
 دل کھو بیٹھتا ہے یہ بات کہ تم کیونکر
 یہاں سے بھیج سکتی ہو۔ اسکا رز میرا
 یثی ہوں۔ اس طرف سے چاہتا ہوں

جینجیم بولے گل کو بجاتی ہے اگر کسی کو تھری انارکلی - وہ بی شہزادہ تم تراپنے شکون کینا
 آہن بھی ہوتی ہو جائے تو میں قابل دار مہتری - جو سروں کی خاک کشا رہی ہو - تم
 شہو - آپ جلے کا مادہ تو ظاہر فرماؤں مجھے تو ہی کہو کہ اگر میں داں گئی تو میرے
 ہر طرح سے چلتی میں اگر کسی کے فرشتہ کو بھی خبر ہو جائے تو اپنی خاک کشا دوں -
 انارکلی - مستودہ عزہ تامل کے بعد - اور کیا میں داں سے چھوٹی واپس
 بی زعفران تم مجھے داں سے چاکر کیا کروں - جس سے میرے خاندان
 سودا کے طہرین کی آتش و نسبت شدہ - پر آجائے - چونکہ مجھے بی زعفران کو
 پاس کے بفر کائے کے اور کیا نتیجہ ہوگا - اور تیرے حکم کو تامل کرنا منظور نہیں اور
 زعفران - یہ تو آپ اور شہزادہ عالم جلیل - تھا - یہی خاطر انکی پاسداری بھی لگے
 لکبرائے خفا مجھے تو شہزادہ عالم سے - منظور ہے ایسے میں اس شرط پر
 شہزادہ و مجھ جب نہ چلیجیم - اور مہتری - چلنے کو حاضر ہوں - کہ بی زعفران ہنر
 دیر کے لئے چلی چلے کہ میری خاطر - عالم سے چمکے یہ محاکمہ لکھو کہ دیریں
 وہ شہزادہ عالم کا دل اوونوں پر چاہیوں - کہ وہ خود اپنے شروع کے مشاہدہ و حکام
 شیواں بی انارکلی - میری آیا - یا خدا رسول کے جبر کو آئیگی - اگر وہ
 بچا رہی کو شہزادہ عالم سے ملنے دیکھئے - بقا کے مفید و ندرہ سکیں تو لدر مجھے
 اور خدا کے لئے تشریف لے چلے - معاف کریں - میں داں چاہتا ہوں کہ میں یہ نہیں چاہتی
 نہ کہیئے کہ اس میں ہم دونوں کی بات - آئی - یہ بھی دیکھئے کہ میں یہ نہیں چاہتی
 بگڑھیاں لگی - اور ناحق شہزادہ عالم - کہ وہ میری انارکلی میں خفا اکھنستہ
 غریبوں سے روک رہا تھا اور منہ پھلایا - اپنے اپنے کو ہلاک یا بھکان کہ س - یا
 ہر جہاں تک تو عنیت ہے مجھے تو متھاری و شکلی ہو
 جو مناسب ہے کہ کہیں وہ ہماری جان سے خیال خاطر جہاں چاہیئے ہر وہاں
 کا آگ نہ ہو جائیں - تو قہر بہت ہی دیا - نہ لگ چاہتے
 جاتے ہیں انکی خاطر اس سببی جاری - ورنہ میں ہر گز نہ گستاخی بہت چاہتی اور
 ہی خاطر شہزادی ہر سبب سے چلا چلے - ایسی دھمائی انکی بہت وجہات نہ کرتی

اور بے حجابی کا برقعہ نہ اوڑھتی ۔

زعفران ۔ مجھے اس اقرار نامہ کے لادینے میں کوئی عذر نہیں مگر رشاد یاد ہوئی جاتی ہے اور وہ غور و فکر میں اور نہیں دوڑ سکتا تھا کہ یہ غیبیوں پر کیا آداب ۔ ابھی تو رات گھوڑی کچھ ایسی زیادہ بھی نہیں آئی تھی ۔ ابھی ابھی تو اٹھتے جا رہے تھے وقت تک آپ عین بار نکٹ طرندل تک آجھا سکتی ہیں اگر بی مار کئی کسی ہی مرضی سے تو آپ کو اس اقرار نامہ کے لادینے میں تامل ہی کیا ہے ۔ ذرا سی دیر سے لے کر کھڑکی کھڑی ہوا ۔ اپنے شہزادہ سے عالم کو ان سے خاص صحبت ہوئی اور اترے کوئی بد احتیاطی مصروف ہوئی تو وہ بخوشی انکی اس نہ ہوا کو منظور فرما کر دس سطر ہی عذر نامہ کر لیتے تھے آپ دور تک بٹھا کر کتے وہاں تک پہنچ جاتے تھے ۔ آپ کو انہیں نقصان کیا ہے

انانکی ۔ ان بھائیوں کی سی ۔ شیوہ سچ تو کہتی ہیں ۔ آپ ذرا سی دیر ہی پہنچ جاتے تھے ۔ وہ اپنے شہزادہ عالم کا کیا منت ہے ۔

زعفران ۔ رازہ کی لڑکی ! نہیں مجھ سے بڑھی عترو سی کو وہ ڈانڈنے کی بجائے

میں یا آئی ۔ ایسے سلوکوں سے ان اگر تم مجھ سے بڑھتے وعدہ کرو کہ اگر میں شہزاد کی عترو سے آئی ستون پر تم کوئی اور دھمکو سلا نہ پھیا دوں گی ۔ اور بے عذر چلو چلو گئی ۔ تو خیر میں یہ رخصت بھی تمہیوں اور چلی جاؤں ۔ ورنہ میں تو اتنی راستہ تھوڑی سی بھاتی جا نہیں سکتی ۔

انارنگی ۔ چہ تک بہ خود شہزاد سے کی ملاقات کی دل سے ہستی تھی ۔ اچھا پھر کوئی عذر دے دے ۔ سنے گا ۔ جا رہے تو سہی پہلے وہ آپ کو اقرار نامہ ہی تو دیں اور اسپر راضی ہوئی تو ہوں ۔

شیوہ ۔ راضی ہوا کیا ہے اچھا وہ راضی ہوں ۔ اور انکے فرشتے ادا رہا ہمارے لیے پہنچ کر تو ہاں ہیں ۔ گھوڑے چلنے کی جیت جیت رہی کیا ہے ۔ وہ لڑا آپ پر جادو بھار کر رہے تھے کہ ہر تین سوڑ دہیں ۔

انارنگی ۔ یہ سب بھی ۔ مگر اب کیا کیا کہنا شروع کر رہے ہیں ۔ شہزادی کیسے ہے اور آپ کے شہزادہ ۔ کھیلے تو کھیلے کہہ رہے ہیں ۔ پھر تک یہ بچکا تو اٹھتے سارے گولی

اور گتہ کی بخت اور کالہم کہ بڑا ہے ۔ یہ کہیں دیکھا جا رہے تھے کہ دوش کس

[illegible][illegible]

یہ اپنے انہی خیالات میں متفرق تھی اور ناز ہمارے ہائے سے ذوق
 شل بار بار پیش بارہ کر رہا دیکھائیں معروف تھی
 کہ بی زعفران جودہ شیطان وہاں آئی اور شہزادہ
 عہدہ نامہ سے رکھ دیا جیسے دیکھتے ہی ہماری
 دلش کے ہوش بیدار ہوئے آہل استقلال سے کام
 لیکر بی زعفران سے پوچھا۔
 انارنگی۔ کہو بی زعفران یہ میری موت
 کی محفرتیں کیونکر اٹھانے لگ گئی۔
 زعفران۔ وادری لڑکی اللہ نہ کرے
 کہ تیری موت کا محفرت ہو۔ اری یہ تیرے
 نکاح و انشراح کا کامین ہے۔ یہ کیا
 بد حال کلمہ منہ سے نکالتی ہے۔
 شہزادہ۔ کیوں صاحب اب بھی کوئی
 عذر ہے۔ اچھا لے دو پیٹہ سنبھالے اور
 اس قید خانہ ٹکڑے سے قدم نکالے۔
 چلیے میں اندر بام رکھوں انشراح کرتی
 ہوں۔
 انارنگی۔ وادرید، ہو کر اور آہ کھینچ کر
 وادری قسمت
 زعفران۔ یہ خوشی کا وقت ہے
 یار بیج کا۔
 انارنگی۔ بی زعفران۔ یہ مسرت کی
 نہیں۔ قیامت کی گھڑی ہے کہیں اپنی
 دولت تو اس ایک غیر رسد اٹھانے کی کیا خد
 ہے نہ نازک شہزادہ ہی نہ ہیکر پیر کیا تھا۔

ہائے سے ذوق
 ہواک حرف بھی ہم گزرتے بیش و کم
 جو پیشانی میں تھا لکھا ہوا وہ پیش سب کیا
 یہ سرور سکھو ہو چکیاں بے لے روئے کی۔
 شہزادہ۔ حرکت اور ناک پر انگلی۔ وادری انارنگی
 کر رہی سوچ۔ بچار تھا۔ تو پہلے ہی زندہ
 نہ کیا تو لہ۔ اب تو خدا کیلئے مہارک خون کی
 پیاسی نہ ہو چیلے۔ کیونکہ اب آپ نے
 کاتوں پا قصہ دم لیا تو شہزادہ عالم میں
 جوں برانم نکا چیلے۔
 اور وہ صاف کہہ دینے کہ نہیں دونوں
 کی سازش سے ہمارا بنا ہوا کام بکٹ گیا اور میں
 دونوں سے بے پروا کیا لکھو سے جو کما دیا ورنہ
 انے سے کہیں انکار نہ کرتی۔ کیونکہ بکٹتے اقرار
 سکھ گیا تھا تو پیر و کیا ہمزیش کر سکتی تھی
 خدا کیوں بکھڑے نہیں نہ یہ جان کی بند
 جیم میری بدخونیر سے کھانسی کی یوز
 انارنگی۔ نہیں۔ نہیں۔ انہیں!! بی شہزادہ گھبراہٹ
 نہیں ہیں۔ چین۔ چین ہو۔ میں اب مطلق
 انکار نہ کروں گی اب تو جرم میرے ہتھ
 میں لکھا ہے۔ ہوا۔ اللہ مالک ہے۔
 اپنی عزت و عظمت کو خدا کے سپرد کر گئی
 بہاں فی امان اللہ لے چلو کہ جو جہالت میری
 ہوا اگر دل تو محبت بھی نہ ہوتی
 ہوتی نہ شہزادہ کی یہ آہ نکالے نہ ہوتی

<p>چونکہ رات زیادہ آگئی تھی اس لیے محل سرا میں ہر طرف سناٹا ہو گیا تھا بیوی نے خوش ہو کر کہا بسم اللہ تشریف لے جاوے خیر آپ رات بھر سوئیں۔ اس کے اس بہت کو خدا خدا کر کے کہہ کر تو خدا خدا کر کے مکتوب میں دو ریم بھی ساتھ ساتھ لکھی پھر اپنی امین سے کہہ کر آیا آپ انہیں بچائیں میرا ساتھ جانا مناسب نہیں آپ ہمیں نظر رہیں میں پہلی خبر گیری کرتی رہوں گی یہ دو لڑائی کو رخصت کرنے والی ہیں کہہ کر ان کی کئی ہنگام پر چپکے سے لیٹ رہی اب ان کے ان اور اپنی ماہ تابان کو نشاط منزل کی طرف خیرات آنے دیں اور یہ کہ شہزادہ عالم کی خبر لیں دیکھیں تو خیر ہمارے منتظر رہ کر کیا خبر ہے اور ان کے جلسہ کی کیا کیفیت ہے۔ یہی یہ آج خلاف معمول یہاں سنا اور ہمارا تو خیر جہان شہزادہ تنہا کیوں ہے۔ ہو تو یار ہی جلسہ اس وقت مصافحہ میں لگے ہیں۔ اللہ اللہ اس وقت تو ہمارے شہزادے کا چہرہ نہیں راہ ہے طلب سکھارہ ہیں یا پھر کھل رہی ہیں۔ یہ سے حلیم و سلیم عہد نبی و مہین پیشہ نہیں اور یار بارہ روز و رستہ میں یہ بہت میں یہ شہزادہ سے لکھ کر رہا تھا</p>	<p>اسپتے قاتل کی میں آمدین کے سبیل ہو گیا غل ہو بسم اللہ بسم اللہ کا ہمارا شہزادہ جسکی آمد سے انکھار میں پتھر پڑتا وہ معزز و پیارا مہمان معنی زعفران کے احاطہ کے بچانک سے اندر آیا نظر پڑنا تھا کہ ہمارا معطر شہزادہ بستیاب ہو کر شیر پڑھتا ہوا اپنے غرم مہمان کے استقبال میں مال کو دروازے فالسب وہ آئیں گھر میں سہا خدا کی قدرت کبھی ہم انکو بھی اپنے گھر کو کہتے ہیں اور اپنے پیارے مہمان کو ساتھ لیکھنے کے لیے داخل ہوا مگر زعفران معطر کہہ کر گھٹیل بابا تخلیہ کی جھجک کیونکہ معلوم ہو کر کیا یاقین ہو رہی ہیں کیونکہ مہمان عاشق و معشوق سہریت لگا تا کاتین راہم خبر نیست مجھیدی جیسے پیارے ناظرین ! میں آپ کی خاطر سے اپنی جان بھتی پر لیکر لڑوہ کا لک کہ عقد شہزادے سے و تیار شہزادہ ۱۰۰ ہے کل عذبات پر غالب آکر بڑی شہادت سے اللہ سے یہ گدنی اب میں آپ کے نزدیک اس قدر نامور ہوا کہ جب نوشتہ نہ لکھا تویم نہ تھا یا۔ اس پر بھی اس قدر شہزادہ کرنا چاہتا کہ خدا کی پناہ و رتہ مگر نہ شہزادہ تھا جو چپکے سے نہ لکھا</p>
--	---

<p>شکر ہے اللہ نے جو خود کو کائناتی آپ کی اگر آپ نے خود غرضی ہو مطلب برابری جاننے کی کیا تہ مجھ سے پہلے تو یہ کیا کیوں اور یہاں آئیے قانون پر اٹھ کیوں دہرتی فریاد کی اور تہ وہ کیا آپ کے آگے اور آپ کو ہماری برابری کے سے بچا سکتا ہے اللہ رحیمہ گمانی انارکلی۔ آپ نے شرعی وعدے کئے اور شرعی متین کیا ہیں۔ ہمارا نہیں تو انکار اس بدخود آپ یہ فرض بلکہ فرض ہے کہ ابھی نہ موت کو لینے اور لے کر میں ہر وقت آپ کے اور وہ پہلے تہ میں ہوں۔ انکار اپنے قرار سے غرض ہر جانتے تو ہو جائے و رسول کے احکام سے تو غرض نہ کرے اور اگر آپ نے غرض نہ کیا تو میر کا یہ بھی اپنی عفت و عصمت کے تحت کر گئے تھے اور کیا کر سکتی ہے کہیں یہاں سے ہمارے کا نہ ہے پر سوار ہو کر بندہ کو جانیں اور اپنے پاؤں نہ جھاؤں یہ بھی آگے دیکھتی ہیں نامی اور سوائی انہیں یہاں ہو گا فرما دیکھ کیا اور وہ سہ سے میر وہ سہ سے میر کو سہ سے میر ایسا ہو گا کہ میر کو سہ سے میر</p>	<p>شہر ۵۵ (دبڑی برابری و نیکی اور پیار کے کچھ میں) جہاں جہاں آپ بھر نہیں۔ انشا اللہ میں خلاف شرع خلاف وعدہ کی اور کی جرات ہی نہ کر چاہتا ہوں وہ میر و جد میر جو رہی یہی جان ہی نکلیا ہے۔ ماشا اللہ۔ آج تو ہمارے عیندہ حوصلہ شہر سے میں کسی دل کی روح حواں کر گئی ہے جب ہی تو آپ پر سے ہندو و ثقہ باقی کر رہے ہیں) مگر اللہ تو فرمائیے کہ کہ یہ تمہارا اس مہبت جانتا تھا آپ نے پناہ میں چھتا رہیں آفرین اور لیں کی کوئی اتھا بھی ہے یا اپنے تمام حوصلے و دوسے آرزویش۔ تشائیں انکلیں سب تھامت پر شاہانوں۔ انارکلی۔ بھائی کیا کہ سستی ہوں۔ میری حالت زار تو آپ دیکھ ہی رہے میں خواہ مخواہ شاہ و بیاد بد گزینوں کا شکار ہو رہی ہوں۔ غناؤں نے آسمان سر پہ دھار رکھا ہے۔ کروں تو کیا کروں اور گولہ زنی کیا کروں اور میر آپ کی یہ کہ چاہتا ہے میر میر میر حالت سہ سے۔ رہ رہ کر سہ سے آپ کے کھانچا ہے میر میر کی اور میر میر میر میر میر</p>
--	--

انارکلی۔ خیرا کوپ اس وقت کو ایسا
 ہی ہمایوں قدیم مینت نسیم خیال فرماتے
 میں تو فرمایا کیجئے مگر میں تو کہی نہ کہیں
 گئی۔ کیونکہ مجھے تو اس وقت سے
 اس وقت تک کسوم بھر چین نہیں ملا۔
 شہنشاہ نے یہ سب ہمارے تقدیر کا تصور
 ہے۔ وقت بچا ہے گئی کیا خطا
 اچھا آپ یہ فرمائیے کہ وہ کونسی تدبیر
 کی جائے جس سے ہمارے اور آپ کے
 جائز تعلق کا سلسلہ قائم ہو سکے۔
 انارکلی۔ مصلحت میں اس بارے میں کیا صلاح
 دے سکتی ہوں میری تو کچھ سمجھ ہی میں
 نہیں رہتا۔ البتہ پردہ نیب سے کوئی
 ہندو سیت ہو جائے تو ممکن ہے ورنہ
 ہمارے آپ کے تو کچھ نظر نہیں آتا کیونکہ
 شاہی عتاب سے خوف سے کوئی ہمارا
 ساتھ نہ دے لے گا۔ پھر کیونکر کوئی تدبیر ہو
 سکتی ہے۔
 شہنشاہ۔ نہیں نہیں۔ میں تو ضرور
 چار روز میں کچھ بندوبست کر دینا چاہتا
 میں چاہتا ہوں کہ آپ اگر حکمدیں تو بہت
 مقررے دن سیدھے ولی چلا جاؤں
 و ان پچھلے پچھلے کمال دینے کا اتنا کر دینا
 انارکلی۔ جی ہاں آپ ضرور ولی چلے جائیں
 کیونکہ یہاں کچھ اور بھی ہے جو وہاں لے جانا چاہیے۔

محبت دیکھنے میں نہ آتی اور تیرہ ہر وقت
 کا راجہ شائستہ رہتا۔ بہت اطمینان و مہارت
 بھی کم ہو جائیگا حدیث و عشرت کے مدبران
 بھی وہاں موجود ہیں۔ کہ ان کے میرا اس سے
 جو کچھ مجھے پڑ گئی ہے وہ صبر و ضبط سے
 کی۔ رنج و کرم و روم فریاد و فغان تو از
 میں نے مجھے تفویض فرمائے ہیں۔
 پھر وہاں میں کہیں جاکر سکتی ہوں۔ میرے
 بچے کو نالہ و فریاد کی عادت ہے طفلی سے
 سکھائی ہے ننان مکتب میں فغانی ہے
 شہنشاہ۔ جان میں انارکلی آپ کے یہی
 خیالات ہیں اور آپ مجھ پر ایسے ایسے
 سخت اتہام لگاتی ہیں تو ماشاء اللہ میں
 ہرگز ہرگز ولی نہ جاؤں گا بلکہ اب اسکا نام
 بھی نہ لینے کا اتنا کہ جب تک شاہ ذیجاہ
 آپکا فیصلہ نہ کر دینگے میں کسی کے نامے
 یہ سوچ ہی ہوتی کہ مجھ پر اپنی جان بچانے
 اور جی چھپانے کا الزام عاید ہو جائیگا
 میں کبھی ایسے کمبخت ارادہ کا اظہار ہی
 نہ کرتا۔ عرض میں جی تو اس جاوہر الفت
 کا راز لہرہ ہوں پھر کیونکر ایسے نہ کر سکتا
 تمام افساؤں سے تعلق
 تحقیق عشق کے ہر پہلو پر غور فرمائیے

پس میں آپکا ہر طرف شرمک حال ہوا آپ نے
کسی طرح اپنا دل بھلا دیا ۔

انارکلی ۔ نہیں: ہمیں ۔ میں روکتی
نہیں ۔ آپکو جیسے اچھائی نظر آئے وہ

کام آپکے ۔ میں خوش ہوں میرا خدا تعالیٰ
آپ کو ہر کام میں برکت و رفعت میں

ساعقہ دے نیگے ۔ ابھی تو مجھے یہ خدا جاننے
کیسی کیسی آنتیں نازل ہوئی تھیں

جس سے یہ ہو گیا ہے ۔ گویا
سیت ہو گا آسمان زمین ہو گی بلند

میرا نازل سے تہ و بالا جہاں ہو جائیگا
شہزادہ ۔ وہ یہ جو غلوں و نامہ روں

کا کاہم ہے میں نے تو بھی منہ نکالا ۔
اب اس سے بجز نامیر سے نہ نکل سکے

انارکلی ۔ خدا لا یزال کی قسم میں کسی
اور طرف سے آپکی مدد راہ نہیں ہوتی

میں تو طوطی یہ چاہتی ہوں کہ اگر وہ ملی
جہاں میں کوئی بہیروسی صورت نظر آتی

ہو تو آپ بلا تامل چلے جائیں ۔ یہاں جو
پہنچی میں جھیل لوں گی آپ اطمینان

رکھیں ۔ اں مجھے اتنا خیال ضرور ہے کہ
ہاں میں بھلا نہ وہی جائز کہ میرا

سچی شراب کسی سے یہ آبد غراب
لیا نہ ہو کہ تم کو جوانی آنتہ کرے

شہزادہ ۔ فی الحال تو کوئی اور بہیروسی
بادی النظر میں نظر نہیں آتی ۔ سوئے

اسکے کہ ہمیں اس قید سے بچنے کے لئے
تبریر نہ کر سکے ۔

انارکلی ۔ بھلا ۔ کیا کرے کہاں جائیگا
تمام ہندوستان تو شاہ و بیجاہ کی تلوار

میں ہے ۔
شہزادہ ۔ یہ بھی ایک ہی ہوئی جہاں

شاہ و بیجاہ کی حکومت ۔ رن ہندوستان
ہوئی تو بدلتا ہو گا نہ ملتا ۔ اہو ملک

خدا تنگ نہایت پائے گا ۔ تنگ نہایت
انارکلی ۔ اگر یہ ارادہ ہے ۔ تو جانا مل

آپ دلی چلے جائیں ۔
شہزادہ ۔ بہت اچھا آگے کی یہی مرضی

ہے تو مجھے کوئی عذر نہیں ۔
انارکلی ۔ مگر جہاں تک ممکن ہو غور

کتابت کا انتظام معقول رہے ۔
میں آپکی خیر و عافیت نہ معلوم ہونے پر

کوفت میں کھل کھل کر جان دید رہی
شہزادہ ۔ اٹا ابدالی عہد انتظام

کہوں گا کہ ہمیں روز ایک خط ملا کہ یکسا
بجید مجھے کیوں عزیز ناظرین کیا کچا چھا

نشا اور آپ کو سنایا ۔ یہ بھی آپکی خاطر تھی
درتہ کر ان ایسی جان جو تمہوں میں قدم

دہتر ہے۔

یہ باتیں سہر سہی تھیں کہ صبح کی آدھ
ایک دن سے چل گئی تھیں اپنے
نفلہ میں ان کے ہوش اڑا دیئے
پھر قریب بات بھی نہ کہہ سکے اور ناگلی
نے تھہر کر حقیقت کی آجائز چاہی جسے
نہتر سے عالم نے جبراً و قہراً منظور کیا
اب ہماری غرض نظر اندازینا بی زعفران
سے ہر اہل بے قدم اتفاقاً نکلیا اپنی
زندگیاں میں سنجی گئے یہ کیا دل نکار
وقت تھا جوان وہ لوں پر گذر گیا
شکر ہے ہماری مہر نگار اپنی محنت اور
عملت بچہ لیکیا گو ہمارے نہتر کا عالم
کا لپا ہوا اولولہ بار بار افسوس حسرت
سے یہ کہہ رہا تھا نگار کیا ہوا ہے
وصل کی شب میں رات شرم و حیا کا بندوبست
کھوٹا بند تھا بھلا یہ دلیل رہ گیا۔

گیا ہوا ہوا باب

ناصح مشق

حضرت ناصح کرامیں دیکھ دے دل
خوش رہہ پر کوئی اتنا تو سمجھا دے کہ
سمجھائیے کیا نہیں معلوم ان تمکین اور
ابوئی بھالی صورتوں میں دلفریبی کے
خدا نے وہ کر سنئے انداز سے اور دلربائی

کی و کو سنی اور رکھی ہیں۔ جس کے

دیکھتے ہی دل قابو اور جگر پہلو میں نہیں
رہتا۔ انکھیں انکھیاں جہاں بیقرار ہوتی جاتی
میں۔ کیجیہ و حزن کئے لگتا ہے جسم میں
سناٹا ہے۔ جی میں گھبراہٹ سی پیدا
ہو جاتی ہے۔ دل میں ایک قسم کا
میوٹا میوٹا درد شروع ہو جاتا ہے کیجیہ
ذرا بھی اس مزے کا لطف انکھوں پر راحت
خیز دے دے کہ اسے درد مند ہمیشہ اس کے
بھوکے رہتے ہیں۔ اور ان کے دل میں
ایک ایسی دلکش چیز پیدا ہو جاتی ہے جو کشتی
میں بد طوعے رکھتی ہے جسے صاف لفظوں
میں محبت کہتے ہیں۔ جسے ایک ذرا سی
بڑے پیار سے پہلو میں سہو جہاں کی طرح
چھپائے پھرتے اور کبھی کبھی جو نشہ لطف
میں اس سے یہ باتیں بھی کر لیا کرتے ہیں
اسکے اے پیاری محبت! تو سی وہ دل
پسند مرض ہے کہ تیرا مریض شفا پائی
آرزو ہی نہیں کرتا اور نہ تیرا مارا مہا کبھی
زندگی کی پرواہ کرتا ہے۔ تیرا ہی صحت
کبھی ہتھیاری سے نہ دیکھ نہیں دیکھتا اور
اور تیرے ہی آب خنجر کا پانی سا ہنستہ رہتا
ہے اور بار بار یہ کہتا ہے

خنجر کو چوس گئے ہیں میرے بچے خنجر
خاندان سے پھرتے ہوئے تیرے ہیں کہ ہیں

<p>اے اے پیاری محبت تو جی وہ چلتا ہوا اندر اور جگایا ہوا جاوے کہ جب تو اسے جگایا چاہتی ہے تو ترے بڑے پوتے دیکھے امیر دل غمزدار ہوں، اہم بھول مار تو غم کی گریہوں کی پم و رش ہوں، اول پر ہی اسکا دار کرتی ہے خلیقاہ غمزدار، اثر پڑا ہے کہ وہ بچا سے وقف حشرت و یاس ہی ہو جاتے ہیں۔ اور ان عزیز کی ان بان خاک پر مل جاتی ہے۔</p> <p>اے اے محبت جب جری آگ دل میں بھرتی ہے تو وہ تسلی طرحتی نہیں اور مجھے تو گید کر بھیجے۔ کیونکہ یہ حرف تیری ہی لگائی تو ہے نہیں بلکہ تو یہ کسی عدد سے رحمت و دشمنی لگائی ہوتی ہے چمکے شعلہ جگہ سو ترے خاک ہو کر بچا رہے چلنے واسے اپنی جان ہی دیدے میں شہنشاہ فلک بارگاہ اکبر کا نور بھر جنبہ سے نور نظر سلیم درجہ میں تاج و سلطنت کا مالک ہو کر جہانگیر کے لقب سے مقالب ہو کر شہنشاہ ہندوستان ہوا (واق) یہ پتہ پتہ کہ یہ شعور ہے حشرت و یاس سے پر ہوا ہے اور سوز جدائی میں جل رہا ہے۔ جلال اکھنڈی۔ ہمیشہ سوز ہیرا لئی سے بغیر رہا کبھی سوز رہا کبھی پیڑ رہا</p>	<p>اے اے پیاری محبت تروہ جنوں انگیزی چاہے وہ سوو اخیر جز ہے کہ پیر تیرا سا پیر چاہے وہ ہمیں مہمنی و سودائی ہو جاتا ہے بخود بنا یثوائی محبت جی کوئی در باعدت و کفر محبت سامنے آجاتی ہے اسوت تیری پڑھائی ہوئی یا کس کس محبت کو اس میں پیار سے بھیجی اور کتنے وہ وہ لطف اٹھایا جاتا ہے لال ہی جانتا اے پیارے اے محبت! یہ ترے ہی ہتھکنڈے اور ترے ہی کٹھے ہیں۔ کہ تو سراپائے یار جاندا گاندار کے سائے پیش کر کے نہیں رسواے عام کرتی ہے اور مطلق ان کسے تنگ دنا موس کی پرواہ نہیں کرتی۔</p> <p>اے اے معزز محبت! تیری ہی سرکار قیامت آثار میں بادشاہ گدا۔ امیر فقیر ارجوان۔ پیر غفلت۔ محتاج صاحب انگلیں و تاج سب ایک ہی لائقی مانگے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شہنشاہ ہندوستان کاؤت دل بارہ جگہ تیرے تر جھکا کا خاک را اور ترے فرمان کا فرغانہ وار ہے۔</p> <p>اے شہزادہ سلیم۔ اسوقت نشاط منزل میں کیا طریق و اندو گین ہیٹھا و یاس سے ہر ایک کامنہ ملک رہا ہے۔ یہ وہی ہے جو کبھی تیرے تہوں اور چکروں میں نہایا تھا کہ اے اے کسے محبت</p>
---	--

اب کے تو نے ہمارے ناز و نعم کے پلے پہلے
 شہزادے کو وہ باغ بہرہ دکھائی دو۔ وہ چٹا
 دیا کہ خدا کی پناہ! اب نہ وہ سلیم ہے نہ چٹا
 پہل نہ وہ رنگ لیلیاں نہ وہ جلسہ احباب
 نہ وہ تیشہ کی لال پری نہ وہ کتاب التہام
 سلیم جگر نکار ہے اور خیال یار ہے اس افسوس
 اتفاقاً پہلے یاروں سے خواجہ محمود و صاحب
 مرید میری آگئے ہیں۔ جن سے ہمارا فرم ضرور
 شہزادہ پایا کرتے ہیں بھر بھر اور کلیجہ تمام
 تمام کر یہ باتیں کر رہا ہے۔
 مرید میر۔ شہزادہ عالم خدا کرے وہ الگ
 چند سے ہی حال حسرت اہل راہ تو دشمنوں
 کی جان کے لالے پڑ پائینگے۔
 محمود۔ مٹھڑاؤ خدا عالم یہ عورتوں کی حکمت
 سوسے پہانا اور واڑھیں مار مار کر دونا
 نہیں معلوم آپ کے ساتھ کیا سلوک
 کرے خدا را خدا تو خدا نواز سیر و سفر اختیار کیا
 شہزادہ۔ وہ مرزا صاحب! میں لٹو سے
 کھلاتا ہوں۔ آپ کی باتیں بھی زنیاسے
 نہالی و فکس ہوتی ہیں۔ اسلئے تو میں
 نے آپ صاحب کو اپنی تمام امیریں منتقل
 کر لیں اور کسی سہارے کا بھی خیال نہ رکھا
 بقول حضرت ذوق سے
 نہ بیکٹیش واپس الیاس گدا بایا میں ہم
 کہ بدتر و بامرتبہ حبیب کا سہارا کا

جب آپ لوگوں کے خیالات میری حالت
 نارنگی میں۔ تو پھر آپ حضرت سے تشریح
 ہی نہ کھنا جیون ہے
 خواجہ محمود۔ بیشک ہماری باتیں آپ کے
 خیال کیسا تھپتھپی طرح پیش نہائی ہوئی اور یہ
 خیالات انہیں تہی جڑی نظر آتے کہ روتے ہوئے
 کیونکہ وہ نہایت سچی اور کھری ہوتی ہیں اور سچی باتیں
 مرید میری آگئے ہیں۔ جن سے ہمارا فرم ضرور
 ہم غریبوں سے قطع تعلق بنائی کی کوشش کرتے ہوئے
 مگر ہم نہیں کر سکتے کیونکہ قدرت نے ہمیں
 آپ کے دامن و دولت سے وابستہ کر دیا
 ہے پس آپ ہی فرمائیے کہ تو میں قدرت
 میں کسی نے اصلاح کی ہے جو ہم کریں
 اللہ ہم تو ہم شاید آپ بھی نہ کر سکیں پھر
 اجا نفا ری و جانا نفا ری سے ٹکھڑا کر دینا
 سچی چہ باتیں۔ اور کیونکہ جہاں چھپا میں
 سب بالکل آپ کے خیال مبارک کی
 نہ سمجھی ہے۔
 مر رہے ہیں انہیں یار میں چلیے
 ٹیوہ اپنا تو ہے و قادری
 براے خدا پھر آپ قطع تعلق کا کلہ زیاں
 سے نہ نکالیں کہ میں سراسر ہماری
 و نشانی ہوتی ہے جو کسی طرح آقا کر
 غلامی و اجبا نہیں۔
 شہزادہ۔ جہاں ہی مجب و اب آپ کی باتیں

سچی و کھری سہی مگر بزرگوں کے قول کو بھی
 سچی تو خدا نایا و رکھا کہ کیا آپ بدیں شیراز کے
 اس مقدمے کی کچھ توفیر نہیں کرتے مگر اس فقرے
 کو آپ مد نظر رکھیں تو کبھی ایسی بے جا جرات آپ کو
 پیدا نہ ہوئے اے اپنا زور حال اور آپ کا وہ مذاق کبھی
 برق تپتی بہت سے نہ ہوئی
 اس دل بھیرار کی مانند
 خواجہ محمود۔ بندہ فانی یہ صحیح ہے مگر
 کیا مصلحت کینفت کے لئے عزاہ مخواہ
 میں آپ کو حرج جان میں ہلاک ہونے اور
 جان دینے کی ترغیب دوں اور اس سے
 بچنے اور تکلیف دینے یا دلجوئی کرنے کی فکر
 نہ کروں۔ اگر مینے ایسا کیا تو مجھ سے
 زیادہ غمگرم اور مومن کش شاید پیچھے
 لے پیدا ہی نہیں کیا۔ خیر اگر آپ کی مرضی
 یہی ہے تو اب مصلحت ہی سے کام لیں
 مگر خدا کیلئے ہو یا اپنی خود غرضی وغیرہ وغیرہ
 کی تہمت سے سوان رکھیں گے۔
 شہنشاہ۔ ابھی ایسی مصلحت برتنے
 کو میں نہیں کہتا۔ جیسا آپ نے بیان فرمایا
 خدا نہ کہے نہ ہمارے یا رزگوں ہوا اپنی سی
 ہوا ہی لگا جائے۔ اگر آپ اصحاب نے
 میرے سبب لے یا میری دلجوئی میں ذری
 بھی کسر کی تو جس الزام سے بچنے کی
 آپ نے خواہش ظہر فرمائی ہے

موجود آپ سے ملزم ہو جائیگا کہ میں اس سے
 چشم پوشی بھی کی تو بھی دنیا ایک متمم کر نہیں ذرا
 بھی آپ کا مروت نہ کرے گی۔
 مرید میر۔ شاہ نوشیروان جان نے اپنی زبانی
 نصف شہادی میں یہ کیا اندھ کر کیا کہ غریب ان کی
 بھیم بے خطا قید کر دیا ابھی تک تو شاہ عرش
 پائنگا کو اس دکھ کا تصور بھی نہ معلوم
 ہوا۔ پھر کہیں انہوں نے یہ ظلم وہ جبر
 روا رکھا۔ آئے آئے پیاری کیسی محبت
 جمیل رہی ہے۔
 خواجہ محمود۔ واقعی اس کا تو مجھے
 سخت تنق اور بے حد استعجاب ہے
 شاہ ظفر پناہ بھی اس میں زیادہ اتہام
 کے متمم نہیں کر دے جاسکتے ہیں۔ یہ
 سارے لشکر کو عزا دے بخیروں کے گھلائے
 ہوئے ہیں۔ اس پر ہمارے شہزادے
 صاحب بہادری کے خط لے اور بھی آنت
 بچا دیا۔ اگر وہ خط بڑی ایگم صاحب کے
 ہاتھ نہ آجاتا۔ اور وہ شاہ عالم پناہ کو نہ
 دکھائیں تو یہ آفت نہ آسکتی۔
 سلیم۔ والد اعظم۔ ابا کے کان کس
 بد نصیب نے اس پیاری مصیبت کی
 ماری مار کر وہ گناہ کی طہرت سے ایسے
 پھر دینے۔ کہ وہ دفعہ دہر کس کے پیچھے
 پڑ سکے۔ اور اب کسی کی ستے ہی نہیں

اس پر ہمارا خط گنجنت اور بھی سونے پر
 سہاگہ ہو گیا۔ ہونیوالی بات ہو ہی جاتی ہے
 نہ طوفان آتا نہ یہ سب جھجکتے کھرتے ہوتے
 واری تقدیر عجب سلوک کیا۔
 خواجہ محمود۔ سوائے ابو الفضل اور فیضی
 کے اور کسی جرات ایسی بے باک ہو سکتی ہے
 یہ انہیں مددوں پر فیضول کا کام ہے
 خدا ان موزیوں سے بچا ہے اور انہیں جہنم
 داخل فرمایا۔ لیکن کچھ شہرہ سے عالم کی بھی پوری شہرت
 شہرہ۔ وہ سچ کہتے ہو جہاں جان یہ دونوں
 بڑے ظالم و ظالم کافر و کفر میں۔ بھلا یہ
 اپنی عادت سے بچنے والے ہیں۔
 اگر یہ ہم سے عداوت نہ رکھتے ہوں
 تو بھی۔
 نیش غائب نہ رہے کہیں است
 مفتخرائے طبعتیں نیست
 ان سے کچھ بود ہی کی امید رکھنا میرا سر
 اس پر پیر کی گردن پر لٹا چھری پھرنے
 ہے۔ یہ نام و گے انہی کے لگاے ہیں
 جن میں کوئی ٹکڑہ نہ جہانے چھوڑا ہے
 جو آج کل گل و بلبل میں دل چال نہیں
 جن میں کوئی ٹکڑہ نہ جہانے چھوڑا ہے
 مرلیہ صفر۔ اسے کہاں وہ ناز و نعم کہاں
 یہ الم کسے کیونکر وہ اس قید کے دل
 بھگتی ہوگی اور کیونکر نصرت کے آمنا ہی

ہوگی حیف میرا بس چلتا تو میں انہیں ہمارا
 کی ناک کٹوا کر پیر کر دیتا
 سلیم۔ اسے میرا اللہ مجھ سے تو
 اب پھر کی معیت نہیں جھیلی جاتی ہے
 اور نہ فرقت کا مددہ اٹھایا جاتا ہے
 اس سے زحمت ہی آجاتی تو میری
 زندگی ہو جاتی۔ اسے اسے
 فرقت کی رات آنکھ نہ دم پیر در لگی
 کیسی بری گھری تھی جو آنکھ آ خدا کی
 مرلیہ صفر۔ آپ تو ہر سال ہوتے جاتے ہیں
 ہر سال نہ ہو جیتے۔ کہ آپ کے ہر سال
 ہونے سے تمام کہیں بکڑ جاتے پھر کچھ کہتے
 دہرتے نہ بیٹھا۔ ماں تدبیر شرط ہے۔ کام
 کئے جاوے تدبیر سے ہرگز نہ چوگنا چھوڑے
 جب ہمارے دشمن نہیں چوگتے تو ہم نہیں
 چوکیں۔
 خواجہ محمود۔ مٹا ہے شاہ فرید در ۱۶
 نے اب تو اس زندانِ غم کی جو کسما کسما
 لئے پیر سے یہی سمجھا دیتے ہیں خبر تو
 دیکھا جاسکا۔ شبو تو موجود ہے۔
 سلیم۔ اسے دواہ امیرانہ لٹا کھڑے۔
 رہنے والی بیکیوں میں زندگی بسر کر رہی
 قلم تنہائی تو زندانِ الم میں کیونکر رہ کر
 ہوگی۔ بہتر تو یہ تھا۔

ہم دونوں کو قتل ہی کر دے۔ تو یہ آئے
 دن کے چھٹے ہی ختم ہو جاتے اسے ظلم کر
 یہ چور یہ جفا تو اب نہیں دیکھا جاتا۔

مر لیدہ۔ بیشک

مر لیدہ۔ (مرزا سے) اجی مرزا صاحب

آپ خان خاناں چلیے صاحب دیر و عقل کل

صاحبزادے ہو کہ کوئی داؤں ایسی نہیں چلتے

کہ میں سے وہ پری بیکر قید خاتے سے ازا

یہاں ہے۔ ان تمام گروہ گناہوں کے چھپکے

چھوٹ جائیں اور آپ کے پوپارہ ہوں

خو احمیہ محسوس۔ یہ تو ہوا ہی ہے۔ آپ

دیکھتے تو جابائے۔ گوہاں خرمہ پر نہیں بار

یہاں اور افضل بھی کیا یاد کینگے۔ کہ اچھے

تھوڑے سے نہ سمجھا تھا۔ انکی بھی وہ جبری ہو۔

کہ آپ کے گھبراہٹ ہو گیا اور وہ آجائے تو ہی

ہیں۔ یہی رہا کسی خواب فرگوش میں ہے

مر لیدہ۔ یار میں بھی تو راستہ دلی سے

وہی گریں ہوں کہ کی طرح ہمارا ہنر

بہتر اور دقیقہ پہنچتا سے ٹھیک پاسے

اور اسکی گفتہ شریعت اصل سے دور ہو

اور وہ دیکھے وصال سے دور ہو۔

سلیم۔ سچہ آپ صاحبزادے سے بہت

کچھ امید ہے مگر یہ مقدار اب نہیں

ہے کہ آپ کی بھی مروت کی اس کے

سامنے کچھ چل سکے۔ اسے اس کی بکثرت

لے خوش غلام سے مکریرے تمام

مر لیدہ۔ میرے راج روح کب

تکس قید کی ولت اور اس کی اذیت

جھلکی۔ اسے وہ کل انعام تو صدمہ

سفاقت میں سرکہ کھانا ہو گئی ہوگی

اسے کوئی بھی ایسا ہمدم و ہمدر نہیں

جو مجھے اس کل رعنا کی نگہت ہی نہ کھتا

دیتا ہے۔ سطر

نگہت یار ہی اڑا لاتی

مجھے آج بھی اے صبا نہوا

مر لیدہ۔ آپ کی حالت اس وقت

فراق و صدمہ استیاق سے بالکل

بیز ہو رہی ہے۔ مجھے خوف آتا ہے کہ

خدا خواستہ اس کو غت میں آپ کے دشمن

بیار نہ ہو جائیں میری رائے میں تو

ویر و خزانہ سے غم غلط کھینچے تو بہتر ہے

بھید ہی۔ ۱۰۶ ر سے میرے شہر اجیا

موجبی ہے مطلب ہی کی سوچتی ہے

سلیم۔ میری توجہ حالت ہے وہ ہے

ہی مگر خدا خیر آپ کی خاطر کہوں۔

خو احمیہ و بیشک جیتا کہ کوئی مشغلیہ نہ

نیال یار ہی نہ لینے دے گا

بھید ہی۔ جی اں بجا ارشاد ہے چاہے

مردہ دوزخ میں جہنم یا بہشت میں مگر
آپ کو تو اپنے حلوے مانڈے سے غرض ہے
بہشت اچھا بھیجئے شغلہ !!!
اب ان تینوں شخصوں نے ایک پیگ
پر غزوانی کا نیا عورتی ہی دیر کے بعد
شہزادے نے ایک پیگ اور نوش فرمایا اور یہ
باقی شمع ہوئیں ۔

شہزادہ ۔ سننے میں آیا ہے کہ شاہ سکندر
جہاں برفضل کو شہزادہ عالم کی تہذیب و تادیب کیلئے
بھجئے وہاں والد عالم کہا تھا یہ عالم بیچ ہے
خواجہ محمود مٹاؤ میں نے بھی ہے مگر لکھی
مٹی تصدیق نہیں ہوئی ۔ اچھا آئے تو مجھ
کی وہ خیر لیا تو کیا کہ وہ گیدی بھی یاد کر گیا
اچھا ہوتا تو اس وقت آ جاتا ۔

شہزادہ ۔ اس یارہ اس وقت آ جاتا تو بڑی
مزد آتا ۔ اور وہ حضرت سمجھا بیٹے ۔ کیا

یہ تو میری سمجھ ہی میں نہیں آتا خدا کا
اس پر عشق کا جن سوار ہو جانا تیرا ہے

آئے دل کا جو آدمی ہوتا ۔ اور اس کا
سارا عقول خاک میں مل جاتا ۔ کہ بڑا ہی

بڑ خالہ ہے ۔ اس کے بعد وہ مردہ دور
مٹے احمد کا حل ہی رہا تھا ۔ کہ ابو الفضل

کے آئینہ اٹھ ہوئی بڑا سا ملو شغلہ تیار کیا
شہزادہ ۔ اسی اس وقت اس کا آنا خانی رز

عالم میں نہیں ۔

خواجہ محمود ضرور دل میں کچھ کلا ہے
اچھا آئے تو وہ چلا کر دیکھا جاسے گا ۔
شہزادہ ۔ (مادم سے) ہندو آئے دو ۔
مادم ۔ دبا ہر اک جاسیے احمد ر اندر
جانیکی آجاذت ہے ۔
مولانا ابو الفضل نے قدم اٹھایا بھی تھا
کہ یہ آواز آئی

عید سی ۔
قدیم رکھنا ۔ بھلا کر عقل رندا نہیں ہے و لحظہ
یہاں پگڑی اچھلتی ہے آئینے خانہ کے میں
دیہ نہ کہ پہلے تو مولانا اچھکے مگر پھر جبراً و
تہراً اندر جاتا ہی پڑا ۔

شہزادہ ۔ مولانا ابو الفضل کو آتے دیکھ
کہ آئیے آئیے ! ! خیر تو ہے ۔ مولانا

آج یہ عید کا چاند کہ ! ! سے نکلا مزاج
مقدس ۔

اے آمدنیت یا عشا آبادی ما
ذکر تو بود و زمرہ نشادی ما

مولانا احمد شہزادہ عالم عالمیان کی ہر
دوراز ! ! سب فریت ہے ۔ دعا کرتا ہوں

شہزادہ ۔ آج کیا ہے ۔ جو آپ نے مجھے
خاک کی طرف نظر اٹھان بہت دل فرمائی

مولانا ۔ ہنس کچھ نہیں رہتی پیدا آیا تھا ۔
عید ۔ شہزادہ عالم کے دینا ریش

باہر نہیں ہو ۔ لے سے طہنیت کر کے تیل

ہستی۔ فقط حضور کو ایک نظر دیکھ لیتے
 کیسے حاضر ہو اٹھا وہ شاہد اسے پوری کر کے
 اس کے مرض بھی کتا گیا کہ غلیہ پاتا مگر وہ نہیں
 زیر سر دیکھا جاتا تھا۔
 شہزادہ۔ اسے بھی آپ غلیہ ہی تصور فرما
 یہ لوگ کوئی غیر نہیں میرے علی راہہ میں
 آپ شوق سے خواہش جو کچھ آپ کو فرماتا ہو۔
 مولانا۔ دوسرے سے سے مذہب کا دور
 ناکہ پر رد مال رکھ کر یہ کیسی بات ہے جس سے
 واپس بھٹا جاتا ہے۔
 شہزادہ۔ مولانا یہ آپ کی منشاء جان
 کو تازہ کر بیو الی شیم ہے۔ آپ اس سے
 اس قدر گہرا کئے کیوں ہیں۔ کیا خدا نخواستہ
 توبہ کر دالی۔ اب ہو ہو !!!
 لورج میرے سجدہ جامع کے ہیں امام سے
 داغ شرب دہوتے تھے کل جاننا سے
 مولانا۔ توبہ تو بڑھ چکی ہے۔ یہ کیسی بات
 کہ یہ اب بھی نہیں۔ توبہ کس سے کرتا۔
 شہزادہ۔ اے مولانا پھر آپ کو کیا
 بتاؤں کہ یہ گل اندام کی گہمت فرحت
 طراز ہے۔
 کیا بتاؤں میں اطمینان سے وعظ
 اٹھے گنجت تو نے پی بھی نہیں
 مولانا۔ خیر مجھے صاف فرمائیے۔
 شہزادہ۔ مولانا کیا پھر اسلام قبول فرمایا

مولانا۔ شہزادہ۔ عالم نہیں معلوم یہ ہستی
 آپ کیا فرما رہے ہیں۔ میں تو بقیہ تعالیٰ
 مسلمان ہوں۔ مسلمان کا بیٹا ہوں۔
 مسلمان خاندان میں پیدا ہوا ہوں
 مسلمان سلطنت میں رہا ہوں مسلمان
 مذہب ہے مسلمان طرز معاشرت ہے۔
 یہ مکی بہنی یا تیس کیسی۔
 شہزادہ۔ میں سمجھا کیونکہ بار کر لوں
 کہ آپ مسلمان میں یہ آپ کے عقیدے
 سے تو خدا ہی بچائے۔ آپ تو اسلام
 پاؤں وہ ان کے اختراع ممتزع فرما
 رہے ہیں۔ اور وہ وہ لسانی شاخیں
 نکال رہے ہیں کہ الامان خیر اس وقت
 مجھے اس درد قد سے کوئی عرض
 نہیں۔ آپ اپنا مطلب بیان کرنا چاہتے
 میں حاضر ہوں۔
 مولانا۔ میں پہلے ہی عرض کیا کہ
 غلیہ کی عزت ہے۔
 شہزادہ۔ اس کا جواب بھی پہلے
 عرض کر چکا کہ اسے آپ غلیہ ہی تصور
 فرمائیے کیونکہ (مرزا اور راہب کی طرف
 اشارہ کر کے) یہ دونوں میرے ولی راز
 دار ہیں ان سے میری کوئی بات
 چھپی ہوئی نہیں ہے۔ آپ بلا لانا
 فرمائیے کہ اس سے آپ کو غلیہ کی فکر

اس قدر کیوں ہے۔

مولانا۔ شاہ عالم پناہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔

شہزادہ۔ سبب منوجب۔ حجت آپ کے بھیجنے کی علت غائی

مولانا۔ اسکی علت غائی صرف یہ ہے کہ آپ ان ناچایہ زمانہ کم حرکتوں

سے محترز رہیں۔ جو آپ سے ادنیٰ آپ شیعوں جیسوں اور مصفیروں سے

سرزد ہو رہی ہیں۔ جنہوں نے ایک عالم میں تہمکہ بجا رکھا ہے۔

شہزادہ۔ آپ ایسی نازیبا گفتو مجہ سے کس حیثیت و اختیار سے فرما رہے

ہیں۔ سو رکھا اہان نے انکو مجہ سے اس قسم کی بے مایہ گفتگو کرنی اجازت

محنت فرمادی ہے۔ مولانا۔ میں آپ کی اس منطقی بحث

کا حاصل نہیں سمجھا کہ اس بیان سے آپ کا مقصد کیا ہے۔ براہ مہربانی پھر اسکی

دور توضیح فرمائیے۔ شہزادہ۔ میں مجھے تو چشمہ آفتاب دیکھنا

سرشتا کسی مسجد میں جاسیے۔ مچلایہ کرن جہان تشاروں کو چہرہ کستا سپہ کی وحشت

سی ایسی ادق تفریق تھی۔ جسے آپ سنا نظر نہ آئے۔ اچھا اب بھیجئے کہ میری آتماں

کا بار ڈال رہے ہیں۔ یا تا صحنہ و بزرگانہ طریقہ برت رہے ہیں۔ یہ مجھے معلوم

ہو جائے۔ تاہیں بھی جواب میں نہیں پہنچوں کو اختیار کروں کہ جن پہنچوں

سے آپ سوال کریں۔ مولانا۔ شاید اسے عالم اچھا سمجھے

خادمانہ حیثیت کے میں دوسری حیثیت رکھ سکتا ہوں۔

یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ ہاں اگر آپ حفظہ ارب کا کام فرما رہے ہیں۔ تو

بزرگانہ حیثیت بھی کام میں لانے کی جرات کروں۔ ورنہ خیرہ کو راسخوں

ہی دونوں تشلیق میرے لئے کافی ہیں شہزادہ۔ اچھا تو آپ کی تقدیر کا ماحضہ

یہ ہے کہ میں تمام عیش و آرام اپنے اوپر خرام کر لوں۔ اور اپنے یاراں نیک

انجام شہزادہ۔ عبدالرحیم و راجہ مرید مہر سے کنارہ اختیار کروں یا نہیں خیر یا

نہوں۔ اسکی تو آپ مجہ سے حکایت تک امید نہ رکھیں اور نہ یہ مجہ سے میری

حیات میں ممکن ہے کہ میں اپنے درلی جہان تشاروں کو چہرہ کستا سپہ کی وحشت

انگریزیت کا وحشی ہو جاؤں۔ خدا بچائے اپنی ایسی تفرقہ انداز بند سے

مولانا۔ میری کیا مجال جو ہاں آپ کو

ایسی انگور اصلاح و طبع عالی پر بار ہو
شہزادہ - وہ مولانا آپ میں بات
کہہ کر مجھ جانی صفت بھی ہے اگر یہ
نہیں تو پھر آپ کی اس فضول گفتگو کا
میں مطلب کیا ہے۔

مولانا - شہزادہ عالم احسان کرے
کہ ایسی مخموم صفت مجھ میں آجائے
وہ دفع البیات مجھے اس نامردانہ
صفت سے محفوظ ہی رکھے۔ میں نے
تو صرف نام و عریضہ رفتار و نامطبووع
کردار کی نسبت گفتگو کی اور وہ
شاہ گیتبہ دھیان لی دھانس اور

زیادتی تھی۔ ورنہ میری زبان یا میری
طاقت کو اتنی ہمت و حیرت کہاں
تھا کہ مجھے آپ اسکا ہضم اور اس
بے باکی کا مجرم نہ ٹھہریں۔

شہزادہ - خیر ہو گا۔ ملک تو آپ
کو جو کچھ فرمایا تھا، فرما چکے۔ کہ ابھی اور
بھی کچھ کہنا باقی ہے۔ اگر باقی ہو تو
لے دو وہ بھی فرما دیجئے۔ اور قبیلہ و
نسب کا حکم بجالا ہے۔ مولانا - خیر۔ اگر
آپ کو میرا یہاں کچھ دو لمحہ بیٹھنا بھی
ناگوار ہے۔ تو میں غور سے سوچتا ہوں۔
سوں - آپ اسکا سے نہیں۔

شہزادہ - نہیں نہیں! مولانا شہزادہ

رکھیں۔ بعد میں آپ عالم فاضل سحر
و مدبر وزیر سلطنت احمد نورتی اہری
کے رکن اعظم کی صحبت باعث فیض ہو
سے کہیں گھر اسکتا ہوں۔ ہرگز نہیں بلکہ
میں تو آپ کے قدم منہیت لڑیم کو اپنی
سعادت و عزت کا موجب خیال کرتا ہوں ان
آپ کی یہ رابطہ گفتگو البتہ کشمکش ہے۔

مولانا - شہزادہ عالم میں یہود و ہر
نہیں گوتا۔ میں تو خدا سے چاہتا ہوں
کہ یہ افواہ جو اڑ رہی ہے۔ یاد ہوائی
ہو جائے اور اس گہمت کی جھانٹ
البعادت پائے

شہزادہ - میں افواہ اکیسی۔
مولانا - یہی۔ میں الملک مرحوم و
منفور کی صاحبزادی اور آپ سے
تعلق کی۔

شہزادہ - اچھی دستور العظم وزیر الملک
صاحب بہادر یہ آپ اس وقت میں کہاں
اسے آپ ہرگز نہ گنا افواہ حیرت نہ سمجھیں۔ بلکہ
اسے آپ بالکل سچ اور بہتر کی فکر اور مجھے
اس فقیر جوان کے در کا فقیر سمجھیں۔

مولانا - اس میں مجھے آپ سے خوش
کہ دراصل اعلیٰ اعلیٰ سے ایسے بے حجابانہ
کی مطلق امید نہ تھی۔

شہزادہ - مولانا شہزادہ

مولانا۔ مولانا آپ کے اس انوس پر پھر
 انوس آپ کے اس تاسف پر لکھنا سفت
 بھلا بیٹے بیٹھے آپ کو کیا سوچتی کہ نہ
 طغلاں بنے کو اعظم کھڑے ہوئے
 شہزادہ۔ مولانا آپ ایسے فاضل بگیاں
 ہو کر ان عام خیالوں کے اندر جھوٹے
 جاتے ہیں۔ انوس جناب بندہ
 ابتو میں اپنی جان اس کی بالکی ادھر
 قربان ہو چکا ہے۔ شاہ ذبیحہ نارہن
 ہوں یا خوش بچہ اسکی بھی پرواہ نہیں
 اگر حکم دیں تو میں انکا ملک بھی چھوڑ
 دوں۔ اور کسی جنگل و پہاڑے میں جا لیا
 اگر آپ حضرات نے مجھ سے کچھ زیادہ
 پرغاش کی تو لا بد ہی رہی ہوتا ہے
 ذرا آپ اور وہ دونوں حضرات اسے یاد
 رکھیں۔
 مولانا۔ شاہ ظل اللہ تو اس تعلق سے
 برہم ہیں۔
 شہزادہ۔ ہوا کریں۔ مگر یہ بھی آپ
 ہی کی عنایتوں کا اثر ہے۔
 مولانا۔ شہزادہ عالم آپ ناقص مجھ
 سے بدظن ہوتے جاتے ہیں بھلا میری
 اتنی تابعدارداشت ہے کہ آپ سے معاملہ
 کی طرح نظر اٹھا کر بھی دیکھ لوں۔
 پھر آپ کی یہ بدگمانیاں جو ابھی میری طرف
 متوجہ فرمائیں بجا نہیں ہیں تو کیا میں
 اگر شاہ ذبیحہ مجھے نہ سمجھتے تو میں قیامت
 تک بھی اس طرف کا رخ نہ کرتا چاہے دیر
 کبھی بھی ہو جاتا۔ البتہ شاہ ذبیحہ کے حکم
 کی بجا آوری مجھ پر فرض تھی وہ میں ادا کر دی
 اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔
 شہزادہ۔ میں آپ کو بخوشی اجازت دیتا
 ہوں۔ کہ آپ اباجان سے صاف
 صاف عرض کر دیں کہ سلیم اب بندہ
 عشق میں۔ اور وہ اب زیادہ حق نہ کرے
 ورنہ میں اپنی جان بھی دینے میں تیار
 نہ کر لوں گا۔
 مولانا۔ شہزادہ عالم آپ ہی انشا
 فرمائیں۔ کہ جب شاہ ذبیحہ انارکلی
 کو اپنی لڑکی سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں
 تو وہ پھر کیوں نہ اس ناچار کو لعنت کر
 جائے قصور پر مانتے ہیں۔
 اس جملہ پر تو یہاں طرف لکھتے ہیں
 قلمبہ اور یا کہ مولانا سے ہوش گم ہو گئے
 خواجہ محمود۔ مولانا اگر یہی خیال ہے
 تو کلمہ میں جانتے ہو جاتا ہے اور تمام
 حکم گزار رخ آپ سے تو وہ بے پرستی
 اڑائی کہ میں کا وہ کلاما ہی نہیں کیا تھا
 دنیا میں قیامت نہ کہ میں ہی نہیں جانتا
 یا یا یا دینے سے باہر کی بات کہ

حاتی ہے۔ جو آپ نے ایسا فرمایا کہ اگر
 شاہ ذبیحہ انارکلی کو لاکھ بار بیٹھیں تو
 بھی سلیم کے ساتھ صرف ایک خطبہ کے
 پڑھے جانے سے جائز ہو سکتی ہے البتہ بڑی
 سلیم صاحبہ اگر ایک قطرہ دودھ بھی آپلائیں
 تو ضرور شہزادہ اس حق سے محروم رہ سکتا ہے
 اور آپکا یہ فرمانا فتنہ خلیفہ کیا جاتا ہے
 لگا بتواتر اپنے منہ پر کھینچیں تباہیں اس کا
 رخ بھی شرع کی طرف نہیں پھر سکتا۔
 شہزادہ۔ علامہ برین تمام دعا یا بادشاہ
 کے بل پٹے ہوئے ہیں۔ تو کیا اس کے
 یہ معنے ہو گئے کہ شہزادے اور شہزادیوں
 لائیں بیابانی نہ جائیں۔ اور نہ کسی شرناو
 بخیا سے تعلق ہی قائم ہو۔ والد مولانا
 آپ کی منطق بھی دنیا سے بڑی منطق ہے
 مولانا۔ یہ جملہ تو آپ مجھ پر نہیں بڑھا
 ذبیحہ پر کر رہے ہیں۔ بہر کیف آپ شاہ
 ذبیحہ کا فرمانا تسلیم فرمائیے۔ کہ اس
 میں آپ کا کوئی نقصان نہیں ہے۔
 شہزادہ۔ مولانا یہ تو ان ہونی بات
 ہے۔ اور اب تو میرے اختیار سے بھی
 باہر ہے سہ ذوق
 میں ان سے پھروں کو محال ہے
 نا صحت نہیں یہ بان میرا اختیار کی
 مولانا۔ تو مجھے کیا حکم ہے میں

باپوس ہی اٹھ جائوں۔
 شہزادہ۔ کیا کیا جلتے مجبور ہی ہے کیونکہ
 انہوں تلوں میں تیل ہی نہ رہا۔ اور
 صرف آپ ہی میری طرف سے ملاپس
 ہوں بلکہ اباجان اور تخت و سلطنت بھی
 یہ وہ تشہ نہیں جیسے ترقی آثار دے
 مولانا۔ شہزادہ عالم آباد شاہ وقت
 کی حزامین دوری نہ سہی والدین کی سہی کہ
 یہ تو آپ پر ہر طرح واجب بلکہ فرق
 ہے۔
 شہزادہ۔ اس کے لئے تو میں دل دھ
 جان سے حاضر ہوں جو ممکن ہو کافر ہے
 مگر وہ میرے پرائیوٹ معاملات میں
 دخل نہ دیں۔
 مگر وہ لیا کریں تو ان کی مرضی میرے
 نزدیک انکا آپ کرتا باطل خلاف
 ہر ذیہ و خلاف رفتار شرناو عجیب ہے
 اگر وہ نہ مابین گئے تو مجھے اس شر کا
 پابند ہونا پڑیگا
 حاجی بندہ عشق سردی ترک نسب کن حاجی
 کہ درین راہ فلان ابن فلان چیز نفیست
 مولانا۔ شہزادہ عالم والدین کی نفار مانی
 مناسب نہیں۔!!
 شہزادہ۔ مولانا! تو انہیں مجھ پر بھی نا
 مہربانی مناسب نہیں بھی نہیں۔ بلکہ

مولانا۔ اسکا مطلب یہ کہ شہزادہ والا شہزادہ
 سے کسی پر غصہ نہ ہو رہے ہیں۔ آج آپ نے
 انارکلی کی محبت سے اٹھنے نہ کیجئے تو محبت
 نہیں کہ قتلہ و کھنڈہ اسکی جان کے ہیں۔ اگر
 آپ اسکے بیسے ہی فدائی ہیں تو آپ کو اختیار ہے
 شہزادہ۔ یا اللہ یہ ستم یہ ظلم۔ اچھا اگر
 اس کی جان لی جاتی ہے تو میری بھی
 ہے۔ آپ اور وہ دونوں صاحب ہیں
 میں نے بل کر لیا۔

مولانا۔ خدا نہ کرے۔ کہ آپ کی جان
 پر کوئی صدمہ پہنچے۔ آپ یہ کیا فرما رہے ہیں
 را۔ انارکلی کا معاملہ اس بار سے میں
 بالکل مجبور ہوں۔ نہیں معلوم شہزادہ
 ذبیحہ نے اس بارہ میں کوئی مصلحت
 سوچی ہو۔

شہزادہ۔ مولانا کیا ایگر یقین ہے۔
 میں اس کی مفارقت میں زندہ رہ سکتا ہوں
 اگر آپ کو اب گمان ہو تو وہ عین غلط ہے
 اور کیوں آپ لوگ میری جان لیں ہو
 میں خدا کی قسم

ہماری عمر پچھری عمر کرنا چاہیے۔
 شہزادہ۔ کیا حکم ہے۔
 مولانا۔ مجھے کیا حکم ہے۔
 شہزادہ۔ تو جو حکم ہے اس کو
 کرنا چاہیے۔

تو میری دیکھی بھی کر رہے ہیں جسکی
 ایک کسی مذہب میں روا نہیں ہے۔ نظر
 بنو۔ بھو نہ دل کو میرے خدا کیلئے
 ہر کسرا ہے نہ تو اس میں خنکیا ہو

مولانا۔ شاہ جہاں کو آپ کا وہ اشتیاق نام بھی
 مل گیا جو اپنے انارکلی کو ہے اشتیاق سے کھٹکتا
 شہزادہ۔ اگر وہاں بھی جتنوں میں رہیں گے
 تو ایسے ایسے سنگتوں اشتیاق نامے انہیں ملائے
 اسکی مجھ مطلق پرواہ نہیں یہ تو آپ اسے نہیں

جو اسکا منکر ہو اور اسے ذرا میں جو اس سے
 ذرے نہ میں تو رہا ہوں نہ انکار ہی کرتا ہوں
 پھر آپ مجھے اس پر تپ کر دہکی دینے
 میں۔ کیوں مولانا کیا اس جو ردِ فدی
 کے قاضی مقرر کئے گئے آپ جواب دہ نہ
 ہو گئے۔ کیونکہ آپ شاہ جہاں کے تمام کام

کے ذمہ دار ہیں۔ آپ کو انہیں ایسے ہی جا
 جو ردِ ظلم۔ نہ کہہ کرنا چاہیے۔ میرے نزدیک
 تو آپ ان سے زیادہ جواب دہ آ رہے
 جا کیجئے۔ حیف وزیر میں شہزادہ جہاں
 مولانا۔ میں جو بدہرگز نہیں ہو سکتا
 الیہ آپ کی ضد برابر وہ ہو سکتی ہے

اور عیسے نہیں جو آپ کی یہ ضد اس
 انکی پیار سی کی جان لیوا بھی بگڑے
 جیکے جو اس کو آپ خود تصور ہو جا کیجئے۔
 شہزادہ۔ اسکا کیا مطلب۔

تصور طر مائیں -

مولانا - شہزادہ عالم آپ استقدر علمیت سے

کام نہ لیں دو چار روز اور سوچ لیں اور سوچ

سمجھ لیں کہ تیل کا کام ہمیشہ خراب ہوتا ہے

شہزادہ - مجھے جو کچھ سوچنا تھا - وہ سوچ چکا

اب کیا خاک سوچیں یہ نہ کر مولا ناچکے سے کھلے

اور یاد میں یہ بائیں ہوئے لگیں -

خواجہ محمود - دہشہ زادے سے آپ نے

ابوالفضل سے شکم کھلی - برا کیا کہ وہ تھو

شہر باز ملک اقتدار کا نفس ناطقہ ہے کہیں کوئی

تفتہ نہ اٹھائے کہ تفتہ انگیزی اکی اٹھی میں ہستی

مہر لیدرم - بیشک بڑا موذی ہے اس کے

کائنات کا منتہی نہیں اس کینت سے

ہمیشہ ڈرتے ہی رہنا چاہیے

شہزادہ - اچھی اس ہجارت کی حقیقت

ہی کیا ہے - کبھی تو خدا صاحب تخت

دیکھا - جب دیکھا جا ہیگا - آپ کبھرتے

کیوں ہیں -

خواجہ محمود - اچھی اپنی ہشوقہ مہر متخیل

کی بھی کچھ نہ کر دے - یا کالوں میں تیل

ہی پیسے رہو گے -

مہر لیدرم - ضرور کوئی نہ کوئی فکر کرنی

چاہئے - ایسا نہ ہو کہ کہیں ان شغالوں

کا دارچیل جلتے کچھ کچھ بھی نہ بن چرگی -

شہزادہ - بھئی تدبیر کیا کر دے - کچھ

سمجھ ہی میں نہیں آتا میرے تو ہوش و حواس

ہی درست نہیں - اہل آپ امکا ب کچھ تدبیر

کریں تو ممکن ہے -

خواجہ محمود - انشا اللہ وہ بندہ دست

کروں کہ باید و نباید آپ مطمئن رہیں -

مہر لیدرم - یا اس مولوی کھوسٹ نے

تو تمام مڑ کر کر دیا عین لطف و کیف

کے اندر کینت - چو - اہل اب کس کا فروغ

دور چلے دور پیسے سا قیا

اور چلے اور پیسے سا قیا

(یہ اشارہ ہوتے ہی جام صراحی حاضر کر دی)

اور آپ آتشیں کا دور شرع ہوا -

مہر لیدرم - جی ماں بندہ نواذ اسی کی

تو کسرتی - جکے لئے آپ بے تاب تھے

بکھے آپ چلین کچھ اور جہانک طبیعت

چاہے دفتر سے دل پہلائے -

بارھواں باب

مجرم کینت کی روکاری

بخرم عشق عالم سستہ عوذا نیست

تو نیز میرا آنکہ تو حق تھا تالیست

اکری دربار میں یوں تو میر کوئی اپنا اپنے

من میں کمال الیاء دیکھا نہ رو کر کار تھا - مگر

خفا صکر اجبر میری کا بدلہ سنج لطیفہ کن ستم کا نظر

ہر فن مولانا۔ مگر پھر بھی سہارے ملا دو بیار سے
صاحب کی غیر حاضری تمام دربار کو
کھل رہی تھی۔ حتیٰ کہ ملا کی عدم موجودگی
پر تک کو شوق تھی۔ ہمیشہ متناست
ہو کر کہا کرتا تھا کہ اے ملا کے ہونے سے
ظلمت منافی و نذر کوئی کو بالکل خاک میں
ملا رکھا ہے۔ جب سے وہ قدردان و قدر
فناں و کفن کی طرف گیا دل لگی کا لطف ہی
جا تا رہا۔ اور دربار کی گرگڑی ہی بالکل
سرد ہو گئی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ چوبد
نے ایک عرضی لاکر دی جسے ”نیضی“ نے
شاہ جہنید جاہ کو بھی خندہ لبی سے سنائی
یہ عرضہ سہارے زندہ دل ملا کا بیان مضمون
بلاغت مضمون تھا۔

عالیجا، مذہبی جو خیالات حضور کے
نور بار و بار کی تلمیح، مکہ کی روانگی سے
پہلے ظاہر کئے تھے۔ انکی معافی کا قریب
اور انکے واپس لینے کا ملینگی ہوں۔ اگر وہ اس
قاب بھی نہیں تاہم حضور کے عنایات
شاہ کا جو اس رہ خلاق پر ہمیشہ سے
سایہ نکلن ہے۔ وہ میرے توجہ کو
متوجہ کر رہے ہیں۔ کہ حضور تیری
آرزو پوری ہوگی اور شاہ و بجاہ حزانہ غواہ
عطا پورنی کو کام فرمائیں گے۔

لیکن ابھی اہل پر حضور دربار ہونے میں

شاہ و بجاہ یہ عرضہ شکر نہایت مسرور و محفوظ
ہوئے اور فوراً جیدار الین و عیالیں کو ملا کی
پیشوائی کو بھیجا دیں ملا حضور دربار ہوئے تو
پہلے عہدہ و منصب پر مورے گئے اور شاہ کچھ
سے یہ باتیں ہوئیں۔

شاہ و بجاہ۔ کیدوں ملا صاحب یہ تین
ہیں کہاں لند رہے اچھے نور ہے۔

ملا۔ قبلہ عالم۔ مغل سے مغل الہ حضور کے
قدم ہمایوں تسلیم کی جدائی بہت سچی ہو گئی
ورنہ کہ مغل اور مدینہ سے کبھی واپس نہ آتا
پھر سر۔ دسکر (قبلہ عالم) یہ بھی تھا
گھر کا نہ کھاتا تھا۔

ملا۔ پیر و مرشد! یہ کھنٹل ہے سر کھنٹ کی
کھاتا تھا۔ اس کی مرشد میں ایذا رسانی
ہے۔ یہ دیوانہ اس کی گھر والی دیوانی
ہے۔ ذرا لڑا تو ملا حفظ ہو پورا ڈھول ہے
اور خود جسم لہول ہے

اس زک ٹوک کے بعد وزیر کا ادھر
ادھر کی باتیں رہیں مگر تھوڑے چار دن میں
شاہ و بجاہ۔ ملا صاحب کو آپ بہت
چھپی گڑھی ہاندھتے ہیں۔ مگر آج تو چشم بید
دور پر بر کا عمامہ بھی آپ کی گڑھی سے
کچھ ہلتا نہیں۔

چونکہ بر بجاہ رے کو تھوڑی دیر ہو گئی تھی
اپنے اسپرینہ فخرہ حست کیا گیا تھا۔

ملک جعفر نورانی، بھلا ان کی کیا بیماری
 ہمارے سے میری کیوں ہونے لگی حب میان
 بی بی دو ذراں، لکھنا نہ میں ورنہ یہ بچکار
 نامہ کی قدر کیا جانیں اب نہ ایندو سے کی
 دریا بہتوں کوغ ہی راتھا، شاہ فریاد خوش

قدر عزیز جان تھا ہے۔ جس پر مزدور بوجھ
 اوتھاتے ہیں کیونکہ پہلے اس کا پیشہ ہی
 یہ قتلہ الطاف حنفوی کو دعا ہے۔

جس سے اسے اس دربار میں بار ولادی
 شاہ فریاد۔ کیا خوب۔ بہت ہی اچھی کمی
 پیر مرید حاجات، عید، طاعن سب کو بڑی
 پانڈ شینہ کا سلیقہ کہاں سے آئے اس کے
 پورے پانڈ شینہ کا ابدہ سلیقہ ہے۔

الہ۔ دیکھ کر اپنی اور میری کی گڑھی اتار
 کر اور توڑ پھوڑ کر چھا، بھڑک کر آئی

کیا سے آئے، آپ بھی پانڈ شینے میں بھی
 پانڈ شینہ ہوں۔ ابھی شاہ فریاد کے
 سانس ہی ہماری آپ کی تلمی کھلی جاتی ہے
 ملنے آنا مانا میں اپنی پگڑی پہلے بھی
 اچھی پانڈ شینہ کی لکیر پر بچا ہے نہ بندہ

سکی اور دھت پڑا کر لیا۔ ابو ملا کی بن
 آئی سوچوں پرتاؤ دیکھنے لگے۔ اا
 پانڈ شینہ کی کوہ اندو کر کے، مغرب

جس پر کرنا میری، دیکھ کر یہ صحبت ابھی
 کرنا میری، ملا اور میری میں چھڑ چھاؤ
 ہور، فی۔ انا مہر سے کھجی رہے ہیں

ملا۔ اسلام علیکم یا دستور المعظم
 مولانا۔ دسکر کرکھل جلالہ۔

ملا۔ پھر وہی چھڑ خانی۔ کیا آپ کو میرا بہا
 رہنا میری آنکھوں میں بھاتا۔

مولانا۔ اچھا آپ ہماری سر آنکھوں پر
 آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔

شاہ فریاد۔ ابو الفضل صاحب کہنے کیا
 خبر لائے وہ گھر راہ پر بھی آیا۔

ابو الفضل نے جھپک کر بڑے ادب سے
 شاہ فریاد کے کان میں یہ کہا۔

میری تو راں مطلق دل نہ لگی۔ مینے
 تو اپنی طرف سے بہتر زور لگایا بہت

کچھ سمجھایا۔ مگر شہزادہ عالم پر تو عشق
 کا جن الیسا سوار ہوا ہے کہ وہ کسی

طرح احترا ہی نظر نہیں آتا۔

شاہ فریاد۔ اچھا اب وہ جن ہم تارنگے دیکھا
 ہے کہ ہم مل کے سانس بھی جن مہتر لے لیں

وہ ہے کس خیال میں۔

مولانا۔ پیر و مرشد مینے تو یہ بھی دھکی
 دی کہ اگر ازانہ آئینکے تو نارنگی کے خون
 کے عکس میں آپ ہی جواب دہ مہتر نیک

شاہ فریاد۔ اچھا یہ صرف وہی ہی نہیں
 انشا اللہ سامنے آجائیں گے۔
 مولانا مجھے نوشہرہ کے عالم کے تیرے کچھ بچے
 نہیں نظر آتے۔ خدا خیر کرے۔
 شاہ فریاد۔ خود بخود اچھے ہو جائیں گے۔

بگھر گئے کیوں ہو دیکھتے جاؤ۔ شاہ
 اس وقت سخت برہم ہو رہے تھے
 مارے طیش و غضب کے آنکھوں
 سے ہلکیاں اتر رہی تھیں۔

ابوالفضل نے یہ مناسب سمجھا۔ اور
 اس وقت شاہ فریاد کی طبیعت بہلانے
 کی فکر کی۔ مزاجدان تو دعا ہی فوراً
 میری طرف اشارہ کیا وہ بھی ابوالفضل
 کا منہ تازہ کیا۔ اور چپکے اس کے کان
 میں کچھ کہنے لگا۔

شاہ فریاد بھی یہ آپس کی سرگوشیوں
 کی سہی نہیں۔ یہ معاملہ کیا ہے کچھ نہیں
 بھی تو مدغم ہو۔ یہ تمنا خوری چہ معنی

مولانا۔ نہیں حضور کچھ بھی نہیں۔
 صرف میرا صاحب یہ دریافت فرماتے
 ہیں۔ کہ ملا صاحب اپنا بوریا بندھنا
 کہاں چھوڑ آئے یا بیت اللہ شریف کے
 سفر میں کسی نے ار پر چڑھا آئے۔

ملا۔ میں خوب سے تنہا ہم پیران پار سا رہا۔
 جلا میں اپنا بوریا بندھنا کہاں چھوڑا تھا

انہیں تو بیل میں دبا لئے ہوں۔ مگر میرے
 اپنا تنگستور اور ایک اپنا کھرچا جالی کہاں
 بھول آئے ہیں وقت کے تو آپ صاحب میں کر
 سخت تکلیف ہوتی ہوگی اور بدوں اس کے
 بنا چتے ہو گئے۔

پیر۔ واہ ملا صاحب! آپ کے تو ماشا اللہ
 آپ خوب بولتے ہیں ابوالفضل کی
 طرف مخاطب ہو کر ملا صاحب ابکی بہاڑیں
 خوب چرکیں گے۔

ملا۔ خدا کیلئے چھپے نہیں۔ بھلا یہ تو
 فرمایے کہ کرم تو آپ کا کیا آپ نے اور
 چرکوں میں ایسی الٹی لنگا تو نہ بہاڑے۔
 پیر۔ اچھا ملا صاحب ایک مسما تو بوجھنا
 دیکھیں تو آپ کا دماغ و تھکین تو نہیں
 چات گئی اور کھوپری مبارک کھٹکھٹکی
 تو نہیں ہو گئی۔

مولانا۔ دبیر پر سے ااں میں
 تو بھول ہی گیا تھا۔ جی تید ملا صاحب
 اب بوجھیں کہ آپ بھی یاد کریں
 دیکھتے کیا ہیں۔ بھڑا تے کیڑی نہیں
 ااں ملا صاحب ذرا لگائے ڈرور
 ملا۔ اس سے فائدہ ہی کیا۔ ااں
 کچھ دلوایئے۔ تو کیا مضائقہ ہے۔

مولانا۔ اچھا ملا صاحب آپ کا حلوا
 تازہ موجود ہے۔ بگھر گئے نہیں۔

زور تو لگائیے ان بھی میری ملا صاحب صاحب میں
پیر پر دھولانسی داہ ملا صاحب
تو صافی ہی نہیں میرے ان کی ہمت
ہی نہیں پڑتی۔ آپ خزاہ خزاہ مار
مار کر ملا صاحب کو مرد میدان بنا رہے
ہیں۔ مٹھیں رہیے ملا صاحب اپنے
سادہ لوح نہیں ہیں۔ کہ آپ کی
پرچک یا بڑھاوے میں آجاوے
حالا۔ دھندل کر سادہ لوح تو آپ میں
بھلا میں کیونکر سادہ لوح ہونے لگا
خیر اگر ہمارے دستور العظم ہی چاہتے
ہیں تو بہم اند فرمائیے۔ اب حل کیا
ہو کہ آپ اور وہ دو توں صاحب
زندگی برباد کریں تو سہی۔

بہی و قرست کا نو امان جابیں۔
پیر پر بیت اچھا یا میں بھی تو دیکھتا
ہوں کہ آپ کے ملا صاحب کہا تک میں
لے جو جیسے ملا صاحب
معا
وہ کوئی سر حرنی چیز ہے۔ جرات کھا
وہ منہ سے رال اور آنکھوں سے آنسو بہا
اگر ہم اسکے سر کو پاؤں بنائیں۔
یعنی منقلب کر دیں "جلد" ہو جائے
آپ اگر سر کے پنجے کے دو نقطے اڑا دیں
تو بہم اور خطا ہو جائے
اب اگر اس سر کے پنجے کے اس باقی ایک
نقطہ کو سر کے اوپر لکھ دیں تو ٹوٹنی ہو جائے
اب اگر اس ایک نقطہ کو بھی اڑا دیں
تو مکان ہو جائے۔

حل معا

ملا۔ وہ یہ بھی کوئی سما ہے یہ تو
مکتب کے نوٹروں کا شغل ہے اچھا
آپ بھی کیا کہیں گے ملاحظہ ہو۔
وہ سر حرنی نقطہ مرجع ہے اسے جو
کھائے کائنات سے رال اور آنکھوں سے آنسو
اب اگر اسے منقلب فرمادیں تو چرم ہو
ہو جائیگا چرم جلد کو کہتے ہیں۔
اب اگر آپ سر کے پنجے کے دو نقطے تو زنا
جائیگے تو چرم اور حرم جسم کے جسمی جسم اور

پیر پر۔ وہ ملا صاحب آخر ملا ہی ہو
آگئے مولانا کے فقروں میں دھولانا
کی طرف متوجہ ہو کر) داہ مولانا فوتا
ہوں۔ آخر ملا بیچارے کو شیشہ میں
آمار ہی لیا۔
مولانا دیر برے) داہ آپ تو ناحق
ملا صاحب کو غصہ دلا رہے ہیں آپ
اپنی پسلی کھجور پئے تو سہی تو صاحب
کیسا بڑا جیسے ہیں کہ آپ کے
بھی دانت کٹکے ہو جائیں اور اب بھی
ملا صاحب کی طباعی دھوکا دت وزدو

اور خطا کے ہیں۔

اب اگر آپ اس ایک نقطہ کو سخت سے ہاں کر دیں تو ج سے خ ہو کر خرم ہو جائیگا خرم خوشی کو کہتے ہیں۔

اب اگر آپ یہ نقطہ بھی نکل جائیں تو ج سے خ ہو کر خرم ہو جائیگا خرم اسے کہتے ہیں جس میں اپنی گھڑی رنجی ہیں

ان بدلتہ نہیںوں سے شاہ و بجاہ کا ملاں کچھ کم ہوا اور حلیت ایک گونہ ٹھہری آخوہ اور بار برخواست فرما کر داخل میں ہوئے مگر

یہاں بھی شہزادے کی حاش نے رگ جان کے ساتھ نشتر کا کام کرنا خرم کیا جب مزاج مبارک میں سبت ہی پر گندہ ہوا تو ہم

مولانا ابوالفضل کو بلا بھیجا۔ اور اسے یہ گفتگو کی شاہ و بجاہ۔ و حلیت اکیس کو کرنے کی غرض سے کہنے مولانا آج تو ملے آپ دونوں

صاحب کو ذک دی۔ بھی کیا عمدگی سے مہا مل کیا۔ کہ حلیت پھر ک پھر ک گئی۔ آہو آپ کو کو نکو ملا کا لو مانا چڑے سکا

میلاد یہ لو کو کھما کہاں سے نافقہ آ گیا تھا۔ مولانا۔ پیر و مرشد فاضل کی تفصیلت کا

مکمل کی کیا بیت ما شاہی پڑتی ہے میلاد کی تفصیلت، وکالیٹ کا کون ہے۔ جو قابل نہیں ہے یہ مہما تیر برے کسی دوست نے مل کر نیکی غرض سے بھیجا تھا

مگر نا جو کوئی دن غور و خوض کرنے کے بھی حل نہ ہوا تھا۔ جسے ملا نے پکی بجائے مل کر دیا۔ شاہ و بجاہ۔ مل کیا اور بیت ہی عمدہ طور سے مل کیا۔

مولانا۔ امیں کیا تنک ہے شاہ و بجاہ۔ بیٹے آپ کو اس وقت ایسے تکلیف دی ہے کہ شامزادہ سلیم نے بوناک میں دم کر رکھا ہے اسکا

کیا انتظام کیا جائے۔ شاہ و بجاہ۔ جو کچھ شاہ شریا جہ کے پاس

ادس میں آئے دی انسب و امن ہے شاہ و بجاہ۔ میرے ذہن میں ایک تیر تیر بہت ہے کیونکہ یہ تیر کسی قسم کے

شور و غل و جھگڑا نہاد کے انجام پا جائیگا۔ مولانا۔ مگر میری رائے تو یہ ہے کہ ذرا انارکلی کے عذر بھی من لئے جائیں۔

شاہ و بجاہ۔ کیا اب بھی آپ کو اس میں کچھ شک ہے کہ وہ ان بد اعمالیوں کی ملوث ہے۔

مولانا۔ نہیں میں تو یہ نہیں کہتا۔ کیونکہ شہزادہ عالم کی و تمام تیر ہی (اشتقاقی نام) موجود ہے مگر ممکن ہے کہ وہ اپنی جان

کے خوف سے اس حیان بیوا لغت سے باز آ جائے اور وہ کسی اور سے نکاح کر لیتے کو راہنی ہو جائے۔ اور یہ غرض بھی کہ بہر حال

کھین برعاید نہ ہو
شاہ ذبیحہ آپ کی رائے تو مناسب ہے
مگر جب وہ اسے فطرت بھی کہے -

مولانا چھوڑ دیجیے یہ لیا جائے ہمیں حضور انور
کا مرج بھی کیا ہے
شاہ ذبیحہ بہت چچا سمراج ہی انارکلی سے دیالند
پیتے ہیں دیکھیں وہ کیا پڑا بیادیتی ہے -
مولانا اہاں ابطور اتاکہ یہ مجھتا بھی رنج ہو جا
شاہ داراجا مولانا کو حضرت فرما کر
پھر عکات شاہی میں واپس نشترینا لیکھے
اور انارکلی کو شش محل میں لاسے کا حکم
صا وخرایا وہ فوراً وہاں حاضر ہو گئی
اسکے بندہ شاہ ذبیحہ بھی وہیں رونق
افروز ہوئے -

شیش محل کی اندرونی دیواروں میں
جہاں شاہ ذبیحہ بھیٹا کرتے تھے وہاں
بھائے انیسوں کے بڑے بڑے شیشے
لگائے گئے تھے -

انارکلی کی حالت اس وقت قابل رحم ہی
نہیں تھی بلکہ واجب الرحم تھی اسکا محل
گول چہرہ غم و اندھ کی جو نگاہیں کر رہی
تھی انکا نقشہ کر دیا اور غصہ و نفاس
ستہ تار بہتر ہو گئی تھی سہ سطرے

ہوا میں چھوڑ دیے تاکہ یہاں تک جو فضا
نہ پاسے چھوڑ سکا تھا ہی چھوڑے اور ستر کا

آہ ایہ غریب وید نصیب ہمارے چرخ حسن کی
تازہ منضم لڑکی محبت و الفت کے سنگلاخ
میدانوں اور بیکار وینس بھوکروں پر بھوکریں

کھار ہی ہے یہ وہی وہی ہے قمار ہی ہے سینہ کا
بھول بقرار ہے مگر غنارہ ہے داغ مہن
ہو رہا ہے جبر و تکسب کی پونجی غارت
ہو چکی ہے خجرت پدنا سا زمانہ و سار
فلک درپے آزار و رومہ و دوغور آزار
استقر رصیتیں ایک نادان و ناکرد لکنا پر
کیوں بھٹ پڑیں اسکا جواب کیا کہ سبب مجھے
عشق و فطرتے الفت کی پاداش ہے

شاہ ذبیحہ ایک حاضرت کرسی پر
متمکین میں اور مجرم عشق انارکلی دست
بستہ ہاتھ جانتے ہیں انکوں سے شک

خونی روا میں دل و جگر پلو میں تپاں ہیں
جرم عشق کا مجرم اپنے جرم کا قبائی ہے
یہ بھی ہمارے شاہی مازم کی بلند خیالی ہے
ورنہ جرم کا مقرر ہوا محال ہے مگر اسے
صدق و صفا کا ہر دم خیال ہے -

شاہ ذبیحہ - مذہبی لڑکی اگر تم اپنی جان
کی خیر خواہی چاہتی ہو تو یہاں لکنا اور میری بہت
پر عمل کرو ورنہ اپنا کیا کہتا ہوگی - اور میں
بسی طرح پیش آؤ گا

انارکلی - کھینٹنا اور نکیم - بد بخت
شمس النساء نکیم اور شہ طابع انارکلی کب

اور جازوں کہاں۔ یہاں تو اس موڑ ہی
 ابو الفضل کا وہ خدشہ ہے کہ چین ہی نہیں
 چھینے دیتا۔ چنانچہ یہاں سے جا کر ابابکر علیہ السلام کی بات ہو گئی۔
 گو کیا کیا پچی پچالی چوکی آپ صاحبزادہ کا کیا
 لکھ رہے ہیں۔ کیا یہ اس قدر ذہنی ہے۔
 علیہ السلام کی وہ ایک بڑا ہی
 چتا ہوا آدمی ہے اس لئے تو
 قبلہ و کعبہ سے ایک کے دس دس لگائے گئے یہ تمام مصیبتیں چینی جاتی ہیں۔ اس
 ہونے لگا۔ اس بعد باطن سے بچائے
 خواجہ محمود۔ کیا آپ بدولت اجازت
 شہزادہ ذیادہ کے چلے جائیے۔ یہ بڑا ایک
 یہ بالکل نامناسب ہے
 شہزادہ۔ جی تو یہی چاہتا ہے کہ اس
 انہیں منہ ہی لہے دکھائیں۔ اور چپکے سے
 چاندی کے تھلے ہو کر یہ بڑا توڑ
 خواجہ محمود۔ اچھی ضرورت نہیں ایسا
 خدشہ ہے۔ یہ کہیں لگا۔ ورنہ ہمیں تو قیامت
 ہی آجائے گی۔ کیا قبلہ و کعبہ کی مطلوب
 (تعمیر کی چیزیں)۔ اس کے قلعہ لعل
 وہ دور بھی کہ لکھنؤ میں آئے اور دشمنوں
 کو روک دیا۔ اور قلعہ آگیا۔
 شہزادہ ذیادہ۔ اب غرض تو یہ ہے کہ خدا جانتے
 ہوئے کہاں کہاں کی خاکسار چھوڑا گیا۔
 خواجہ محمود۔ یہ تو بڑا ہی (اس سے) کیا
 سا ہوتا ہے۔ یہ تو قیامت ہے۔ مگر اس شہزادہ

پسکہ شاہ ذیادہ سے اجازت حاصل کر لیا
 ورنہ ہی ذیادہ کی بات ہو گئی۔
 کب تک وہاں کی کاروائی ہے۔
 شہزادہ میں تو بھی تیار ہوں۔ کیونکہ
 مجھے کچھ لگاؤ نہیں ہے۔ یہ نقطہ آپ
 صاحبزادہ کی وہ ہے۔
 خواجہ محمود۔ اب کیا یہ تو فرمائیے کہ پہلے
 لگے یہ تمام مصیبتیں چینی جاتی ہیں۔ اس
 کی خبر فرمائیے۔ یہ تو معلوم ہوتی رہی۔ اور
 اس سے بھی اجازت لے لی یا اس سے
 شہزادہ ذیادہ کے چلے پئے کا ارادہ ہے۔ اگر
 ایسا کیونکہ تو وہ بیماری اس کے بھی ہوں کیا
 کیگی۔ اور آپ کیا سمجھتی۔
 شہزادہ۔ اس سے تو اجازت
 لیلی ہے۔ عجب بادشاہ کی ہرگز نہیں
 قدم اٹھا سکتا ہوں۔ اسکی ضرورت ہے
 کی بھی کچھ تدبیر ہو ہی جائیگی۔
 شہزادہ۔ پھر آپ یہاں سے جاتے ہی
 یہاں ہی رہیں۔ نہ جسے نہیں کیا
 کی سیدائی کا وہ دھرم نہ ان کا پڑے اور وہ یہ
 عیال ہی تعمیر ہوتی ہے۔
 شہزادہ۔ اتنی ضرورت اقلہ و کعبہ کی
 ہوا تو وہ آئیں۔ ابو الفضل کی جو توتو
 ہوا۔ اس کے بعد فراق و ولادت کے
 ہوا۔ یہ تو بڑا ہی نہیں ہے۔ یہ تو بڑا ہی

دو بھر حیاتِ بخلان ہو رہی ہے۔ پھر یہاں رہ کر سوائے جان دینے اور ہربے کے اور کیا چاہا دیکھ کر خاک رہ گیا۔

ہے ترجمہ سے نہیں ہو سکتا کہ حیرانہ یوسف زندان میں رہے اور میں فقیر برفتہ دہریے

منہ نکا کروں مبادا وہ اپنے جی میں کیا کہی کہ میں تو حضرت کے لئے قیدِ جیلوں اور حفر

کو جرتک رہا۔ کیونکہ اسے میرے دلی کیفیت کی کیا خبر ہے ایسے بہتر ہے کہ اس وقت

یہاں تل جابلے شایر میرے چپے جا نیسے دیا کا غنہ رخ ہو جائے۔ اور وہ زندانی قید سے رہائی پا جاوے۔

مریدِ مر خدا یاب ہی کرے خواجہ محمود۔ اچھا اب جا کر شاہِ فریاد سے آجائز خواہ ہو چیلے۔ دیکھئے تو

ہو کی فرماتے ہیں۔ ہماری تپاری میں دیدہ ہی کیا ہے۔ ہمیں تو پاس بکاب ہی سمجھے۔

شہزادہ اچھا کہہ کر سیدِ وقت شاہ ذی عباد کی خدمت سے میں آجائز کے لئے روانہ ہوا۔

اسے یہ وہ وقت ملا کہ جیت نہ گیا۔ بکیر شاہجی اجلاس (ماہِ غریب) انارکلی

رخصت ہو کر سامنے کھڑی تھی۔ شہزادہ شوقِ محبت کی دھماکا تو ہو ہی نہیں

کہ شہزادہ کی تو حالت نہ تھی۔ وہ اپنے

میں نہ تھی۔ وہ اپنے

کی کیوں یہوں ہاں حضور کو میری جان پر پورے
 اختیار ہے وہ حضور کے رو پر میرے چور ہے
 جو چاہے کچھ بھی عذر نہیں کرے میری
 سامہ میں اپنے دل پر زیادہ خبر نہیں کر سکتی
 شاہ فریادہ دہنزد سے تیرا سلیم
 پینے نہایت کہ آپ کو اس سے تعزوت
 سے انکار ہے اور یہ ایسا کلمہ ہے
 کیا حالہ سے

شہزادہ حضور اور اول سے آخر تک
 اس کے اپنی طرف سے میرا نہیں لیا
 پھر حضور نے مجھ سے کئی بار استفسار
 فرمایا جب قبیلہ عالم خود ہی الیا فرماتے
 ہیں اور اسکی نماز شکر جو میں کھڑا ہوں
 ہوں میری ہی طرف منسوب ہوتی
 ہے تو ہر جہی شرم کی بات ہے کہ وہ
 تو میرے لئے اپنی جان تک مرنے کی طاقت
 میں ڈالے انکار نہ کرے اور میں انکار کر
 ہاؤں۔ قبیلہ عالم جبکہ اس سے کہتے
 اپنی معنی عاشق ہے اور یہ ہے اپنا دل اور
 جان اسے اور عشق اپنا دل دھاوا ہے
 دیدیا ہے۔ اب انکار کرنا بالکل نامروری
 دہر دی ہے۔

پیرھواں باب

مال کی دانتا

میرا دھار دھار ہے نہ نہیں نہیں ہے
 ہم جو ایک حرم کہتے کہ نہ رات کے
 اس کے منے ہوئے ایک شہزادہ عریف
 سنا دیا کہ لکھنوی میں جیکالہ سیب بھی
 اب دیکھ کر کہہ دیا کہ یہ ہے پتہ پتہ پر حکومت
 کے نام میں دیکھ کر ہی جہاں دیکھ کر دانت
 کے دیکھ کر ہی جہاں دیکھ کر ہی جہاں دیکھ کر
 اس کو دیکھ کر ہی جہاں دیکھ کر ہی جہاں دیکھ کر
 اتار کی۔ عہدہ دار اور اگر یہ بھی فہم ہے

شایانہ تاجی اور خنوار تاجی جو دریا میں بہاؤ کر رہے ہیں یہ نکتہ کی بول بھی مل
 تشر کا کام کر رہے ہیں یہ نکتہ کی بول بھی مل
 یہ سوج رہا ہے
 اے اگرمیں ایسا جانچ - کہ اسی نامراد
 اکبر باد میں آکر تباہی دلیل میں پہنکر یوں
 ہر باد و ہرجا ہو گئی - تو اس جاہ و شوکت اور اس
 دولت و شوکت کو آگ لگائی - کیسی بھرے
 سے بھی اس طرف کا رخ نہ کرتی -
 اے یہ وہی گھر ہے جس میں دولت
 عبید را کرتی تھی - یا اب یہ وہی گھر
 ہے - جس میں کوئی چراغ کے جلا میڑا
 بھی نہ رہا - شرم میں کے دامن سے
 وابستہ تھی - اور اسے نہیں کاڑھتی رہی
 یہی ایک لڑکی جو میرے دل کی راحت
 روح کی فرحت جان کی آرام حلقہ چلیں
 اور تمام عمر کی پوچھتی تھی - اس کی
 یہ کیفیت ہوئی - جو دیکھی نہیں جاتی -
 اے میری بچی کس ناز و نعم سے پرورش
 پائی تھی کہ وہاں سے پائی گئی تھی
 جیسے قید و بند سے بھی ایک قید و بند
 نازک نہ تھی - یہ تھی تھی - اس پر تھی
 کینجست رہے تھے پر پہلے یا مرے پر
 بھارے تھا عام کیا یہ - اب تیری بچی تھی
 جس کو تھی اور چھوڑے تھے کہ کبھی باقی
 ہی نہ رہا - اس پر تھی - اور بچا کا شہدہ ہم ہی

ہوتا نظر نہیں آتا بلکہ ہر روز بڑبڑاتا
 ہے نہیں معلوم شاہ فریاد کو خضر صیت نامہ
 ہی و بعض الہی گوں پیدا ہو گئی ہے میری
 لعل کی بچی کی جان کے دشمن ہو گئے اے یہ
 کھٹے اس سیر میں بخت کے پورے ہو گئے
 دروازہ و لاری بچی کے پیچھے افسہ و ہر کر
 پڑتا - نہ غماز نگاروں کو غمازی کا سر ق
 ملتا - نہ میر کا کدوئی بچی پر یہ آفت
 اور یہ مصیبت پڑتی -
 اے اب سلیم بخت سے بھی کچھ
 کرتے دہرتے نہیں بن پڑتی اب تراپی
 جان بچا کر دی میں جا بیٹھا یہاں میر
 لخت جگر اور نظر پرنت نئی بلا آتی ہے
 جسے جھیلے جھیلے میری پیاری بچی کو
 قریب ہو گئی مجھ سے تو روز و رز کی آفت
 نہیں دیکھی جاتی - اب تو مجھے موت ہی
 آجاتی تو میری روح دس صدہ روحانی
 سے بچ جاتی - مگر مرے پر بھی بیخبر قریب
 نہ لگے گی نہ چین ہی آئے گا - کیونکہ جب
 ایک میری بچی تھی - تھی کی مصیبت سے غماز
 نہ پائی - میری روح کھ میں کھنکراؤں
 دھچکن سے تھرکتی ہے -
 اے کھنکراؤں کیوں کہ میں تو کہیں کی
 نہ رہی اس ناز و کراؤ میں مجھے تو اچھا
 دیا - اب سٹیجی ہوں کہ شاہ فریاد میری

فرقتِ خدمت پہنچی کو سلیم کھوج گئے سے جدا
 کر لیں غرض سے لہر کر پٹن لہا نیا ہے میں
 نہیں موم ماں پر سی بھولی بھالی بھاٹی لکھا تھ
 لیا لک کر لکھنے اور کھڑے پیش آئیں گے۔
 ناظرین! آپ خود ہی سمجھ گئے ہر گئے کیہ
 مفید کر لیں ہے یہ ہماری ہیر مین نارنگی
 کی ناگ جلی ماں اور درج میں لکھ کر لکھ
 جاتی ہے جس وقت اپنے تمام مٹا کر
 ایک کو مٹھری میں تنہا چھٹا ہوا جگر غرض
 حیات کی زیر شوق ہر ہی ہے یہ دیکھئے اسے
 کس کرنا تو تاج و درہم پر خدا کرستی اور چہر
 ہی و مٹھ کر خیالات میں مبتلا ہوئی۔
 اے شاہ ذبیحہ کہ لکھی میری مٹھ پہنچی
 پر دم نہیں آتی دیکھ وہ سلیم مڑتا کا
 کو بردستی پڑتی ہستی تھی اپنے بد چین
 لکھ کر تو رکھتے نہیں تیرے غریب و کھیا
 دیکھ کر سلطنت شاہی تھی چھری سے
 فرج کر ہے میں۔ اگر انہیں وقت ہے
 تو میری کھیا تیرے بدین تا میرا است
 لکھ کر ہی اور طرف لکھ کر نہ سہی اور نہ
 انکا انوکھا لکھا اس کی محبت میں
 طراپ و خدمت ہو گیا۔ دیکھ وہ لکھ کر لکھ کر
 میں میری کل جانی اور لکھ کر لکھ کر
 میں میری لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر
 کہ لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر

ناحق کا دوش رکھ گئے ہیں۔ اور میری بکس میری
 کی تہ سے بھی نہیں تو رہے ہیں اسے قضا دی جا
 بترس آراء مظلوم کہ ہنگام دعا کر د
 اجا بہتہ از ویتقی ہر متقیال سے آید
 اسے۔ مجھ ناگ جلی کی فریاد کر لیں اسے اور کر لیں
 فریاد میری کرے اے اے ناگشا و کیسے آئے ہیں میری
 لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر
 دولت و صلوات مکان را ملاک میں آئے لکھ جاتی
 اور یہ ناگ سے خاک خاک سیاہ ہو جاتے ہیں تو
 تیرے بھی ذرا مٹھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر
 ناگ لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر
 حیدر اسے مہر تو۔ اگر چھٹا پیشہ لکھ کر لکھ کر
 جھین لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر
 سے لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر
 جانی۔ اگر چھٹا پیشہ لکھ کر لکھ کر لکھ کر
 لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر
 میں خدا کی اور گناہ میں لکھ کر لکھ کر لکھ کر
 کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر
 و شہادت میں لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر
 لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر
 کیا کہ خدا کی پناہ یہ وی نہیں لکھ کر لکھ کر
 لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر
 لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر
 لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر
 لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر

ان اف مبار سے شہزادہ عالم کو پہنچانے ہی نہیں
 جاتے عشق ظالم نے بالکل ہی کھلا ڈالا نہ وہ جس
 نہ وہ چہاں ہے نہ وہ رعنائی ہے نہ وہ بانگپن ہے
 رخ ٹٹکوں رنج و غم سے زعفران کا خشک پتہ ہو گیا
 لہریا لہر لہلہ سا جسم سوکھ کر کھانا ہو گیا رورہ
 کروں تمام تمام پتے میں جھگڑا کی میں تپش خیز
 سے کام لیتے ہیں سجان غلام ہی ہے روح تپا
 میں گھبرا رہی ہے نہ اٹھتے چہیں نہ بیٹھتے
 آرام ہے۔ خراب و خور حرام ہے۔ بیٹھتے
 بیٹھے کراتے ہیں۔ غم ووری و رنج و غم ووری
 ستائے ہیں۔ عیش و عشرت سے لڑنا
 ہے۔ فریاد و فغان سے رعبت ہے۔
 سیر و شکار کے نام سے جی گھبراتا ہے کیوں
 چوکان کا کھیل ننگ خیال آتا ہے۔ صبر
 حباب باز حاضر ہوتی ہے زم نشاط و دل
 کی بار بار ہوتی ہے دن بھر بیقراری رات
 بھر اختر شماری ہر ساعت اضطراب و اضطراب
 میں ہر لمحہ بیچ و تاب ہے۔ نہ کبھی سنتے
 میں باہار سرد ہوتے ہیں آہ و زاری مولس و
 مخمور میں۔ الم و بکا جبیں دیار میں صحن
 ذوق کے کھلا کھلا کہ چور کر دیا۔ آتش
 اشتیاق کے جلا جلا کہ چور کر دیا۔ لب پر
 فغان رہتی ہے۔ اور ہمارے حرا چہ حضرت
 سطر سطر تندرستی یہ غزل بن بان رہتی ہے
 مظلوم

<p>شہ نامہ پر ہے نہ پیا می سے نہ کیوتر عہدا تیر نظر بار نہ رہی سہا چھبہ گیا ہوں شہزادہ بلند ارادہ ہے انہیں خیالات و تکلیفا کے رکھا ہو گئے خیالات میں اور کجا ہوا عطا کہ خواہجہ محمود تشریف لائے گئے یہ بھی شہزادہ کی پہلی دیکھ کر ہی فریاد و زلفان آہ و زاری گسرا شکر و کھٹو شہزادہ و حیران انگشت بدندان ہوا اور شہزادہ والا تیار سے یوں ہم کلام نہیں خواجہ محمود شہزادہ عالم خیر تو ہے بیجاں استعد صندھ ضرب و بقراریوں ہو رہے میں دور اپنی صورت تو ملہ حظم فرمائیے کہ کونست بکشت لے آپ کے دشمنوں کی کیا محالست کر دی ہے کہ پہچانے نہیں چاہے اگر آپ کے رنج و ملال کی ہی کیفیت تو نصیب دشمنان زندگی کے ماسے پہنچا دینگے ۔ اسچھنے اور تعجب کی بات ہے کہ آپ اور اصر و ضبط سے کام نہیں لیتے خدا کے لئے صبر و اطفال سے کام لیتے۔ اور اپنے کو مقتدر بنائے ورتہ مجھے نہیں نظر آتی ۔ اور کہے آپ ہی عشق کے پھندہ میں پھنسے نہیں ۔ اسچھنے بھی اس سے دم میں بڑے لوگ پڑ چکے ہیں مگر سب نے مردار وار ہے و جہر اختیار کیا اگر ایسا نہ کرتے تو انکی زندگی ہمیں دشوار ہو جاتی شہزادہ نے بھائی جان کہا کہوں حضرت دل لے لے ڈنگ لار ہے ہیں کسی طرح</p>	<p>شہ نامہ پر ہے نہ پیا می سے نہ کیوتر عہدا تیر نظر بار نہ رہی سہا چھبہ گیا ہوں شہزادہ بلند ارادہ ہے انہیں خیالات و تکلیفا کے رکھا ہو گئے خیالات میں اور کجا ہوا عطا کہ خواہجہ محمود تشریف لائے گئے یہ بھی شہزادہ کی پہلی دیکھ کر ہی فریاد و زلفان آہ و زاری گسرا شکر و کھٹو شہزادہ و حیران انگشت بدندان ہوا اور شہزادہ والا تیار سے یوں ہم کلام نہیں خواجہ محمود شہزادہ عالم خیر تو ہے بیجاں استعد صندھ ضرب و بقراریوں ہو رہے میں دور اپنی صورت تو ملہ حظم فرمائیے کہ کونست بکشت لے آپ کے دشمنوں کی کیا محالست کر دی ہے کہ پہچانے نہیں چاہے اگر آپ کے رنج و ملال کی ہی کیفیت تو نصیب دشمنان زندگی کے ماسے پہنچا دینگے ۔ اسچھنے اور تعجب کی بات ہے کہ آپ اور اصر و ضبط سے کام نہیں لیتے خدا کے لئے صبر و اطفال سے کام لیتے۔ اور اپنے کو مقتدر بنائے ورتہ مجھے نہیں نظر آتی ۔ اور کہے آپ ہی عشق کے پھندہ میں پھنسے نہیں ۔ اسچھنے بھی اس سے دم میں بڑے لوگ پڑ چکے ہیں مگر سب نے مردار وار ہے و جہر اختیار کیا اگر ایسا نہ کرتے تو انکی زندگی ہمیں دشوار ہو جاتی شہزادہ نے بھائی جان کہا کہوں حضرت دل لے لے ڈنگ لار ہے ہیں کسی طرح</p>
--	--

بی نہیں لیتے بار بار منظر ہو کر منہ کو چلے آئے
 میں جہاں سینہ میں پیچھا رہے روح غالب میں
 اشد کیا رہے بیماری فراں مرض اشتیاق و سوز
 ہو رہے ہیں بخار و دہری خش و بھوری تیر فکر
 دوڑ رہے ہیں یہ غمازت و تلواریں جہاں تیر فکر
 میں غم یا دلم و لدا و طوق و زنجیر میں نہرا جاتا ہوا
 صبر لکھ چاہتا ہوں کچھ سے کام لوں مگر ہوس
 نہیں سکتا۔ آنت و صحت میں مبتلا ہوں
 کلیل و ثنائی عیش و عشرت سے نظر ہوں خواہ
 و چین و آرام سے کوسوں دور ہوں ہر طرح مجبور کیا
 ہر طرح مزد و شہ و در و دل سے تیار ہوں
 یاد جہان میں سیلاب ہوں۔ مچھل رہا
 چھبی جاتی ہے پلو میں جگہ میں دلیں سبیل میں
 تیری یاد اے سنگتراک پلو نشین نکلی
 خواجہ محمود یہ صبح مارا سقد رخصت ہوا
 کاٹ نہ ہو جانا چاہیے جرات و مہمت کو
 منسل کر دینا فطرت مردانہ سے بالکل بید
 ہے میں خوب جانتا ہوں کہ آپکا دل آپکے
 اختیار سے اور حکم سے اقتدار سے ہمارا نکل گیا
 مگر میری جہاں تک ممکن ہو ہمارا ہونا چاہیے
 شہزادہ۔ بجائی جہاں بہ تو میں بھی خوب
 سمجھتا ہوں۔ مگر صبر میرا کچھ اختیار بھی
 چلے مجھے تو تیر بار سے بالکل کھاسی کر دیا
 اور عشق نے کہیں کہانہ دکھا۔ سدا غالب
 فتنہ رہے غلام اکبر۔ مارا

ورنہ ہم بھی آدمی تھے کلاس کے
 انڈیا میں رہ کر سی و ولولہ آتا ہے کہ
 مجھ سے پرقت اپنے ہی میں گین
 کہتی ہوگی کہ وہ شخص بھی کہتا ہے ہوا یا ادا
 یہ تیر سے کہہ رہی ہے جاکر کچھ خبر تک نہ لی۔
 اے جب سے یہاں آیا نہ کوئی خبر
 کہہ سکتا نہ کچھ خبریت ہی وریاقت ہوتی
 حالانکہ نہ کہتا بہت کا وعدہ تھا مگر مجبور رہی تو
 یہ سہہ کہہ کر نہ نظر نہ کر رہا۔
 قاصد سے نہ جاتے نہ نہر غم نامہ میر
 قبلہ کہہ کے خوف سے کوئی بھی اسکی ہوا
 ہی نہیں دیتا کہ خط لکھا گیا ہو یا نہ
 زین و آسمان دو دست احباب اپنے ہونگے اپنے
 صوبہ خزان کے پیاسے نظر آتے ہیں ایک
 میں جہاں زار و دل بہتر رہتا ہے یہاں
 سب جہاں یعقوب والے آگے نہیں تھکا ہو گیا
 اپنے دوست کی کہاں سے میں خبر سپر کر گیا
 خواجہ محمود۔ اگر خدائے متعال یہاں
 ہی کیلئے یہ اضطراب سے لڑ سکا نظام
 کتا ہے مگر مشکل تیر ہے کہ وہاں پہرے چوکی
 کا سبب نظام ہے کہ فرشتہ بھی رہیں ہاں
 کتا ہے انسان اپنا رہے کہ حقیقت ہے ہی کیا
 ہے مالک ایسی حالت میں فطرت کا نظام
 ہی کیا ہے کہ تو اپنی پوری تکت اسے چاہیے
 سمجھتے ہو تو رگد بخل سے

نہنزدہ۔ بجائی جان میںے بنا ہے۔ کہ
قبلہ و کعبہ اسے لاہور لپکانے والے میں
مگر انکی پرانی یادنا کچھ معلوم نہیں ہو سکتا ہے
کہ وہ کس ارادے سے اسے حال بچاتے
میں کیا جمہ سے جہد کرنکی عرض سے اگر
ایسا ہے تو خیر ورنہ غصہ اخڑ ہوتا ہے انہوں نے
اسکے ساتھ کوئی بدسلوکی کی تو میری زندگی
بھی خیر نظر نہیں آتی اور یقین میں بھی
اپنی جان اپنے دلدار پر قربان کر دینا
خدا کیلئے تمام اسے دریافت کر داور خفیہ آدمی
مقرر کرے تاکہ وہ کلمہ لمحہ کی خبریاں پہنچائیں
خواجه محمود بہت تیر یہ انتظام تو میں
کئے لیتا ہوں، خدا کیلئے آپ اپنے کو
سمجھا لئے اور اپنے دل کو دھار میں دیکھئے
ورنہ اگر نصیب دشمنان اس سے غی و افسا
سے آپکی طبیعت کچھنا ساز ہو گئی۔ تو
قیامت ہی ہو جائیگی۔ اور پھر الفت و محبت
ایک ہی کام نہ آئیگی۔

سچو خانہ لگنا۔ حضور لگنا سچو خانہ لگنا عسائی خدا
یہ پتہ غور کرنا کہ با جان اس ماہ کنکنا کو
لاہور بچا دینا کیوں غصہ رکھتے ہیں اور انکا ہنڈ
مردا تو بہت اچھا لکھ کر خدمت ہو گئے
اور شہزادہ پھر انہی بھیرا لیں اور آہ ناریں
میں مبتلا ہو اچھا لکھ کر بہ و بکلا سے ہر دم یہ
حال رہتا تھا سے

چلے جاتے تھے رات دن آنسو
دیدہ تھی خطر جاری تھی

پندرہواں باب

نہندان غم

اقرار و فاسو نہیں سکتا ہے فرموش ہم
جان دے دیتے میں کیا یاد کرو گئے
جمہ وقت ابو الفضل نے شاہ فریاد کیا
موجودہ و مقنور منین الملک کی بلیوں میں
موجودہ و مقنور رہی بی کسی تجیز و کفین سے
فرغت ہوئی کی روپوش کی اسید وقت شاہ
عالم بناد۔ کے حکم سے لاہور فرمایا کہ کل صبح
ہم سے (نارنگی) کے لاہور کو روانہ ہو گئے
تم یہ آج ہی تمام اہل و عیال کو اظہارِ حد و
حکم پاتے ہی تمام اہل و عیال میں سیف
میں اعلان کر دیا صبح ہوئے ہی شاہ فریاد

نہنزدہ۔ خرمبہ سے جیسا تک ہو سکیگا
آپ کے حکم کی تعمیل میں سعی بلیغ کر دینا
مگر جب کثرتِ دل مانے بھی نہ ہو سکی
بچا دینا کیا کہ اسکی بھی یہ حالت ہو رہی
نہنزدہ کے رخصت میں بہت تنہا یہ دل
نہنزدہ کے رخصت میں بہت تنہا یہ دل
خیر میں جو چیزیں ممکن ہو سکیں کو متاوانا لگا

مع خدم و اداصلی لاہور کو روانہ ہوئے اور ہاٹے کرنے منازل و مراحل لاہور پہنچ گئے۔ اسے گروہوں اور ٹائے اسے چرخ و گزینے پیچھے نہ بٹکانا الفت و فریفتگان محبت سے کیوں ایسی دلی عادت و قیسی عتاب ہے کہ جس تو ان بیچاروں کے درپے انداز رہتا ہے اور اپنے انقلابات کی انجی محضی سے انہیں فرج کر لیا گروان تیار رہتا ہے۔

الدر سے ترے انقلاب افرہ کیسی ظالم اور چوٹ کا دینے والی چیز ہے کہ جس نے اپنی گردش میں لاکھ اچھے اچھے کو نفاذ بڑے بڑے کو برا کر دیا کیسی کی عشرت خاک میں ملائی کیسی عشرت میں آگے لگائی کیسی کو تباہ کیا کسی کو خاک میاں کیا جسے دیکھا ترے اعتراف نالاں جبری کرتوتوں کے یاں ہی دیکھا بیبی جبر سے ممکنہ نفع اور تیرے ہی چالوں کی قیامت افزائی و آفت انجائی تھی کہ جس نے انارکلی سے نازک و بیم اندام کو زنجیر محبت پائی زنجیر حید المم میں حیدر کیا آہ انارکلی حجب نادہ بگیم تھی۔ آہ اس آت بان شریک و شت ان سے

ایروں کی طرح پاکیزہ زنجیر واپس لگائی آہ اپنے دل و جان مال و فتنہ کی ہر چیز کو حسرت و یاس کی نگاہ سے دیکھ کر کھینچ کر آگے نہیں آ سکتی لگتی ہے دل انداز آتا ہے کلچر و رشک رنگ افق ہوا جاتا ہے درد و دیوانہ کو درد و سر پہی کا نا امید و نامرادی کی حالت میں سکھ میں لپٹا لپٹا کر یہ کہتی ہے

بر باد کی اڑا اسکے میری خاک حشر طرب یار باد نہیں صبا کی ہی مٹی طرب باد شہر کے باہر حشر کی طرف شاہی کیمپ اترا ہوا ہے۔ اور ایک مصرعی خیمے میں بد نصیب مرگ قریب بکس رہے بس انارکلی اپنی محبت پر آئندوں سے طنز جگمگ رہا رہی ہے۔

آدھی رات کا وقت ہے۔ ملک بیلے اپنی سیاہ نعشیں بکھر کر پھیرے تخت، اترو بی پر بڑے کرد فرستے جیلرہ افروز ہوئی۔ تیار ہے براہ روز و چٹکوار لہاں پہننے دست لبتہ جھنوری میں کھڑے ہیں اور ماتھا ب کے حاضر و بار نہ ہونے کی شکایتیں ہو رہی ہیں۔ گھٹا ٹوپ اندر بھرا کالی دروہی پہنے ہوئے چوکیدار کھڑے

مصر و حشر بیت آدھی رات کا وقت ہے بازو دیاں سناٹے کا عالم ہے نہ میراں

کبھی خیال یا رستہ شکوہ ہے کبھی آہ ہے کبھی
یہ شعر پیش نگاہ ہے

مولن ہجر میں ہیرا
ایک نالہ ہے ایک شیریں

آدھی رات کا وقت ہے غریب مزدور دن
کی محنت شاقہ سے چور ہو کر میٹری کی میٹھی
تیند میں خراٹے لے رہے ہیں گویا و نیا دماغ
کو تیرے میٹھے میں اور صبح پوچھتے تو انہیں کی تیند
وہ مزید ارد قیدی تیند ہے جو شاموں کو
کبھی نصیب بہتیں ہوتی۔

آدھی رات کا وقت ہے پور کٹی دھند
کے مکان میں نہ تب لگا کر چوری میں

مسرور ہیں اور چند ساتھی ان کے
باہر خبر داری کے لئے مسلح کمرے میں
چند مکان مکان کے سرمانے نکلی

تواریں لئے اسلئے ڈٹے ہیں کہ اگر
یہ ذرا بھی مسکیں یا ذرا بھی کسمپاشی تو
فوراً بے دروی ہوئے بھی گئے تھکا کر لئے
جائیں۔ حیا اگر کسی بیچارے کی آنکھ

کھل بھی گئی تو وہ ان ظالموں کی بھینک
صورت دیکھتے ہی مارے خوف کے نظر
دم دونوں چرا لیتا ہے اور دم بخود ہوتا
ہے۔ جیلا تھی جیل کہاں کہ بولنیا حرات

کہنا تو رکھنا ہو رہی دیر کے لئے انہیں
بھی کھلی رکھ کے

شورش نہ حرم میں ہائے ہوئے نہ سے
خازن میں جام ہے نہ سیوے نہ شلوان
نہا دار کی گم باز رہا ہے نہ بازوں میں ہن
نہ خریداری ہے نہ کہیں کتوں کی بھوں بھوں
نہ کیدڑوں کی جل ہون ہے ان کبھی چوکیداروں
کی (جاگتے رہنا کی) گرفت و سخت آوازیں
کیطرف سے گاؤں میں آجاتی ہیں۔ آدھی
رات کا وقت ہے مشائخ عوام نصیب فرقت
ولدہ امین تو پا رہے ہیں اور اس ظلمت تاریکی
اور ہوکا عالم کو کھوکھری بے اختیار سے
انکی زبان سے بار بار یہ نکلتا ہے کہ کھٹے

ہائے سہ احسان

سیا ہی محنت و مشن سے جو نکلی

چھپی آکر میری ظلمت سرا میں

اور دو زندان محبت و مجبوران الفت

شب تنہائی کی ذرا کوئی رات کی صورت ہے
ذرا ڈر اور گھبرا گھبرا کر بڑے جگڑا

پچھے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ گویا

شب تنہائی کی سیری نہ حالت پوچھے صبا

بہت رو بہ بہت پیٹا بہت تر یا بہت ہلکا

کبھی بصیرت نہ گمان کہئے نامی اور کم ننگان

کو چپ گستاخی کا دل تو نہالوں کے آرزو سے

دمل میں داغ داغ ہو جاتا ہے اور ہر کے

خوف سے سینہ لالہ کی طرح درخشاں ہے

ہوتا ہے تھوڑے جہان سے محو ہے کبھی

آدھی رات کا وقت ہے زبردست بیدار
 یاد پروردگار میں مشغول ہے۔ اور توجہ گزرا اپنی
 معمولی توجہ کا سوا ہے اور یہ دونوں عالم ہنسی
 میں جادوہ احمدی کے نور سے نور ہو کر دل کی بیگناہی
 دھو کر ہے میں دنیا اور دنیا دار کی ہلہول پر غور
 کر رہے ہیں۔

آدھی رات کا وقت ہے اس مرتبہ جلی آنا لگی کی
 ہنکھارہ دیر سے ایک بیک لکھی جو دو چار ہی
 دوں میں اپنی تہمت کا فیصلہ دیکھنے والی ہے
 اے اس سیاہ کھنڈکھنڈ ٹوپ اندھیر سے ہیں
 صدمہ صدمہ آئی اور درد و مفارقت کا حال
 کہنے کے لئے کالی کالی رات کے سوا کوئی
 اور نظر ہی نہیں آتا دھڑکتے ہوئے دل
 سہتے ہوئے جگر پر اٹھ کر کھڑے ہیں کہ
 رہی ہے سہا احسان

ہم کہیں کس سے شب غم درد دل
 پاس آگاہ اندر کا بندہ نہیں
 کہیں اور ہر سے ہر سے درد و غم سے رو
 کہیں یہ کہیں ہے کچھ سمجھ میں نہیں
 آتا کیا اس شب و مصیبت سے بھی کوئی
 اور سنت سزا بزرگی نئی ہے نہیں نہیں
 ہرگز نہیں۔ عیلا اس اذیت اور اس
 کولہ زنا سے اور کوئی ہنسنا زیادہ پر غتاب
 ہو سکتی ہے۔

ہائے اگل سا ہم اسی رنج و غم میں کہ
 سیکھ میرے ساتھ جو درد ظلم ہو تو ہوا ہے

کر کاٹنا ہو گیا ہے مگر ننگ گجرتا رہی ایک جیہ
 نہ ہوا خدا جانے اب کوئی شکوہ نہ کھلایا اب ہے
 ہاں اگر میری جان ہی کا دشمن اور خطر انگار
 ہے تو یہاں بھی کہے انکار ہے مگر اے ملک
 کینہ و رجور و جفا جو خدا کی بیگناہی تو میرے حال
 پر غور کر کہ میری لاش جگر پاش میرے ابا اور
 میرے چچا کی تہمت کے پاس بنے تانکے
 پہلو میں مجھے آرام ملے اور لحد میں
 پوچھتے ملے۔

مگر آہ اگر تجھے یہی منظور ہوتا تو مجھے
 یہاں کیوں تہمت لائے گود اور الحاح نہ
 سے دو مہرے درجہ پر لا ہو رہے اور میری
 سچی کا حقدار سے۔ اور دار الحلافہ کے
 بعد یہیں میری خوش قسمتی ہو سکتی ہے کیونکہ
 یہی میرا مولد ہے اور یہیں میرا شہر و اثر
 بھی ہے مگر والد اور چچا کے پہلو سے آرام
 و چین شاید یہاں نصیب نہ ہو۔

ہائے میرا الدوہ کون ستم باقی ہے
 جواب میرے ساتھ ہر نیوالا ہے۔
 کیا میرے ناک کان کاٹیں گے۔ یا
 خدا غواستہ میرا نہ کالا کر کے شہر میں
 تشہیر کر نیکیے (خود بخود) اگر یہیں تک میری
 قسمت کا فیصلہ ہونا تھا تو بھی ضربت
 محنتی مگر نہیں میری قسمت دل کو تھکے رہا
 سیکھ میرے ساتھ جو درد ظلم ہو تو ہوا ہے

کہ جکی نظیر تاسوع عالم کے صفحات پر قلم نہ تھے بھی نہ لکھی۔ اُسے میرے
الدا مجزاں الفت و لذناں محبت کے کوٹنا ایسا قابل معذرت تصور سر نہ
ہو جاتا ہے کہ ترجمہ ترس انصاف مجددی کوئی بھی آگے نہیں آتا اور
یاد یہ گردان عشق کو بھی کوئی ایسی انوکھی و مڑائی لذت ملتی ہے جس سے
انکے لب پر ہر وقت یہی رہتا ہے۔

لاکھوں ستم کر دے کہ تمہیں دید یا ہنے دل بہ لاکھوں شراپوں کو کہ کیا ہے گناہ عشق
آد پیارے ٹھنڈے جو دردِ دل و عتاب شاہی محمدی تک حمد و ابھیر نہیں بلکہ
تو بھی (گو قدر سے ہی سہی) میرا شریک حال ہے۔ اں اتنا فرق ضرور ہے کہ تیرے
ساقی رفیق و مہم ہیں کہ جن سے تیرا دل بہل جاتا ہے۔ اور وہ اس کا سامان
پیدا کر بھی دیتے ہر نئے اُسے مجھ یہ بھی ہیر نہیں کاغذ تو میرا یہ پُرورد
حال اپنی آنکھوں سے دیکھتا کہ میں تیری الفت و چا محبت کے جرم میں
رو لاہور کس در و ناک حالت سے لگتی ہے۔ اُسے اُسے! پیارے میرا
یہاں لانا خالی اذیت نہیں ہے۔ ضرور بغور یہ لوگ میرے ساتھ کچھ
ایسا سوک کر چلے کہ گرد و ناساں گندل بھی قیامت تک خون کے اشک بہا ٹینگا
زمین کا کلجہ پاش پاش ہو جائیگا۔

پیارے خدا کیلئے ذرا اگر میری مصیبت و اذیت کی کیفیت تو دیکھ اور
مجھے تسکین تو دے ورنہ اسی امید و تمنا میں جان و بدن کی اور قیامت پر
پر تیری ادید اٹھارہ گھنٹی سے میٹر۔

اسیری میں بھی خوش رہتا ہوں گویا کوئی ایسا ہے پاؤں نہیں تیری ہے اوتوں میں گریباں
یہ خزن و غنیمت دل ہی دل میں بھی باتیں کر رہی ہے اور خیال محبوب سے نہ ٹکرتا
کلے کر رہی تھی لیکن جب اسے دل حشر منزل کے میٹر چلین پڑ گیا اور الجھن زیادہ ہی ہوتی
گئی تو مجبور ہو کر دل کے غمارات نکالنے کیلئے ہمارا گناہ و حضرت احسان اللہ کی یہ غزل آہستہ
آہستہ ترسے درد پر سے لپھ میں گنگنا تے نور و دل پہاڑ نے لگی۔ منزل حضرت احسان
و عطاے عیش و درد و ذمہ تم نے تیری خوشی سے کیا کیا اک انک سو کر
اوڑے تو یاد بہار سی کر سہ تو محفل کا رنگ ہو کر

خاموش اسے بت رہیں گے کب تک تیری مہمانی میں تنگ ہو کر
جواب دیدیں گے ضبط کو اب اپنے جیسے سے تنگ ہو کر
خیال آیا جو اس ماہ کا تو درودوں نے کہا یہ اُنکے

ہمارے پہلو میں تو کوئی دم بھی نہیں حضور خدنگ ہو کر
جیسے ہو آئینہ تم یہ دیدہ شوق ہے کیا
کہ شکل تو سریر بن گیا ہے کمال حیرت سے خدنگ ہو کر
طرح طرح کے انکسار مددے مگر نہ الفت سے باز آیا

لالا کر دلو پھینک دینگے ہم اپنے پہلو سے تنگ ہو کر
پوشیدہ کس طرح کوئی پھر نیلے شل غبار ہر سو
ہر جگہ وحشت ہمارے دل میں بوسے جو خدنگ ہو کر
کبھی جو تیغ لگاؤ قاتل صیفِ قرہ نے کہا اشارہ

شہید الفت کے مرغِ دل پر چلیں گے ہم بھی خدنگ ہو کر
خدا بجائے لگاؤ پر سے اوچا رہیں کا چلا ہے

سگایا من نوزوانی بتوں کے دل میں اُنکے ہو کر
ہیں میں بیضِ قدم سے تیرے خوش تنگگی میں
عجیب نہیں سوچ کر سے تکرر سے قیامِ غنیمت کی تنگ ہو کر

نہیں بیسہ جو وصلِ جانان تو ہو جو دم الم بہار ب
یوں ہی نکل جائے دل کی حسرت ہمارے سینہ سے نکال ہو کر

پچھتے ہیں اُٹھان، مہنتوں میں زخم سے فرصت، دل کو راحت
نصیب سے قیدِ زندگی بھی ملی ہے قیدِ فرنگ ہو کر

حبِ الہی قطع کو بار بار پڑھتی ہے۔ اور سو مضمیٰ مہتی۔ اور دل یہ
کہہ کر چھاتی مہتی ہے بیٹھ

و ازہر سے ضبطِ احسن دل اندر آئیں بجے
و ازہر سے ضبطِ احسن دل اندر آئیں بجے

سولھواں باب

خدائی فیصلہ

ایسے چور کے پسند و ناپسند کیا چرخ نے
کوئی کہتا ہے کہ اس پر کتر کہ چھوڑ د
اور کوئی بیدار کہتا ہے۔ بیداری سے
اے اگر تماشہ بکینا ہو تو فوج کرے
چور زود۔

نشاہ خاورد کا فہمہ و خراگہ منزل بفریب
پہنچ چکا ہے اور اکبری کیمپیلا ہو
میں حمید زن ہے۔ لوگ اپنے اپنے
کار و بار میں مصروف ہیں۔ نشاہ و بکا
ایکے آرام گری پر بیٹھے کسی پریم ہمارے
عز و فزا رہے ہیں۔ جب طیلاست سے
وہاں پر صدمہ پہنچا ہے تاکہ قصہ کیا تو گھبرا کر لڑا
پورا فضل کو یاد کیا جو تھوڑی ہی دیر میں حاضر
کئے گئے انکے حاضر ہوئے ہی نشاہ سکندر جہاد
یہ حکم مساو و زبا کہ کل صبح محاسن مجروحہ سر آنا رکلی
منفرد ہوگی جس میں شوکر اکین سلطنت اور
ہما یون مکتبہ اور کوئی بار بار بانیہ چھو پائے گا۔

ناکسی اور کو مطلق اسکے پیش شدہ زیر و بہو
تغیر کی خبر نہ ہونے پائے۔
مولا نا ابوالفضل یہ حکم پاتے ہی اسکی تعمیل
میں مصروف ہو گئے اور فوراً اعلیٰ نوش جاری کر دی
صبح وقت مقررہ منہوہا پر تمام مدبران
سلطنت و مدبران مملکت جمع ہو گئے۔
شاہ و اراجا نے ابوالفضل سے ارشاد فرمایا
ابو بکر کا جلیہ کو مٹائے و اقات سنا دیکھئے
تا حضور جلیہ کو اپنی اپنی رائے آنادی
سے خاتمہ کرنے کا موقع ملے۔

ابوالفضل نے فطرت ہو کر یہ روئے
و اساطیر کسی تشناں جلیہ کو سنائی
مدبران سلطنت و مدبران مملکت
سین الملک مرحوم کی نادرہ بیگم کا انارکلی
سے تھنار سے عالم عالیان مرزا سلیم
طالعہ کے مسئلہ پستیدہ و عادت
سینیدہ کردار خوب رفتار مرغوب
پائے نامعلوم عن نامحور و عنائی
کے محوس سایا کا ناپاک و صوڈ الناجا
وفا۔ مگر غیب سے اس کی پردہ داری
کے سامان ہو گئے۔ اور ایک طو راکہ
پردہ و رہا۔

بھیسری۔ بجا ارشاد ہوا آپ کے تھنار
صاحب سے ہی موسم میں دیدہ ہمارے
تو کچھ جانتے ہی نہیں ساری دکھیا

<p>ناورہ بیگم ہی کی ہے۔ اجماع قبلہ آپ اگر لایا نہ فرماویں تو پھر اسے عالم کا دور سلطنت آپ کے کانوں کی طرف اور زمانہ حکومت آپ کی گردن کی جانب، اہل حق و عدل کے گھر میں اور دیدہ و معلولت ان کا پرنا ہوا۔ بناویریا آپ کو دور ہی سے دکھلا رہی ہے۔</p> <p>اس لئے شاہ ظل العباد آپ سے عجب ہے و تقصیر فرماتے ہیں کہ میں اللہ کی لڑکی کا ہے جو سوخت حرارت میں ہے کتنا تڑپا لیکن اسے ناورہ و نیکوخت و غیرہ حاصل ہو رہا ہے ایسی جرات ناپاک کی جرات نہ ہو۔</p> <p>تمام جلیہ ابو الفضل کی یہ تقریر خالصتاً ہی سے منتظر رہ جب تقریر ختم ہوئی تو سب سے پہلے راجہ نورمل نے یہ عرض کی کہ</p> <p>راجہ نورمل۔ میری رائے میں تو ایسی نذر دیدہ و معلول کی ایسی ہے جادنا خانہ کی حرکت پر گردن اڑا دیا جائے تا وہ سر و تن کو عبرت ہو اور یہ خبر پہنچنے پہلے پاک و صاف ہو جائے پھر برہمچے راجہ صاحب کی رائے سے کلی اتفاق ہے۔ بیشک اس ناپندیدہ حرکت کی کلمات سنا کر اس کے دل پر کچھ علانی نہیں۔</p> <p>ابو الفضل۔ بیشک راجہ صاحب کی رائے مدلل و مناسب ہے مگر یادداشت ایسی ہی ہونی چاہیے کہ پھر اور کوئی اس کی جرح نہ کرے</p>	<p>مہبت نہ کرے اور نہ کیجے و اے فوت سے عزت ہوں۔ اور اپنے مکان پر پرے خیال میں قتل سے کھائی اچھی سرسرا قیمتی۔ مجھے دستور العظم کی رائے دل سے پسند ہے۔</p> <p>حکیم ابو الفتح۔ میری رائے بھی ان سب سے متفق ہے حکیم ہمام۔ میرے نزدیک جان سے جہاد طبعی بہتر۔</p> <p>خان خانان۔ مجھے ابو الفضل کی رائے پسندیدہ نظر آتی ہے اور مجھے اس سے اتفاق ہے۔</p> <p>راجہ و پیارہ۔ بڑے تعجب و اسفند کا مقام ہے کہ ایسی مولانا ابو الفضل کی تقریر بلا غفلت شہر سے مجرم حکیم مشکف نہیں ہوا۔ اور نہ طریقین نے حاضر ہر کر بیان دینے اور شا کا پلہ ایک ہی طرف جمع کیا ہو اسے۔ غلط بریں امی یہ بھی معلوم نہیں ہوا۔ کہ طرفان جس کا پردہ وہ ہوا۔ وہ معاملہ کسب مقاصد جیسا کہ کل معاملات امکان طلب ہیں۔ تو جیسا کہ مذکور ہے دستور میں بغیر اس بات سے کہ شہر کا انکشاف ہو مقدمہ متروک و فساد کے لیے اس سے پہلے سے یہ دیکھا۔ خدا انکی مدد</p>
---	--

ناحق ہوا تو اس کا رو بار کس کی گردن پر
 درہنگا اور کون اور منشر کے آگے منشر میں
 اس کا جواب دہ منہر گیا۔ پہلے ابراہیم
 تمام معاملات کو روشنی میں لائیں پھر ہر
 صاحب سے عدائے طلبیہ لیا و میں
 دہانہ اگر یہ وہی تحقیقات و تفتیش کسی کو
 اگر کون پر ماری چڑائی ۔۔۔ وہ یہ معنی
 قیامت کے اگرمی سلطنت کی تمام
 عدل و داد انصاف و دیدہ جی سلطنت
 انصاف می منصب مزاجی میں خاک میں
 مل گیا لیکن ۔۔۔ اور جس دور پر جن ناحق
 کا بد نما و بد تیا مت تک کے لئے رہ
 جا بگا۔ آئندہ نسلیں اس کی حکومت
 کو حکومت پرور ظلم و جور کی بد نما
 حضرتوں سے مشابہ کر لیں اور بیعت
 دیں و خدیفہ نظر سے دیکھیں اگر
 اس سے ہی قطع نظر سے بد پائی اور اس
 لنگہ کی گردن حسب را سے مولانا
 ابراہیم افضل کے ماری جا سکے۔ تو تمام
 حکمران شاہی کی موت پر ہوا
 جائی ۔۔۔ اور دونوں سے سلطنت کا
 اعتبار بالکل اڑ جائیگا اور یہ خیال
 پیدا ہو گا کہ شاہ بالکل ایک نقص پتی
 ہے۔ جسے نماز و بھوج چاہیں نہیں
 کیونکہ جب میں الملک سے مفور و محترم
 بعد اس کی لڑکی سے غمازوں کی غمازوں
 میں پر کر گیا تا انصاف سلوک کیا گیا
 اور کچھ غنیمت و تفتیش سے کام نہ کر لیا گیا
 تو ہم پچھارے کس شمار و قطار میں ہیں
 ہمارے ہر ماہوں کے ساتھ ہی ایسا ہی
 ہوا کرتی حیرت کا مقام نہیں ہے پتوں اکین
 و فخری و شکاری سب ہر سال و دیدہ
 ہو جائیگا اور ان کی یہ بدولی سلطنت
 کی گردن پہلے ایک زہریلی چھری ہو جائیگی
 کیونکہ سلطنت کے کارآمد پر سے سلطنت
 کے متعلقین ہی ہوتے ہیں۔ جیسے
 یہی بد خلق ہو گئے اور اس سے مرعہ پہنچا
 گئے مگر یہ مولانا ہی ہر ماہ کی سلطنت
 کی جس کیونکہ کس کتنی ہیں۔
 اس کے اس کے ابراہیم میں الملک کی
 کاٹی رہا داری لڑکی ہے جس کے اعزاز
 و احترام کا اس و دربار میں دلکا ہوا تھا
 اور تندرستی کا مستند یہ کہلا تا تھا۔
 یا رخصت کیلئے میں الملک سے منظم
 و محرم کی روح کو مدینہ پہنچا۔ اور
 اس کے بعد خدا دے بس نور و نظرات حکم
 تو انصاف یا جو روزگم کے تیرے شاہ و تیرے
 نما اور خدا کو نہ مکتا ہے اور اپنے پساندہ
 ہو کر ہے۔ مالکی اس تقریر نے سنے تمام

خضار جاسکے ایک فوج لڑو یا اور تمام حاضرین
 و معاین انگشت بدندان میخروجران بیکے
 کے عالم میں خاموشی و ہمت کوئی جھجکا
 آپ اپنی تقریر بار بار توجہ کر چکا تو فوراً منہ
 سے کسی کلمہ سے بات نہ نکلتی تھی اور تیر
 مجلس بالکل شہ غرض کا شوق نہ رہی۔
 دیر کے سکوت کے بعد راجہ توڑ مل نے
 اپنی ہوائے تقریر کے چہرے کو شہرہ کی جہر
 سکوت اس طرح توڑی اور کہا
 راجہ توڑ مل۔ صاحبو سچ یہ ہے کہ
 صاحب کی ناخلاصہ تقریر و عالمانہ نہیں
 منصفانہ و عادلانہ تقریر کے بالکل دور
 کا دور و پانی کا پانی کر دیا۔ مجھے آقا ایک بھی
 نظر نہیں ہوتا جہاں اس بلا دور رعایت
 کا تقریر متاثر ہو ایشیک انیسویں
 چاہیے کہ پہلے پوری پوری تحقیق و تفتیش
 ہوئے پھر اس پر راستہ قائم کیا گئے ورنہ یہ بالکل
 بے انصافی کہل بیگی۔
 پھر راجہ ابومیری بھی ایسی راستے پہ در شہ
 بہت دور جی حکومت اکبری کی تمام نیکیوں کو
 میں ملا دیگی۔ مرنانا اور افضل تو راجہ فرمائیں
 کہ آیا ملا کا بیان کیا مدلل و مستند ہے
 فیضی۔ ایسے نازک و ننگ زمانہ ہوتا
 کی علانیہ تحقیقات مناسب نہیں کیونکہ
 طرحین سفر دین سے ہیں۔ تو اگر جو شخص
 اور انیکا موقع اور انگشت نمائی کا شوق
 ملجا بیگا میرے نزدیک خاموشی اور زار و آری
 سے کا ایک تیک کی راستے قائم رہنی چاہیے
 حکیم ابو الفتح۔ بدوں کامل تحقیقات
 کے کسی راستے قائم نہ ہونی چاہئے۔
 حکیم مہاراجہ۔ جبہ ملک کی راستے سے بالکل
 اتفاق ہے۔
 خان خانان۔ فیضی کی بالکل بداندی پرستی
 ہے۔ مجھے دل و جان سے ملا کی راستے
 کا اعتراف ہو کیونکہ ملا سرد و گرم
 چشمہ ہے۔ اور فیضی طفل ناخمد ہے
 ابو الفضل۔ میں نہیں سمجھتا کہ ملا صاحب
 کا کیا منشا ہے۔ کیا ملا صاحب سے
 چاہیں یا لیں انہیں کے میدان الملک سے
 مفہم و مگر صاحب کی لڑکی کا پردہ بھری
 محفل میں ناش کیا جائے۔ کیا وہ اسکو
 پسند فرمائے ہیں۔ کہ نامبروہ لڑکی کی ناگفتہ
 یہ کارروائیاں تمام شہر میں شہر کی جہاں
 کیا وہ خوش ہوئے کہ ایک جو شیرہ و
 ناگفتہ لڑکی مطعون روزگار بنائی جائے
 کیا جوہر و اراکین کے کہ ایک بزرگ و شریف
 فنانہ ان کے گیسے مرد و تکی راجہ اس
 ننگ شہان لڑکی کی ناہ طبعی حال ملین
 کی تقریر سے بے چین کیو ہیں کیا وہ فیضی
 میں کہ شہرہ سلیم کو مجرم ٹھہر کر بھی ملتا

کو صدمہ پہنچایا جائے اور دوسری کو قیامت
مردن کیا جائے کیا وہ آئیں رہی ہیں کہ نہ
عالم کو اس نامردی پر کاربند اسلوب رفتار کا
کچھ گناہ تھا اگر بیفہم ملام کیا جائے۔
میرے بلیں نہیں، اراکین سلطنت و بنیدہ
و مہمیدین مملکت میں سے کوئی بھی اس
کے عدل و انصاف کے نہ ہو نہ کیا شاکی نہ ہوگا
البتہ کچھ نہیں کی کیفیت شدید ملاحب کو ملو
ہو مجھے ان کے خیالات سے بحث نہیں
بھیلا فاضلان سلطنت کیوں بدظن ہوئے
لکے کیا وہ ملاحب کی طرح حرکات
شروع کے حامی یا طرفدار ہیں خدا کرے
کہ بھلا مانس خاندان میں اس کے بعد ایسی
ناشا کتہ واردات وقوع میں آئے
میں تو خیال کرتا ہوں کہ اگر اتفاقاً کسی
شریف خاندان میں کوئی ایسا ناک
خاندان واقع کسی بدچلن خاتون سے
سرزد ہو جائے تو یقیناً اس خاندان
کے ہر فرد اس بدچلن خاتون کے پیاسے
ہو جائے گی بھلا ملاحب ہی فرمائیں
کہ مہمیدین و اراکین کیونکر اس سلطنت
و حکومت سے بظلم یا بدگمان ہو سکتے ہیں
ماں اگر کوئی ملاحب ملاحب کے ہم خیال
ہوں اور اپنے خاندان میں کیسی بے حیائی
و بے شرمی سمجھتے ہوں۔ تو وہ البتہ بدظن و بدگمان

ہو سکتے ہیں ورنہ اور تو کوئی نظر نہیں آتا یہ
صرف ملاحب کی ساسی ہو سکتی ہے۔
میں یہ کہہ بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ کہ
حیثیت و رویہ و مقصد کی بیان لکھی
اس قدر تجویز ستر کیلئے کافی ہے۔ زیادہ
وضاحت کی کوئی ضرورت نہیں۔
ملا۔ وہ مولانا ابو الفضل آپ کو اپنے
زعم بلاغت و جوش فصاحت میں بہت
کچھ فرما گئے اور مجھے سلطنت کا مدبراہ
ثابت کر نہیں بہت ہی زور دے چکے مگر
میں کہتا ہوں اور قیامت تک کہتا رہوں گا
کہ میری سلطنت و حکومت قیامت تک
یہی ہے ساتھ یا کی جائیگی جو انصاف و
انصاف کی پابند اور پیرو ہوگی آپ نے
اس نازک و اہم معاملے میں کرشنے تو میں
بتتے ہیں و کہتا ہوں نہ آئیں اگر ہی
بڑا کیلئے نہ آئیں محمودی سے کام لیا گیا
اندھا دہندہ ارت پناگ ایک بیگہ سے
قتل کا قہر و دیدار کیا۔ شریعت شرافت
کو بد چلن بظلم نہایت کو نہیں دیکھی ہیں
بلکہ شاہ و گدا۔ امیر فقیر جوان و پیر
سب کیلئے ایک ہوتا ہے اور عدل و انصاف
کا جریاں رہتا ہے اگر آپ شریعت تافز
قدرت یا عدل و انصاف سلطنت کی پابندی
افرض مقدم نہیں تو آپ نے جس طرح

باز نکا بھری محفل میں بیان کرتا یا رشتی
 میں لانا گودہ یہ سبب کسم زمان عیوب
 عیوب ہی سمجھی جاتی ہوں (نذر محفل)
 خیال فرمایا ہے۔ وہ باتیں آپ کو تجویز بتاتی
 ہوئی ہیں اگر شریعت و عجز کو طاق پر دہریں
 اور اندر بھر نگرانی کا اندر بھر رہتا چاہیں
 نوشوق سے برتن اور اگر کسی سلطنت کی
 تمام نیکیاں میسر نہ ہو چھوٹ کریں کہ اس میں چاہ
 کی شاید خدا بھی (نذر و بالہ) جبار ہے
 اتنا کہ تمام جلسہ سادگت و صامت
 شکار و حب ملا صاحب اپنی نظر بخت لکھے
 اپنی کرسی پر بیٹھ گئے اور شاہ و بیبا
 نے دیکھا کہ جیسے کارنگا اچھلتی ہے۔
 اختلاف کی گھبراہٹ رہی ہے تو فرمایا کہ اچھا
 سب صاحب اپنی اپنی آفتاب فرمایا کیونکہ
 اب لوگ مرانا دھول کی پرندہ رقت میں رس چکے
 سر پہ شاہ و بیبا کی اس آکر لپٹ کر گیا اور
 اپنی رائے میں طرح ظاہر کی
 راجہ کو ڈر مل۔ مجھے ملا کی رائے سے
 بالکل اتفاق ہے کیونکہ مقدمہ تحقیق و تفتیش
 ہو کر انصاف ہو کر انصاف ہونا چاہیے
 ورنہ بٹیک دور اگر کسی پر خون ناحق دے
 انصاف کا وہ بہرہ روز قیامت نہ رہے باقی رہ جائیگا
 جبکہ ساقی ساقی ہم اراکین و کارکنان کی
 بھی ہمدردی ہو نا کی لکھنوی بالکل فضول
 و خلاف اصل سلطنت ہے
 سر پر میں بالکل راجہ صاحب کا ہمنام ہوں۔
 بیعتی۔ سیرے یقین میں کوئی بے اعتباری
 نہیں۔ کیونکہ ایسی بے حیائی کی سزا ہی
 گرجن زدنی ہے۔
 حکیم ابو الفتح۔ میں راجہ صاحب سے
 شفق ہوں۔
 حکیم عمامہ۔ میں اپنے ہم پیشہ حکیم ابو الفتح
 صاحب کا ہم لسان ہوں۔
 خان خاندان۔ مجھے اپنے حکما سے اتفاق
 ہے۔
 اب شاہ و بیبا بہت ہی گھبرائے
 اور مشورہ ہوئے کیونکہ ابو الفتح کی ملی بھگت
 تھی۔ اور وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ
 یہ مقدمہ عام مقدمات کی طرح سبک
 اجلاس میں پیش ہو اور بیبا شاہ و بیبا
 ہر دو بلکہ وہ چاہتے تھے کہ چھپ چھپ انارکلی
 کا اندیلہ ہو جائے اور کسی کو کاؤن کا کان
 جھڑ ہو۔ مگر جلسہ نے ایک ایسا رنگ پیدا
 کر دیا۔ جسکی سلطنت امید نہ تھی۔ آخر سب
 ہی عجز و خضوع کی۔ شاہ و بیبا کو خیر
 ایک بات ایسی تاباں و اجواب سوچھی کہ
 میں سے شاہ و بیبا کا دور مسکتا بالکل
 ہتھم نہیں ہو سکتا ہے۔ اور نہ بیبا ہی
 مناسب ہوا جانا ہے۔

ہمیں اکثر کائنات سے اور عرصہ
 اور بڑے شان و شوکت سے بنے ہوئے
 میں جنہیں بڑے بڑے تاجروں کی
 دو کائیں اور کارخانے ہیں اور انگریزی
 لائبریری اور سول لائبریری اسکول اور
 عجائب خانہ اور بیربر
 وغیرہ ہو

تمام

قطعات تاریخ طبع ناول

انجیل جناب ڈاکٹر ابو الحسن محمد عبد الغفور صاحب میٹر شاگرد حضرت احسان

چشم بد و در فرق پر فن کی	الائی شلخ طبع ہزار ہی	وہ وہن رسائی حکمت
ہر گئی کھل کے عطر بار سکی	فون کا غنچہ بلاغت ہے	یا ضاعت کی جہ پیار کا
فون کے گلشن سخن میں بوں	میلو سے تا حشر بار بار سکی	ہو جو تھنہ وہ ہو اگل غن
چو لہا ہو وہ خوشگوار سکی	گلشن اردوں کا ماجہ کھجا	یا کھلاش میں شیار کا

۱۵۷۶
 لکھنؤ تاریخ طبع انکی میٹر
 مخزن طرفہ ہے ہمارا کلی

CALL No. {

۸۹۱۵۴۴۳

ACC. No.

۵۴۲.۱

AUTHOR

نور محمد علی

TITLE

انارکلی



URDU STACK
MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The Book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 paise per volume per day for general books kept over-due.

